

حصہ سوم

# مشکوٰۃ حمایت



مکمل  
بمعارف و ارشیه



از

مولانا غضن حسین مدنی نقی دارثی آنادی

چنانچہ راقم الحروف کو صد ہالوگول سے قسم قسم کے ماقعات بركات  
بیعت نے کا اتفاق ہوا ہے یہ تذکرہ ایسا نہیں کہ چند اور ایسے ختم ہو سکے جیکو  
خوش نصیبی سے حضور انور کا دست مبارک نصیب ہوا ہے کچھ دہی جانتا ہے اور  
صرف دہی نہیں بلکہ جن لوگوں کو شرف حضوری نصیب ہوا ہے خداونہ مرید ہوئے  
یا غیر مرید آپ ان کے مدد و معادوں ہو گئے۔

### بندی یا شکل

حافظ پیاری صاحب کا واقعہ حسن و عشق

کی ایک داستان ہونے کے علاوہ اپنے  
آخری حصہ سے جس سے کہ ان کی زندگی کا تاریخ پڑت گیا حضور انور کی ایک خرق  
عادت اور کرامت پر بھی مبنی ہے کہ آپ نے ان کی خواہش کے موافق انہیں کے  
خیال اور انہیں کے مذاقی عشق کے بوجب ان کے محبوب مرغوب کی حضورت اپنی  
شکل میں دکھا کر اپنی طرف مائل کیا اور یہی اُسی حورت میں ان کے سامنے  
رہے۔

ایسے ماقعات بھی پیش آئے ہیں کہ حضور انور نے دوسری شکلوں میں  
لوگوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

مولانا تجیر وارثی کتاب عین ایتعین میں لکھتے ہیں کہ ایک طالب زیارت  
اپنے ذوق و شوق میں حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوا راست میں دریا مال  
تحا ساحل پر کوئی گشتی بھی نہیں تھی وہ سخت متوجہ تھا کہ ایک شخص کے سکارے  
کی آواز آئی وہ اس کی طرف چلا تو دیکھا کر ایک لڑکا ہے اس نے ان کو اپنے  
ساتھ لیا اور کہا:

”ایک راست ایسا ہے جو کسی کو معلوم نہیں آؤ میں تم کو اس راست سے پار  
اتا رہوں“

وہ مسافر اس لڑکے کے ساتھ ہو گیا۔ وہ لڑکا پار اتار کر نگاہوں سے  
خاب ہو گیا۔

جب یہ زائر بہت حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوا تو آپ نے

فرمایا:

”وہ لڑکا کتنا چالاک تھا؟“

اس شخص نے بیانِ تعریف کیا۔ ”حضور ہی تھے!“ آپ مجسم ہو کر  
ناموش ہو گئے۔“

قاضیِ رحمت مل صاحب اکبر آبادی لکھتے ہیں کہ حضور پر نورِ قصبہ عدالتی  
صلح میں پوری میں رونق افزو زتے۔ جب میں شریتِ قدیمہ سی سے مستفید ہو کر  
اگرہ آیا تو یہاں سے آٹھ آدنی بوقت شبِ حضور کی قدیمہ سی کے لیے مل دیئے  
رات کا سفر تھاراہ سے بچک گئے اور تمام شبِ بچگل میں ہیران و پریشان ہوتے  
رہے۔ آخز ایک درحقانی کو دیکھا کر کاندھے پر ایک موٹا لٹک لئے ہوئے سامنے سے  
نہدار ہوا اور خود بخوبی پہنچنے لگا:

”تم کیا حاجی صاحب سے ملتے جاتے ہو؟“

اپنوں نے جواب دیا: ”میں“

اس نے کہا: ”ہمارے ساتھ چلو۔“

چنانچہ سب اس کے ساتھ ہو گئے۔ دو ایک کھیت کی مسافت لے کر ہو گی  
کہ وہ اشارہ سے بتانے لگا:

”دیکھو وہ سامنے کوٹھی ہے۔ اُسی میں حاجی صاحب ٹھہرے ہوتے ہیں  
دہاں پلے جاؤ۔“

ہم سب لوگ دہاں پلے گئے۔ جب صحیح کو خدمت عالی میں حاضر ہو کر  
قدیمہ سی ہوئے تو آپ نے مکلا کر فرمایا:

”تم لوگ راستے چول گئے تھے۔“

یہ سب ایک دوسرے کا منزد دیکھنے لگے۔

سلم ہوا اکر رہ برآپت ہی تھے۔

ایسے اکثر واقعات ہیں اور حضور انور کے منافع اقسام کے فیون بن گاتا

میں ایک قسم یہ بھی شامل ہے۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی (آنریل جسٹس پٹنہ ماؤنٹ) جنکو حضور انور کی ذات نمود المصفات سے ایک خاص عشق و محبت کا درجہ حاصل ہے۔ اپنے عین مشاہد سے مطلع فرماتے ہیں ایسا سلک سن پرستی ہے جو ہے حضور انور کے حسن و جمال کو دیکھ کر جس کو عالم پیری میں دیکھا ہے تھی ایک خیال گزرتا ہے کہ میں نے حضور پر انور کو کسی میں نہیں دیکھا۔“

ہر اچھے میں میں حضور کے ہمراہ تھا۔ ایک مرتبہ میں خدمتِ رالی میں حاضر تھا اور حضور انور اس وقت نہایت شاد و سرور تھے کبھی غنوی مولینار و م اور کبھی پسادوت نہاتے تھے اس وقت بھی میں اسی خیال میں بیٹھا تھا کہ اس صحفی میں تو یہ قیامت کا حسن ہے کہنی میں کیا ہو گا۔ حضور انور اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ احام شریعت کا دامن اٹھا کر منز پر ڈال یا اور پھر شایا تو میں نے حضور انور کو بلاؤ اڑھی اور بلا مونچ کے چودہ پندرہ برس کے سن میں دیکھا۔ اسی وقت سجدہ شکر بجا لایا۔ اور وہ صورت زیبا دیکھی ہے نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا۔ حضور نے تمہرے فرما کر مجھے رخصت کر دیا۔

اچھی صورت کے ساتھ یہ اعجاز بھی تھا۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جن میں اس خنے دلخیری کی نیزگیاں سافی ہوئی ہیں ہے:

تیسکے حلبوسے کی تو کیا بات ہے بسیان اللہ

دیکھنا یہ ہے کہ ہے دیکھنے والا کیسا

اسی طرح ایسے واقعات بھی ہیں کہ حضور انور نے ایسے اہم موقع پر اپنے مریدیں میں بھی اپنی بی شان کا خلہور کو کھا دیا۔

چنانچہ مکتوب فریض بارگاہ وارثی حاجی او گھٹ شاہ صاحب قبلہ کہتے ہیں کہ جس سال حضرت شاہ فضل حسین صاحب دارثی سجادہ نشین شاہ منورؒ ذریضؒ حج ادا کرنے کے لیے بیت اللہ شریعت گئے تھے۔ اسی مرتبہ مولینار شید احمد

صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ بھی گئے تھے اور اسی سال مولینار شیداحمد صاحب  
گنگوہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ مہاجر کی رحمت اللہ علیہ سے منفی  
بیت ہوئے تھے۔ شاہ فضل حسین صاحب دارثی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب  
کے مکان ہی پر قیام پذیر ہوئے۔

حضرت شاہ فضل حسین صاحب خود اس واقعہ کو بیان فرماتے تھے کہ ایک  
مرتبہ مجھے اور مولینار شیداحمد صاحب سے اس مسئلہ پر گفتگو ہو گئی کہ شیخ کامل  
صورت اور سیرت بدل سکتا ہے، مگر مولنا ر شیدا احمد صاحب میرے اس بیان  
کی تردید فرماتے تھے۔

مولینا حاجی امداد اللہ قبلہ نے اس کے متعلق اپنی زبان سے کچھ ارشاد  
نہیں فرمایا۔ خاموش سنئے رہے۔ جب نماز ظہر کا وقت آیا اور سب ہر مردم  
میں گئے تو عجیب نظارہ پیش نظر ہو گیا کہ لوگ مجھ پر گرنے اور تند موسی کرنے لگے  
عام شہرت ہو گئی کہ حضور انورا کی سال تشریف لائے ہیں۔

آپ کے مریدین و معتقدین نے فوجلو گھیر لیا اور ایک ایک دریافت کرنا  
تھا کہ:

”حضور کب آئے؟“

یہ اسی حالتِ حرمت و استحباب میں بعد نماز ظہر کان پر داپس آیا تو  
حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی نے فرمایا:  
”یجھے آج حاجی صاحب نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا۔ شیخ کا اپنی صورت کا  
بدنا تو ایک طرف رہا مرید کی بھی صورت بدل سکتا ہے۔“

حضور پرورد کے ایسے واقعات بہت ہیں اور جو حرمت الگیز باقیں  
کتابوں میں نظر آتی ہیں ان کا آپ کی ذات بارگات میں عینی مشاہدہ ہوتا  
تھا اور یہ بات حضور انور کی خصوصیات میں قسمی کہ جیسا سوال ہوتا ویسا ری  
جواب دیتے تھے اور جو باقیں احادیث تحریر و تقریر سے باہر ہیں اور اس لال  
وغیرہ سے ان کا یقین نہیں ہو سکتا ان کا مشاہدہ کرادیتے تھے۔

## کیفیت باطنیہ

حضور انور کے صفات کا یہ  
میں کیفیت باطنیہ ایک

قابل امتیاز درج رکھتی ہے اور اس سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ آپ کی حق میں نگاہوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تھی اور حاضر و غائب کے حالات سے آپ بخبر رہتے تھے جیسا کہ اکثر واقعات و حالات سے ظاہر ہے۔

یہ نظرت عالیٰ کی خوبی تھی کہ کبھی کسی کا انفعص یا عینب ظاہر فنا تے نہ کوئی ایسی بات ارشاد فرماتے تھے جس سے کوئی کچھ خیال کر سکے۔ حالانکہ ہر ایک بات کا علم رکھتے تھے اور کوئی بات آپ سے مخفی رہ تھی جس کی اشارۃ بھی کوئی بات زبانِ مبارک سے ایسی ارشاد نہیں ہوتی تھی جس سے معلوم ہو کہ کسی راز سربرستہ سے آپ رافت ہیں۔ ہمیشہ لوگوں کے کہنے سننے پر ہر ایک بات کا اعتبار کر لیتے۔ شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ شریعت ظاہر پر حکم دیتی ہے۔

کسی شخص کی کیفیت بتا دینا یا کسی مخفی حال کو بیان کر دینا اہلِ تصوف کے شدویک کشف کے نام سے موسم ہے۔ جو ابتداء ہی سے پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے مگر اس کشف میں یہ خاص بات ہے کہ جو سامنے آیا اس کا حال بتا دیا ایکسی واقعہ کی پیشین گوئی کروی گردد جانی مارچ طے کرنے کے بعد جو بصیرت پیدا ہوتی ہے یا قدر تباہ مقدس نعمتوں کو وہ ہشم بینا عطا ہوتی ہے جو ظاہر و باطن حاضر و غائب کو یکساں دیکھے۔ اس کشف میں اور اس کشف میں آناتاب و ذراہ کافر ہے۔

اس وقت علیمِ مغربی کے نئے دور میں تحقیق و تدقیق میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور ایکسریز کے ذریعے سے مخفی چیزوں کے دیکھنے پر بھی ان کو کامیاب حاصل ہوئی۔ قدرت نے دنیا میں ایسے لوگوں کو بھی ظاہر کیا ہیں کی انکوں میں یہ قوت دیکھی گئی۔

چنانچہ جزیرہ روڈ میں ایک لڑکی ہے جس کے متعلق اکثر جبراہم

میں یہ خبر دیکھنے میں آئی کہ وہ لوگوں کے اندر ورنی خیالات معلوم کرنے اور کشید  
غیر شفاف چیزوں کے آرپار دیکھنے میں بعیب طاقت رکھتی ہے۔  
اکاڈمی آف میڈیسین اور اکاڈمی آف سائنس کے مشہور داکٹر جان کوکن  
پس نے اس کا بڑے غور و تحقیق سے سماںہ کیا اور دو گھنٹے متواتر معانی کرنے  
کے بعد بیان کیا:

“لڑکی میں یہ حریرت الگینز طاقتیں موجود ہیں جنکو عام طور پر ایکسریز کے نام  
سے موسوم کیا جاتا ہے۔”

مگر ایکسریز کی طاقت بھی حاضر شخص کی حالت دیکھنے کے لیے مخصوص سے  
اونڈا اک اس طاقت کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی جو دہا اپنے مقبول اور بزرگ زید  
بندوں میں ظاہر کرتا ہے۔

حضرت مولانا ذمۃ اللہ فرماتے ہیں سے:

آئیشہ ول پھول شود صافی دیاں  
نقشہ بینی بردن از آب دخاں

حضردار نور کی ذات متعجم الصفات میں دیگر خوبیوں کے علاوہ کیفیت  
باطن اس قدر دیکھتی جو حیرت الگینز ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی بات باتیں کیفیاتِ باطنی کا ظور ہوتا  
تھا۔

چنانچہ مختلف کیفیاتِ باطنیہ کا تدریسی ذکر کیا جاتا ہے جن کو نکشف  
کی طاقت سے مثال دی جاسکتی ہے نہ ایکسریز کی قوت سے۔

جس طرح آپ کی نگاہ ظاہر و باطن کو یکساں دیکھتی تھی اسی طرح آپ کا  
طلب اس تدریبنگی و مصقاً تھا کہ اس پر وہ سردوں کے خیالات کا فرواؤ گھس پڑتا  
تھا۔ زغمور و تماں کی ضرورت تھی نہ قوتِ ارادی صرف کرنے کی حاجت  
ہوتی تھی۔

مولوی نادر حسین صاحب دارالعلومی ربارہ بکلی، اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔

یہیں مکھنٹو میں عریٰ پڑھتا تھا اسی زمانہ میں بھکو ملازمت کا شوق پیدا ہوا  
عگر کہیں کچھ سعد پیدا نہ ہوا تو میں نے قانون یاد کرنا شروع کیا۔ انہی دنوں میں  
حضور پر نور نکھنٹو تشریف لائے اور سرانئے امین آباد میں تن تعفضل حسین کی فوج کا  
پر قیام فرمایا۔ میں خدمتِ عالی میں حاضر ہوا تو ایک سفید پوش حضور انصور کی خدمت  
عالی میں حاضر تھے۔ حضور انصور نے بھکو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

”اکی شخص اگرہ میں متلاشی روزگار تھادہ پہلے پانچ روپے کا انوکر ہوا  
پھر تو سینکڑوں کی ہزاروں کی آمدی ہوئی“  
میں سمجھا کسی کا تند کرہ فرمایا ہے میں بگروہ سفید پوش جو حضور کی خدمت  
عالی میں حاضر تھے انہوں نے مجھ سے کہا:  
”تمہارے لیے ارشاد ہے سلام کرو۔“

میں نے اسی وقت سلام کیا یا قدم بوس ہوا۔  
اسی سیفتو عشرو میں پانچ روپیہ کی ملازمت مل گئی اور اس شرط سے ملی کہ  
کر دو تین مہینے میں کاغذات مرتب کر دو اور حساب کتاب درست کر دو تو منبار  
عام کر دیئے جاؤ گے اور تجوہ اور تھادی جائیگی۔  
میں اس زمانہ میں اپنا کام بھی کرتا اور تا لون بھی یاد کرتا تھا۔ ارادہ تھا کہ  
وکالت کا امتحان دوں۔

جب میں دوبارہ حضور انصور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا تو آپ نے  
خود بخوبی فرمایا:  
”کہاں وکالت کر دے گے مکھنٹو میں یا بارہ بنکی نواب گنج میں۔“

میں نے عرض کیا: ”ابھی تو قانون یاد کرتا ہوں۔“  
چنانچہ اسی سال تین بیسینے کے بعد امتحان روپنیرا بخشی میں پاس ہوا۔ پہلے  
مکھنٹو میں رہا پھر میں نے حاضر ہو کر عرض کیا:  
”بارہ بنکی جائے کا ارادہ ہے۔“  
حضور پر نور نے فرمایا:

"بہتر ہے وہاں جامدی بیانی ملائقت ہرداکرے گئی ہے  
چنانچہ میں بارہ بھلی میں اپنے کام کرنے لگا اور حضور انور کا ارشاد ملی وہ  
پورا ہوا۔

وہی صاحبِ کائنت ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پونز قدم پہنگرام میں میرے مکان  
پر رونق افزد تھے مجھ سے ارشاد فرمایا:  
"نادر حسین اگر تم نہ ہو تو نور الحسن سب انتظام کر لے یہ سکر مجھے خیال ہوا  
کہ اب میری موت آگئی۔"

اس خیال کا آنا تھا کہ حضور پونز نے بتایا باش ارشاد فرمایا:  
"نادر حسین مجھے تم ذاپ گئے ہو اور تم کو مقدمات کے سبب سے گرام  
آنے کی فرصت نہ ملے اور ہم ٹکرایم آئیں تو نور الحسن سب انتظام کر لے یہ  
میں لے کر ہجی ہاں۔"

فی الحقیقت حضور انور کے ارشاد کا یہ غہوم تھا کہ جس طرح مولوی نادر حسین  
صاحبِ حضور انور کے میونچ و درکات سے اس مقابل ہوتے رہے اسی طرح نور الحسن بھی  
ہونگے اس ارشاد کا یہ نتیجہ ہوا کہ شیخ نور الحسن صاحب انٹرینس پاس کر کے حضور  
کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے تو آپ نے خود بخود ارشاد فرمایا:  
"چھانک ہمک اپنے گئے"

انہوں نے عرض کیا، "جی ہاں"  
مولوی نادر حسین صاحب کا بیان ہے کہ میری سمجھ میں ارشاد کا مطلب  
نہیں آیا۔

میں نے باہر آ کر نور الحسن سے دریافت کیا: "چھانک ہمک اپنے گا  
کیا مطلب ہے"  
انہوں نے کہا: "انٹرینس کے معنے چھانک کے ہیں، شاید اسی کی طرف

اے مولوی نادر حسین صاحب کے صاحزادہ کا نام ہے۔

اشارہ ہے؟

چنانچہ پھر ان کی تعلیم ایسے لے وغیرہ کی نہیں ہوتی۔ ایگر لکھنے پا سکر کے  
عازمت شروع کر دی۔ اب نائبِ تعمیلدار ہیں اور تعمیلداری میں انتساب ہو  
گیا ہے۔

یہ حضور انصار کی دینیوی برکتیں ہیں اور ایسے صدماً واقعات سننے میں آتے  
ہیں، حضور انصار سب کی خواہشات سے خود باخبر ہتے تھے اور ادا و فرما تے  
تھے۔

مولوی شیخ شیر حسین صاحب تدوالی (دیر مشرقا، مقیم آنجلستان) رسمی  
گدید علیع بارہ بیکی تحریر فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کاذکر ہے جبکہ رمضان شریف کا مہینہ تھا حضور انصار گدید یہ  
میں رونق افزوز تھے، میں شب کے وقت خدمتِ عالی میں حاضر ہونے کے لئے  
چلا۔ میرے مکان کے قریب ایک مسجد ہے اسیں تراویح ہو رہی تھی اس وقت  
قرآن پاک کے الفاظ سننے بجھے ملکر دیکھ دیر مسجد کے باہر کھڑا ہوا سفتاراً پھر  
خیال آیا کہ حضور انصار کی خدمت میں جانا ہے کہیں دیر نہ ہو جائے گر دل قرآن  
شریف کی طرف متوجہ تھا۔  
میں حاضر ہوا تو آپ استراحت فرماتے تھے مجھے دیکھ کر بیٹھ گئے

اور فرمایا:

«آؤ میر تم کو قرآن سناؤں۔»

میں حیرت میں رہ گیا کہ آج یہ نئی بات کیسی اور کبھی تو ایسا ہوا نہیں۔  
الغرضِ حضور پروردہ نے مجھکو مختلف تراوتوں سے۔ قرآن شریف

ستایا۔

یہ واقعہ بھی شیخ شیر حسین صاحب تدوالی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ  
میں آگرہ و فیروز کی طرف سیرویا حت کو گی تو آگرہ سے لگک تراشی کی پیرسی لیتا  
آیا۔ ایک چھوٹا سا صندوق پہن تھا۔ حضرت اس زمانہ میں گدیر میں رونق افزوز

تھے۔ دل میں آیا کہ اس صندوق تجھ کو حضور کی خدمت میں پریش کر دوں، مگر پھر یہ خیال آیا کہ آپ کیا کریں گے۔ کسی کو دے دیں گے اس لیے اس کو مکان ہی میں رکھوں، لیکن پھر دل نے یہی طے کیا کہ حضور انور کی خدمت میں تدر کر دوں۔ چنانچہ اس کو لیکر حاضر ہوا تو آپ نے اٹھا کر دیکھا ہست پسندیدگ کا انہمار فرمایا۔ خوشی ظاہر فرمائی اور حضور کی دیر کے بعد فرمایا:

”مشیر اسے تم کھو تھا ری خوشی ہو گئی وہم نے لے لیا۔“

یہ بھی بالکل نئی بات تھی۔ مگر ظاہر ہے کہ حضور انور کی یہ کیفیت تھی کہ طلبی حالت پر آپ کو فوراً اطلاع ہو جاتی اور اُسی کے حوالفت ارشاد فرماتے تھے۔ مولانا مولوی سید عبد الغنی صاحب قبلہ دار اُبھاری مذکولہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی سید رحیم الدین ایڈریا پیچ بانکی پور کا واقعہ ہے کہ جب حضور انور بھارت شریف لائے تو مولوی رحیم الدین صاحب کے ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ حضور انور کی پانکی کے ساتھ ۱۹ میلہ تک دوڑتے ہوئے بھیں تک آئئے کسی نے مولوی رحیم الدین صاحب کے خاندان والوں سے یہ کہہ دیا کہ مولوی صاحب فضیل ہونے کو گئے ہیں اس خبر سے ان کے گھر میں کہراں پڑ گیا اور ان کے ڈرے بھائی نے مولوی صاحب کے دوستوں کو خطوط لکھے اور مجھ سے بھی ایک شخص کی زبانی کہلائی بھیجا کہ رحیم الدین کو مرید ہونے سے منع کر دو حاجی صاحب کا طریقہ خلاف شرع ہے۔ اور اسی قسم کی باتیں تھیں۔

اس سفر میں حضور انور کا یہ میتوں دیکھا گیا کہ روزانہ صبح کو ملنی معمولی ہوتی تھے اور اس وقت سید عبد الاود شاہ صاحب اور فضیحت شاہ صاحب وغیرہ کو طلبہ فرماتے۔

چنانچہ جس دن بھی میں شام کو میرے پاس مولوی رحیم الدین صاحب کے بھائی کا پیام بخواہے۔ اس کی صبح کو حضور پرتو نے مولوی رحیم الدین صاحب کو بھی طلبہ فرمایا اور میں بھی اس مجلس میں حاضر ہوا تو حضور انور جو شو جس کے

حسب حال ہوتا اس کی طرف من طلب ہو کر اس کا مطلب بیان فرماتے تھے۔

چنانچہ ایک شہر کا یہ مضمون تھا:

”کوئا کامیں کا یہیں کرتا ہے“

آپ نے مولوی رحیم الدین صاحب کو مناطب کر کے فرمایا:

”سنار حیم الدین کوئے کی عادت ہی کامیں کا یہیں کرنے کی ہے۔ اُسکی

طرف خیال نہ کرنا چاہیے“

جب حضور پر نور پلی سے رخصت ہو کر بہار تشریف لے گئے تو مولوی رحیم الدین صاحب کے ایک دوست جو میسلے بھی دوست ہیں حضور پر نور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو کہیں نہیں دیکھا تھا اور ان سے کسی نے تعارف کرایا تھا لیکن ان کے مشیتے ہی حضور انور نے ارشاد فرمایا: ”مولینا روم فرماتے ہیں تھے“

چوں قلم در دست عن تارے بود

لا حبرم منصور بردارے بود

اور ایک شخص نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے تھے:

جب قلم ہو ہاتھ میں عن تارے کے

کیوس نہ سو منصور اوپر دارے کے

مولینا سید عبدالغنی صاحب تبلہ فرماتے ہیں،

میرے ان دوست کا بیان ہے کہ اس ارشاد سے مجھے اس بات کا لیکن ہو گیا کہ یہ ارشاد مولوی رحیم الدین صاحب کے بھائی کے خط کی طرف ہے۔

اس کے بعد مولوی رحیم الدین صاحب نے بہت کوشش کی اور خود کو کئی درخواستیں پیش کیں۔ ہمارا ہیوں سے سفارشیں کرایں گے آپ نے ان کی بیعت نہیں لی۔

حاجی محمد شاکر خان صاحب دارشی و خلعت ارشیدہ مولوی محمد ناظر  
خان صاحب پیشتر کو رٹ انپکٹر دریں رائے بریلی لکھتے ہیں کہیرے والدین  
کے خالہ زاد بجائی حضور پروردے بیعت کرنے کی غرض سے خدمت عالی میں  
حاضر ہوئے تو ہم لوگ بھی ہراہ تھے۔  
راسنے میں ان کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حضور بیعت یعنی وقت یکیوں  
کہلواتے ہیں :

”ما تھے پکڑتا ہوں چینچن پاک کا“

جس وقت وہ حاضر ہو کر مرید ہوئے گئے تو حضور انور نے حسب ہوں  
مرید فرمایا اگر یہ جعل نہیں کہلوایا جس کا ان کو بعد میں بہت خیال رہا اور  
اس بات کا انوس رہا۔

حضور انور کی یہ یقینیت باطن تھی کہ عرض حاجت کی ضرورت ہی رسمی  
سب کا حال آپسے تھا۔

مشی عبد الغنی صاحب قبلہ دارشی ریں پو وہ غنی خان ضلع رائے بریلی  
تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور انور کی خدمت عالی میں اس غرض سے حاضر  
ہوں کہ حضور انور کو اپنے مکان پر لاوں، بگھر سے ملپتے وقت حسب دستور مقرر  
لئے طرح طرح کی نشہ ماشیں کر دیں کہ مکھنٹ سے ہمارے دامنے میں خلاں خلاں  
پیزی لیتے آنا۔

میں جب دیوبہ شریف حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور پر انور مرضح چڑی  
ضلع کھنڈی میں رونت انور ہیں میں وہیں حاضر ہوا اور خدمت عالی میں  
عرض کیا تو آپ نے بہت تریکی کی تاریخ ارشاد فرمائی۔ بلکہ پانچ دن دیسان  
میں تھے۔

اس وجہ سے مجھکو خیال ہوا کہ اب بکھر وغیرہ جانا مناسب نہیں  
ہے براہ راست مکان کو چلنا چاہیے کیونکہ انتظام کرنا ہے اور حضور انور کی  
تشریف آوری کا وقت تریکی۔

یہ خیال کر کے میں نے حضور انور سے رخصت کی اجازت مانگی تو آپ نے نور محمد شاہ صاحب خادم سے فرمایا :

”وہ سکھی اور رام پور کا سرودت غنی خان کو دیدو“ اور جن مستورات کی روایش عقین انہیں کی نسبت ارشاد فرمایا :

”ان کو دیدیں۔“

میں رخصت ہو کر چند قدم چلا تھا کہ پھر حضور نے طلب فرمایا اور ایک ہنایت لفظی خاصدان عطا کیا اور ارشاد فرمایا :

”یہ فلاں بی بی کو دیدیں۔“

مجھے خاصدان کی بالکل یاد نہیں تھی۔ غرض کہ جو جو چیز جس کی فرمائش تھی وہ سب نام بنام حضور انور نے اپنی طرف سے مرحمت فرمائیں اور میں براطین ان مکان کو واپس گیا۔

حضور انور کے روپ و حاضر و غائب کے حالات آئیں تھے۔ یہ کیفیت باطنیہ خاص ہے۔ اس کو اُس کی خیلت سے کوئی مناسبت نہیں ہے جس کو کشف کے نام سے سو سوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کشف میں صحت و غلطی کا احتمال ہے۔ چنانچہ حضور انور ہی کے ایک داتھ سے اس کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ مولوی حکیم محمود علی صاحب فتحور سی نائل ہیں کہ میکے ما مول صاحب قبلہ میر رحمت علی مرعم و مغفور بخوبی ہیت ثقہ بزرگ تھے مجھ سے میری والدہ صاحبہ قبلہ کا واقعہ بیان فرماتے تھے جو یہ ہے :

وہ تپ کرنے میں مبتلا ہوئیں، ہر چند علاج معا الجہ سہاگر کوئی تدبیر کا گر نہ ہوئی اور روز بروز حالت خراب ہوتی گئی جب بالکل مایوسی ہوئی تو ایک بحمد و برباد رویش جنکھا نام جبار شاہ تھا اور فتح پور کے لوگ ان کو بہت مانتے تھے۔ ان کی خدمت میں گئے تو انہوں نے صورت دیکھتے ہی فرمایا :

”سید بابا جس مالی کی دعا کے داسٹے آیا ہے وہ ابھی بہت زندہ رہیں اور اس کی استقرار اولادیں ہوں گی۔ کیوں پریشان ہے، جب مالی اچھی

ہو جائے گی۔"

میرے ماموں صاحب تبلد یہ سکر نوش خوش مکان پڑائے۔ اتفاق سے اسی روز حضور بھی فتح پور میں تشریف لائے۔ ماموں صاحب قبل حضور انور کی فدمت عالی میں حاضر ہوئے مگر ان کے دل میں اس وقت خیال یہی تھا کہ کاش حضور انور میری ہمشیرہ کے سبب کچھ ارشاد فرمایاں تاکہ دل مطمئن ہو جائے ہضور ان کی جانب نماطیب ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"رَحْمَةُ اللّٰهِ مُلٰى إِذَا جَاءَهُ أَجْلُهُمْ لَا يَأْتِيَنَّ أَخْرَى وَدَّ  
لَا يَسْتَقِدُ مَوْتَهُ شَنَاسْتَهُ دُلْبَنِي سَبْ مُجَبِرِهِ وَهُوَ بِهِ نِيَازٌ ہے"

ماموں صاحب کہتے تھے کہ سُنْنَتِ ہی میری جان بخل گئی اور سمجھ گیا کہ اب ہمشیرہ کا بچپنا محل ہے چنانچہ دوسرے ہی روز ان کا انتقال ہو گیا۔ حضور انور کے سامنے تھا حالات کا انکشاف حقیقی تھا زبان مبارکے جو بالغاظ لکھتے تھے وہ سان الغیب کی طرح ہوتے تھے اور وہی ہوتا تھا جو آپ فرماتے تھے۔

مولانا ناظم علی صاحب فضلی دعیتم مدرسہ عالیہ فرقانیہ (کھنڈو) تحریر فرماتے ہیں کہ مولینا حافظ سراج اليقین صاحب نبیرہ و صاحب سجادہ حضرت شاہ بنجات اللہ محب صادق قدس سرہ نے اپنے صاحب زادہ کی تقریب سجادہ نشینی اپنی حیات میں فرمائی اس زمانہ میں حضرت شاہ بنجات اللہ کا عرس بھی تھا اس وجہ سے حضرت حاجی صاحب اور حضرت مولینا محمد نعیم صاحب فرنگی محل قدس سرہ بھی شرکیب بلے تھے جو حضرت حاجی صاحب تھے۔ حافظ سراج اليقین صاحب سے لمحتے ہی صاحب زادہ کی سجادہ نشینی کی بابت مکار کر سکر ارشاد فرمایا:

"بھروسہ یہ کیا پیال کے پاؤں کھڑے کرت ہو"

چنانچہ اس سجادوں کا کسی اعتبار سے کچھ نیچہ نہ ہوا اور وہ صاحب زادہ

حافظ سرالیتین صاحب کے ساتھ ہی قضا کر گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کے سامنے کوئی بات فتحی نہ تھی۔ نلاہر و  
باہم کی من دون خبر تھی۔

مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیداداری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ  
جب کامیک کامیلہ تھا زائرین کا مجتمع کم ہوا تو ایک خادم نے اس خیال سے  
آستارہ عالی کا دروازہ بند کر دیا کہ مخصوصی دیر حضور پر فوراً ارم فرما لیں گر  
اس وقت آپ نے نہایت جلال میں اگر ارشاد فرمایا:

”دروازہ کھول دو ہم احسان فراموش نہیں ہیں۔“

خادم نے دروازہ کھول دیا پھر جمع ہو گیا مگر تپڑا افسوس پاشا نہ جلال  
نیاں تھے اور آپ بار بار دروازہ کی طرف دیکھتے تھے جس سے معالم ہوتا تھا  
کہ کسی کا انتظار ہے۔ اسی عرصہ میں دیکھا گیا کہ ایک عرب آیا جس کی میں پیش  
برس کی عمر ہو گی۔ بیٹھے اور پوسیدہ لباس میں تھا۔ حضور انور اس کو دیکھ کر کہرے  
ہو گئے۔ اور معاف نہ کیا اور کمال شفقت دریافت فرمایا۔

”ابو سعید تمہارے کون تھے؟“

”اس نے عرض کیا تھا میرے دادا تھے اور ان کا اور میری دادی کا عرصہ  
ہوا انتقال ہو گیا۔“

ارشاد فرمایا:

”عن تمہارے یاپ زندہ ہیں۔“

اس نے عرض کیا۔ ”ان کا بھی انتقال ہو گیا اور آخر وقت میں مجسکو یہ  
وصیت کی تھی کہ حضور انور کے حلقوں غلام میں داخل ہو جانا۔ اسی واسطے  
میں عرب سے آیا ہوں۔“

حضرت برادر نے اس کو مرید فرمایا تھے بند اور شیرینی دفیرہ مرمت فرمائی  
اور فرمایا:

”جب ہم مدینہ شریعت گئے تھے تو ان کے دادا نے ہماری بہت

ناظر کی تھی؟"

مولوی نادر تسلین صاحب وارثی بگرامی دوکیل بارہ بیکی اخیر پر فرماتے  
ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پر نور موسیٰ گرامی مسیکر مکان واقع بگرام میں تشریف  
لاسے بستی کے اکثر دیشتر باشندے حضور انور کو لینے کے لیے دو میل تک  
گئے جیسے بکاروں کے ساتھ پاکی اٹھائے ہوئے آرہا تھا جمعہ کا دن تھا حضور  
نے ارشاد فرمایا:

"تھارے مکان کے پاس مسجد ہے؟"

میرے چپائے عرض کیا کہ: "نادر تسلین کے مکان کے پاس مسجد ہے؟"

پھر ارشاد فرمایا:

"سایہ ہے؟"

عرض کیا گیا کہ سایہ ہے

دوبارہ پھر حضور پر نور نے فرمایا:

"سایہ ہے؟" تیسری مرتبہ پھر ہی فرمایا تو میں پاکی کا کندھا بدلو اک  
سا نے حاضر ہوا اور عرض کیا:

"مسجد اچھی اور سایہ وار ہے"

حضور انور یہ سنکر خاموش ہو رہے ہے۔

میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ کیا حضرت کو معلوم نہیں ہے کہ مسجد یا  
سایہ وار ہوتی ہیں۔ یہ کیا معلوم تھا کہ کیوں بار بار دریافت کرتے ہیں۔  
جب حضور انور مکان پر تشریف لاۓ تو قاضی سید احمد حسن صاحب  
جو مسجد کے پیش امام تھے، حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے ان کی نسبت ارشاد  
فرمایا:

"قاضی تو جلسے بیٹھنے ہیں"

پھر ان سے فرمایا کہ "خصر خطبہ اور چھوٹی صورتیں پڑھنا"

قاضی صاحب رخصت ہو کر مسجد کو چلے گئے۔

جب حضور انور مسجد کو تشریف لے گئے تو میں نے دیکھا کہ صد امامتی  
حضور کی زیارت کے لیے اپنے شیرخواز بچوں کو گود میں لیے ہوئے مسجد کے  
باہر رختوں کے سامنے میں کھڑی ہیں۔ بہت سخت دھوپ کی پیش تھی۔  
اس وقت خیال آیا کہ حضور انور کا بار بار دریا فست فراہما کہ مسجد سایہ دار  
ہے۔ ان کی تکلیف کے خیال سے تھا۔

جب حضور پر نور فینس سے اُتر کر مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر بامہ پر قدر  
نازی تھے سب قد مبارک ہونے لگے ناچار میں نے اور چند شخصوں نے ملکہ بنایا  
کہ حضور کو بآسانی منبر پر بخواہیں ہم لوگ حلقہ بنار ہے تھے لگاہ بخورتے ہیں تو اپنے  
منبر کے پاس پہلی صفت میں بیٹھنے ہوتے ہیں۔ ہم سب ملکہ بنانے ساکت و درجہ  
رہ گئے۔ پہلی صفت میں جہاں حضور پر نور تشریف رکھتے تھے میں نہ بخش سکا۔ جب  
خطبہ ختم ہوا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش اس وقت ناز میں حضور کی قوت  
نشیب ہوتی تو اس نماز کی عظمت کہہ دمعظلمی ناز پر ہٹنے کے برابر ہوتی۔

اس خیال کا آنا تھا کہ حضور انور نے میری جانب لگاہ فرمائی اور پھر اپنے  
برا برا دیکھا۔ فوراً حضور انور کے برابر ایک شخص کی جگہ خالی ہو گئی اور میں نے خاص  
حضور میں نمازِ جمعہ ادا کی۔ **الحمد لله علی ذیلہ**

مولانا مولوی مفتی ابوذر صاحب دارالشیعہ سینئل تحریر فراہمی میں کہ ایک  
مرتبہ بعض علماء کا خط آیا کہ عیدِ اضحیٰ ۲۹ تاریخ کے چاند سے ہونی چاہیے گر  
حضور انور سی فرماتے رہے:

”نہیں نہیں ہم تو تیس ہی کے حساب سے ٹھیک ہیں گے۔“  
میں نے عزیزی المکرم حکیم اناقت الشد صاحب دارالشیعہ سینئل تحریر فراہمی میں کہا: ”حضرت فتویٰ کے مقابلہ میں کیوں سہٹ کرتے ہیں؟“ عزیزی مرحوم نے  
جواب دیا:

”میں نہیں جانتا جو بچہ ان کی مرضی ہے۔“ دسی درست ہے میں تو  
ان کے ہر عمل کو تسلیم کر چکا۔ اور قدرے کے کبیدہ خاطر ہو کر کہا کہ اگر، اور ذی الجم

کوناں وید پر میں گے تو میں ابھی جب ہی پڑھوں گا۔

ابھی وقت نہیں آئے پا یا تھا کہ انہیں ملنا کا خط آیا کہ وہ خبر نہ ماند تھی  
انیں کا چاند نہیں ہوا اسی لئے بھوپال سے دیتے ہیں کھدیا تھا۔ اس وقت حافظ  
شیراز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آیا ہے :

بہ بے سجادہ رنگیں کتن گرت پیر مغل اگر یہ

کہ ساکن بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزل ہا

مچھے اپنے خیال پر نہ امرت ہوئی اور میں تائب ہوا۔

جانب مولوی حکیم محمد وصی علی صاحب علوی تخاری، تلندری کا کوری

بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت حاجی صاحب تبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو  
آپ نے خود بخوبی فرمایا کہ

”شاہزاد علی صاحب (تلندر قدس سرہ المزین) کے خاندان میں  
ہو اچھا اچھا برادری کا واسطہ ہے“

یہ فرمائیں اپنی شفقت سے پیش آئے اور ایک رومال بھی تبرکات عنایت  
زمیا۔

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب میرے والد بزرگوار  
مولیٰ مولوی محمد جبیب علی صاحب علوی لوز اللہ مرقدہ آپ سے ملے تو آپ  
نے معاف فرمایا اور ایک تہ بند عنایت کیا اور فرمایا :

”شاہ کاظم صاحب تلندر (رضی اللہ عنہ) کے خاندان سے ہو  
ایک ہی معاملہ ہے“

اس داعمے میں ایک خاص بات قابلِ لحاظ ہے۔

حضرت شاہ کاظم صاحب تلندر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت  
شاہزاد علی صاحب تبلہ کو اور ان کے فرزند رشید مولوی محمد وصی علی  
محمد جبیب علی صاحب تبلہ کو اور ان کے فرزند رشید مولوی محمد وصی علی  
صاحب کو اسی ترتیب سے یاد فرمایا۔

یہ حضور انور کا مذائق طبیعت تھا اور یہ بات آپکے اندازِ تکلم میں بھی داخل تھی۔  
مرلوی ناظر عمل صاحبِ فضلی نائبِ نئم مدرسہ عالیہ فرقانیہ تحریر فرمائے ہیں کہ  
مسکن والدین اولاد کی جانب سے مایوس ہو کچکے تھے تھی کہ میں پیدا ہوا ترک  
اکثر حاجتی صاحب قبلہ کر کی میں تشریف لاتے تھے۔ یہ رشته کی پھر بچپن یہ جو  
نے ایامِ شیرخوارگی میں مجکو حاجتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے  
بر جستہ فرمایا:

”بُوڈھا ہو گا، بُوڈھا ہو گا۔“

چنانچہ اس وقت یہی عمر قریب پچاس سال کے ہے کہ بار ایسی سخت  
علایس اٹھا ہیں کہ دو ایک مرتبہ موت کی خبر بھی مشہور ہو گئی تھیں۔ ہنسی وقت  
ہیں آیا ہے۔ آشنا یہی ندووار ہیں۔  
حضرت انور کی خدمت میں جو شخص جس غرض سے آتا آٹھ اس کی حضور  
کنالات فرماتے تھے ماڈل شاک کوئی فرق نہ تھا اور حضور انور سینکڑوں آدمی حضور انور  
کے فیوضن در کات سے مستفید ہوتے تھے اور آٹھ بیہر کچھ تھے جو دن بندوں ایسا  
اندازیں ان کی تشفی فرمادیتے تھے۔

حضور انور کی روحا نیت اور کیفیت باطن کے یہ تجربات صرف مسلمانوں  
ہی کو نہیں ہیں بلکہ ہندو بھی اس کے قابل ہیں۔

چنانچہ چوبے بنائیک راؤ صاحب ریس ستر (جو علیح الہادہ کے معترز  
و معتقد ر اور قدم روسا میں ہیں) نے ہنایت عقیدت و محبت بھسکے انداز  
کے اپنا واقعہ راقم المحووظ کو کھایا جزو صب ذیل ہے:

چوبے صاحب موصوف کا زمانہ شباب نہایت عیاشی و بارہ نشی  
میں گذر جس کواب وہ خود ہنایت بد و عنی و اوارگی کا زمانہ تھا تھے ہیں۔  
چوبے صاحب کا بیان ہے کہ میں حضور انور کے اکثر خامد و عماں  
سنا کرتا تھا ستر اکے لال محمد صاحب حضور انور سے بیت تھے وہ حضرت  
کی ہنایت شاد صفت کیا کرتے تھے مگر چونکہ مجکو نہ ہب تھوڑے سے

کوئی سر دکار نہ تھا۔ اس لیے کبھی حاضری کا خیال بھی نہ ہوا۔ اسی اشنا میں اعرافہ و اتارب کی علامتوں کا سلسلہ ہبایت طول کپڑا تما ملا گیا۔ سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ ایک سال میں چھیس چھیس ہزار روپیہ کا کھاتہ طیبیوں اور ڈاکٹروں کا خرچ ڈالا۔ ریاست پر قرض کا بھی بہت بارہو گیا اور مصائب کے خضم ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آئی تھی۔ ہر طرح کی کوششیں کی گئیں مگر کوئی تدبیر مودودی نہ ہوئی۔

اس پریشانی کے عالم میں محبکو لاں محمد صاحب دارثی کی باتوں کا خیال آیا اور حضور پر نور کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔

ایک روز میں نے شناک آپ اٹاواہ میں تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ میں ریلوے اسٹیشن پر گیا اس وقت اسٹیشن پر بہت اثر دحام تھا۔ شام کو میں آپ کے فرود گاہ پر حاضر ہوا اس وقت کچھ لوگ آپ کے پائے بارک و بارہے تھے میرے دل میں یہ خیال راستے سے پیدا ہو گیا تھا کہ آپ سلان بھی میں سندھ و ہریان اگر میری کوئی خاص و قحت نہ ہوں تو میکنے میں شرم کی بات ہوگی۔ چنانچہ میں جیسے ہی حاضر ہو کر آداب بجا لایا کسی شخص سے عرض کیا،

”حضرت! یہ پنڈت جی ہیں۔“

آپ فرماٹھی۔ میشے۔ اس زمانہ میں محبکو رامائیں دیکھنے کا ہست شوق تھا۔ آپ نے محبکو مناطب فرما کر پدمادت کے کچھ اشعار نئے جن میں توحید کا بیان تھا۔

اس وقت کی کیفیت گفت و شنید سے اگل ہے۔ عجیب روحانی مت  
تمحی۔۔۔

میں جس عنصر سے حاضر ہو اتھا وہ یہ تمھی کہ میں جس کا مرید ہوں اس اس کا ہر جاذب اس کے سوا کچھ نظر نہ آتے۔

دوسری بات یہ تمھی کہ میں جو زیر بارا در پریشان ہوں۔ یہ پریشانی کب تک جائے گی۔ تیسرے یہ کہ میرے نامذان کی علامتوں کا سلسلہ کہتے کہ

رفت ہو گا۔

مگر میں نے خدمتِ عالیٰ میں کچھ عرض نہیں کیا جسنوں انور نے اشعارِ فخر و  
شانے کے بعد سکرا کر فرمایا،

”پنڈت بھی ہمارے یہاں بھی آنا،“

میں نے عرض کیا کہ کتب حاضر ہوں،“

ارشاد فرمایا،

”ایک بیٹے کے بعد،“

میں اس روز سے دن گھنٹے لگا اور ٹھیک ایک ہیئت گزد نے پر دیوہ  
شریعت کی حاضری کا قصد کیا۔ جب بارہ بجکی کے ایشن پر پہنچا تو اتفاق سے  
اسکے اور گلزاریاں سب سرک گئیں۔ چاروں طرف نظر کر کے وہیا کوئی خالی سواری  
نظر نہ آئی اور تلاش سے بھی نہیں۔

اس وقت میں دل میں خیال کرتا تھا کہ میں تو بلایا ہوا آیا ہوں کیا پا پیدا رہے  
ہی دیوہ شریعت نکل بلانا منظور ہے؟

اسی خیال میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے دریافت کیا،  
”آپ کہاں جائیں گے؟“

میں نے کہا دیوہ شریعت جاؤں گا،“

اس نے کہا ”آپ چپ چاپ میرے ساتھ چلے آئیں۔“

میں اس کے ساتھ ہو گیا۔ درختوں کی آڑ میں اُس کا اکا کھڑا تھا۔ اس نے  
مجھے لیجا کر بآرام نام سوار کر رادیا اور بآسانی دیوہ شریعت تک پہنچا دیا۔  
دہماں پہنچکر معلوم ہوا کہ تجوہ لوگ حصنوں اور کس خدمت میں آتے ہیں ان کو  
ٹکرے کھانا ملتا ہے۔

میں نے خیال کیا یہ انتظامِ غرباً کے یہی ہو گا۔ مجھے خود انتظام کرنا چاہیے۔  
چنانچہ میں نے بازار سے کھانا منگلا کر کھایا۔

جبکہ میں خدمتِ عالیٰ میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ زندگانی میں تھے

چاں متواتر آپ کی زیارت سے مستفید ہو رہی تھیں۔

جب آپ باہر تشریف لائے تو جیسے ہی مجھے دیکھنا نہایت شفقت سے  
لگے تھاں اور ارشاد فرمایا:

”ہم تم سے بہت خوش ہوئے۔ اس مکان کے بالدار پر قیام  
کرو۔“

چنانچہ میں حسب الارشاد ٹھہر گیا۔ حضور انور کے لئے گلگر کی جنس اپنے اسی  
خیال سے میں نے استعمال نہیں کی۔ شب کو مجھے سوہنگی کی شہادت کا ہو گی اور وہ  
آنے لگے بڑی پریشانی ہوئی اسی حالت میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ اس کی سزا تو  
ہیں ہے کہ میں نے آپ کے لئے گلگر کی جنس سے گزیر کیا۔

چنانچہ میں نے سید معروف شاہ صاحب قبلہ سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں  
نے مسکرا کر فرمایا:

”آپ کا نیحال صحیح ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ہوئی ہے۔ اچھا اب تجربہ  
کیجئے اور گلگر کی جنس منکار کر استعمال کیجئے۔“

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے لئے گلگر سے بھک جنس آئی اور آدمی  
نے کھانا پکا کر مجھکو اسی حالت میں کھلایا۔ میں نہیں کہ سکتا کہ وہ کھانا تھا یا  
داروئے شفا تھی کہ معاً رام ہو گیا اور سب شکانتیں ندو بخود رفع ہو گئیں۔

دورہ میں دونوں وقت حاضرِ قدمت ہو مگر میری بوجو عرض تھی اُس کے متعلق  
آپ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا اور جو مم خلافت کے باعث مجھکو بھی زبانی عرض  
کر لے کھا موقع نہیں ملا تیرسرے روز جب میں رخصت ہوئے کے لیے خدمتِ قدس  
میں حاضر ہو تو آپ نے تبسم فرمایا ارشاد فرمایا:

”پنڈت بھی جانا چاہتے ہوئے“

میں نے عرض کیا ”جب حکم ہو؟“

آپ نے فرمایا ”ڈھونگ میں کچھ نہیں رکھا۔ اچھے نصیب ہوتے ہیں تو آپ  
آپ ہر جاتا ہے اور پنڈت جی برس دو برس کی تو کوئی بات نہیں ہے۔“

یہ فرما کر آپ نے لور مخدوش شاہ صاحب خادم کو حکم دیا :

”پنڈت جی کو بچل بھی روادر میوہ بھی دو“

چنانچہ بچکو وو قسم کے میوے عطا ہوئے۔ میں حضور کے خاص دستہ  
بمارک سے تبرک لیکر قد مبوس ہوا اور ملا آیا۔

آپ کے اشارے سے اُس وقت تلب بالکل مطمئن تھا ایسا معلوم ہوتا  
تھا کہ میرا سب کام ہو گیا اور اب برس دو برس سے زیادہ کی ریاستی  
پڑی ہے۔

چنانچہ حضور کے ارشاد کے بغیر جب دوسری برس میں سب مصائب  
دور ہو گئے اور مجھے ایک گروہ باراچ کے درشن ہوئے جن کا میں سعیت ہوا  
اور میری جو نواہشات تھیں وہ سب پوری ہو گئیں جنہوں نے لور کا مرقع جو بچکو نتیا  
ہوا تھا میرے مندر میں موجود ہے۔

ایسے واقعات روزمرہ میں داخل تھے اور بارگاہ عالی سے کوئی  
خالی ہاتھ نہیں آئنے پاتا تھا۔ حضور اور کی خیانت باطنی کا جن لوگوں کو حساس  
ہے وہ واقعہ میں کہ آپ کے سامنے حاضر و غائب کے حالات آئیں تھے  
اور بگھاؤں سے کوئی مخفی نہ تھا۔

حاجی میفدو شاہ صاحب خادم بارگاہ وارثی ناقل ہیں کہیں سنگتے یعنی  
کے لیے نیپال گیا تو والپی میں ایک تھادر کی دوکان پر جنس یعنی لگا۔ اس نے  
مجھ سے دریافت کیا وہ کہاں رہتے ہو؟“

میں نے کہا ”مکنون کے اطراف میں“

وہ اطراف نہیں سمجھا اور پوچھنے لگا ”اطراف کیا؟“

میں نے کہا ”تم کو اس سے کیا عرض تھم جس دیدو؟“

اس نے مجھ سے بہت ضمکن اور خدا جانے وہ اطراف کے کیا سمجھے

لے تھا و نیپال کی طرف ایک قوم ہے۔

سبھا کو محکوم گالیاں دینے لگا۔ میں نے بھی اس کو ترکی بہتر کی جواب دیا  
وہ دہان بڑا جادو گر مشہور تھا، لوگوں نے محکوم ڈرایا کہ بلکہ ہو جاؤ گے مگر  
میں بڑی سرکار کا خادم تھا۔ میں کس کی سستا تھا۔ اس نے ایک کبھی تو میں نے  
خارکھیں۔ لوگوں نے بتیں مچا ڈکرا دیا۔

جب میں حضور انور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے  
دیکھتے ہی فرمایا:

”ہم نے تم کو یہ کر رئے کیلئے بھیجا تھا یا لڑنے کو“  
میں نے عرض کیا، ”اُس نے مجھے گالیاں دیں میں نے اسے گالیاں یہ  
جادو کی دھنکی میں کیا بھلا میں آ سکتا تھا۔“  
حضرتو انور نے ارشاد فرمایا:

”جن لوگوں کو خاندانِ قادریہ سے نسبت ہے اُن پر جادو ٹو نے کا  
اثر نہیں ہوتا۔“

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ غائب پڑھی پوری نظر تھی۔  
حضرتو انور کی کیفیتِ باطنی کی طرح آپ کا ساتھ بھی قابلِ حیرت ہے  
اور متذکرہ بالا واقعہ حضور انور کے تاثر کی بھی خبر دیتا ہے۔  
حضرتو انور کے بعض ایسے واقعات بھی ہیں کہ آپ اپنے ناریدہ شتاوں  
کے روپ و بغیر کسی ظاہری اطلاع وغیرہ کے خود پہنچ گئے۔

چنانچہ مشیٰ یعقوب خان صاحب ساکن رنجیت پورہ ناٹلی میں کر حضور  
بانارس تشریف لے گئے تو میں وہی موجود تھا۔ حضور پر انور نیز کے لیے جا رہے  
تھے میں بھی تھا و گیرزا رین بھی ہمارا تھا اور خدام بھی ساخت تھا۔ آپ خود بکرا کیک  
گلی میں تشریف لے گئے اس گلی میں ایک عالی شان مکان نظر آیا۔ آپ نے  
ہم سب ہماریوں کو باہر پڑھرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ اور خود اندر ناٹ  
مکان میں چلے گئے۔ وہ ایک ہندو ڈپی کلکٹر کا مکان تھا جو کسی دوسرے شہر  
میں تھے۔ خدام اور سب ہماری ہنایت مختصر بھٹرے ہوئے تھے اتنے میں کیا

دیکھتے ہیں کہ وہ ہندو ڈپی ملکر بھی اخفاقاً بمحصول رخصت اسی وقت بنارس آئے اور اپنے مکان پر ہم لوگوں کا مجھ دیکھہ ہنا یہ تجہب سے دریافت کر لے گے۔

”تم کون ہو اور کیوں یہاں کھڑے ہو؟“

ہم نے کہا حضرت تبلہ اندر تشریف لے گئے ہیں، ہم ان کے ہمراہ ہیں۔“

انہوں نے کہا کون حضرت قبلہ؟“

ہم نے حضور پر فور کا نام نامی بتایا۔ یہ سُنْتَہ ہی وہ طیش میں آگئے اور اپنے مکان میں اندر چلے گئے۔

ہم لوگوں میں سے بھی بعض خوف زدہ ہوئے اور اندر جانے کا قصد کیا گرا کیک صاحب نے روکا۔

حضور ہی دیر میں وہ ڈپی صاحب ہماری خاطر و مدارات کے لئے باہر آئے اور نشست کا انتظام کیا اور اس وقت ان کی ایک چیز پر فتحیں اور عجیب پر کیفیت حالت تھیں۔

غرض کے ہمارے سامنے سارے گھر نے اسلامی عقیدہ قبول کیا اور حضور کی بیعت میں داخل ہوئے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ ان ڈپی صاحب کی بیوی ریہیں معلوم کر خواہ میں کچھ دیکھ کر یا تعریف سنکر، حضور پر فور کی زیارت کی بیحث تھی تھیں۔

حضور پر فور کی کیفیت باطنی تھی کہ خود ان کے مکان پر ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

اکثر خدا م حاضر پاٹش نے دیکھا ہے کہ حضور اندر کا جب کوئی مرید یا متول کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا تو اپنے کو بھی بے صفائی ہو جاتی تھی گزر بان مبارک سے کچھ ارشاد ہیں فرماتے تھے بس حضور کی بے تابانہ حالت سے پتہ چلتا کہ کوئی نہ کوئی رنج و مصیبت میں ضرور ہے۔

مشی عبد الغنی خان صاحب وارثی پور و غنی خان ضلائع رائے بڑی مکتے  
ہیں کہ مجھ سے خدا مخاطر باش رحیم شاہ جس نور محلہ شاہ میت بنیان کیا کہ حضور افوز نسلہ  
ایمن آباد داتھ کھنڈو کی سراۓ میں قیام پذیر تھے آدمی رات کا وقت تھ  
حضور پر فور اسٹراحت فرما رہے تھے کہ یکایک ہنایت بیتا بی کے عالم میں ایٹھ  
بیٹھے اور پھر لیٹ رہے۔ صبح ہنک یہی کیفیت رہی۔ صبح ہوتے ہی ارشاد فرمایا  
کہ "جیل کی سیر دیکھیں گے؟"

ہم لوگ ساختہ ہوئے۔ آپ کی تشریف آمدی کی جب خبر ہوئی تو جیل کا  
سب علبہ باہر آگیا اور حضور افوز کو اندر لے گئے۔ آپ سید ہے وہاں پہنچے جہاں  
پھانسی کے دو ملزم بند تھے جن میں ایک ہنسد و تھا اور دوسرا مسلمان تھا۔  
آپ کا نجاح اس ہندو کی طرف تھا۔

اس ہندو کا یہ واقعہ سننے میں آیا کہ اس نے فیض آباد میں حضور پر نزک  
زیارت کی تھی اور عام طور پر لوگوں کو حضور کے قدموں پر گرتے دیکھا تھا۔ اس کے  
دل میں بھی آپ کی شان و عظمت کا سکتہ جم گیا اور عقیدت ہو گئی۔

وہ جیل میں مقید تھا۔ جب اس کی بریتیت کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اس  
رات کو ہنایت بیتا بی سے آپ کو یاد کرنے لگا اور پورے طور پر رجوع ہو گیا  
کہ اب آپ ہی میری مدد کو ہر چیز۔

اوہ راس کو حضور کی یاد میں بے حدی ہوئی اور ہر آپ بھی بے حدی ہو گئے  
اور صبح کو اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ وہ حضور کو دیکھتے ہی اپنے مذہب  
کے موافق رسم تحریت و تعظیم بھالا لیا اور ایک پاؤں سے کھڑا ہو گیا اور آپ کے  
درج و صفت کرنے لگا۔

اس واقعہ کی شبہت سید معروف شاہ صاحب تبلیغ نے بھی راتم الحروف  
سے بیان فرمایا ہے کہ اس وقت میں بھی حضور کے ہمراہ تھا۔ آپ نے فرمایا:  
"معروف شاہ خند کو افتخار ہے، چاہے اس عالم میں سزادے چاہے  
اس عالم میں۔ اس کو سب قدرت ہے چاہے تو معاف کر دے!"

میں نے عرض کیا۔ حضور بھاگا ہے۔“

یہ زیکر آپ پلے آئے اُسی دن آخری ہیشی تھی مقدمہ ملشی کوتے ہی پھوٹ گیا اور  
چھوٹتے ہی آپ کی خدمت پاکتہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت اس کا بجیب  
ذوق و شوق کا عالم تھا بار بار قارموں پر گرتا تھا اور کہتا تھا:

”تم پر مشیر و پر ہم۔“

جب تک رندہ رہا ہر سال دیوبھ شریعت میں آثار رہا۔ غشی عبدالغفار خان  
صاحب قبلہ وارثی نے بھی اس پرمن کو دیکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضور انور  
کی محبت میں اس کی بعیب باسوز و گداز کیفیت تھی۔

حضور انور کی شفقت و عنایت بخوبیہین و متولیین کے حال پر تھی اُس  
کافر لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتا۔ ان بآپ سے زیادہ حضور انور کے تدبی  
پاک میں درستدی اور بھیپی سپاہ بھائی غص جبکہ کسی کی تکالیف و حیثیت کو نہیں  
فرماتے تھے، بلکہ تسلیم و رضاکار پابندی کی زبان سے اُنہیں کرنے دیتی تھی۔ ہاں  
آپ کا کریما شہرت اور ورد مندانہ انداز دیکھ کر ضرور آپ کی شفقت و محبت  
کا منظر پیش ہو نظر ہو جاتا تھا۔

آہ وہ تلبی منور جو دنیا کے بکھیروں سے آزاد ہو، وہ ذاتِ اقدس  
جس کے ساتھ کسی نکرو پریشانی کا مکاڑہ ہو مگر اپنا نام یعنی والوں کے نیچپیں  
رسے اور بیچپی سی نہیں شرکیک حال اور صرف شرکیک حال ہی نہیں بلکہ ان کے  
محاسب و تکالیف کا بارا پتنے سراقدس پر یعنی کے یہ تیار ان کا مدد و گھر و غنوار  
وہ نام نہیں یا زیلیں مگر اس ذاتِ مبارک کو دشکیری ضروری ہے جو حضور انور اور  
نظر سے صورتی اور جعل ہوں مگر آپ کی شفقت سے معاف ہے۔ اگر کوئی مرید  
یاد بھی نہ کرے تو آپ کا احساسِ باطنی اس کی حیثیت میں سہندر وی کرتا تھا  
آپ اُس کے حال سے ہر وقت خبردار تھے۔ اس پر نکاح ہر یاد ہو جو آپ کی  
سعادت ضرور اس کے شاملِ حال تھی۔

چنانچہ مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مظلہ العالم آزادیل

میرا بیکر کیٹوں شہر فرماتے ہیں کہ حضور انور ربیتی تشریف لے گئے تو میں بھی  
ہمراہ تھا مجھے ارشاد فرمایا:  
”تم والپس جاؤ“

میں نے عرض کیا: ”ابھی ریل کے آئنے میں دو تین گھنٹے کی دریہ ہے“  
فرمایا وہ یخواہیسا شہر کو ریل گاڑی چھوٹ جائے“

میں نے حضور انور کی اس تاکید سے کسی خاص امر کی جانب اشارہ سمجھا اور  
حضور پرور سے رخصت ہو کر مرحوم حکیم نعیم قوب بیگ صاحب کے اشیش پر یا گاڑی  
بہت درمیں آئی اور حکیم صاحب ایک درجہ میں سوار ہو گئے۔

حکیم صاحب نے فخر سے کہا: ”یہاں بلاطلم ہوتا ہے“

میں نے دریافت کیا تو کہنے لگے:  
”چند رڑ کے امتحان دینے کے لیے گئے تھے اور والپس کے وقت عجلت میں  
اعلیٰ درجہ میں سوار ہو گئے وہ بیچارے گرفتار کر لیے گئے“  
یہ باتیں ہر ہی رہی تھیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک صاحب پیٹھ فارم پر بہن  
پا دوڑ سے چلے جاتے ہیں۔

حکیم صاحب نے کہا ہی اس رڑ کے کے ساتھ ہیں؟  
میں گاڑی سے اڑا اور ان سے پوچھا:  
”آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟“

انہوں نے کہا: ”میں موبوی صفائحہ حسین صاحب دارش روسب بجھ درسیں  
گور کھپور، کوکیا مشہد کھایاں گے۔ ان کے رڑ کے مور کو یہاں پکڑ لیا ہے۔ یہ سنکر  
میں اس طرف گیا اور محمود کا ماتحت پکڑ کر اپنے ساتھ لایا اور گاڑی میں سوار کر کے  
گور کھپور پہنچا دیا۔“

اس وقت حضور پرور کے ارشاد فیض بنیاد کا مطلب سمجھیں آیا کہ اس  
کام کی وجہ سے تاکید ہوئی تھی۔  
”انتا قبل جاؤ کہ گاڑی نہ چھوٹ جائے“

یہ حاضر و غائب پر نظر تھی اور یہ حضور انہ کی کیفیت باہم تھی کہ حقیقت  
نگاہوں سے کوئی ناسِب ہی نہ تھا۔  
مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیداوارثی ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضور  
کل خدمت عالی میں قریب دوسری کے منگ بچلی پیش کی۔ اس زمانہ میں یہاں  
منگ بچلی اس کثرت سے نہیں ہوتی تھی۔  
اس نے پیش کرتے وقت یہ بھی عرض کیا: ”یہ کلکتہ اور بیٹھی میں ملتی  
ہیں۔“

حضور انور نے حسبِ عادت ان کو تھیم کر دیا اور مجھ سے فرمایا: ”تم اسی  
وقت بھی چلے جاؤ اور ایک من خرید لاؤ۔“  
میں فوراً تیار ہو گیا۔ رخصت ہوتے وقت حضور پر فور نے ایک لمحہ اور  
تہ بند بھی بھجے دیا اور ارشاد فرمایا:  
”بھی میں اس کی حضورت آئے گی تو دے دینا۔“

جس وقت میں بھی پہنچا تو میرے ایک تیریم دوست مولوی حسین العدین صاحب  
تاریل بازار میں ہیں ان کے مکان پر شہر گیا۔

مولوی صاحب موجودت نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کے ایک پرچاٹ  
درودیں یہاں ہیں وہ بہت بیمار ہیں اور قریب المگ ہیں ان کو دیکھا جائے۔  
میں اسی وقت مولوی صاحب کے ہمراہ گیا تو دیکھا کہ ایک معز درویش تہ بند  
باندھے ہوئے بترپے بے ہوش ٹپے ہیں اور چنداہنی ان کی تیارداری اور خدمت  
میں مصروف ہیں۔ میں نے ان شاہ صاحب کو فتنیں اس کے نہیں دیکھا تھا۔ مگر  
ان کے بساں کی شخص سے سمجھا کہ فقر اواریہ میں سے ہیں اور تکب میں ان سے  
ایک خاص انس کا احساس بھی ہوتا تھا۔

تحوڑی دیر میں شاہ صاحب ہر شیام ہوئے اور بچکو دیکھ کر فرمایا،  
”بھائی تم آگئے اور اسی حالت میں معاف تھے کیا اور پھر غاموش ہو گئے۔  
میں مولوی صاحب کے ہمراہ واپس چلا گیا۔ دو گھنٹے کے بعد ان کے

نہام نے آکر مجھ سے کہا:

- شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا اور آپ کی نسبت ان کی یہ دعیت ہے  
کہ اپنے کل ایسے سے بچنے کی خیش سلواد کسفن جسی دبی دیں گے یہ  
میں وہی تکریث اور تہس بند برجی ہے حضور نے مر جست فرمایا تھا، یکر گیا اور  
وہ سکون ان کا ہوا اور بچنے کی خیش کی خیش کر کر ادمی۔

دوسرے روز بھی سے ایک من مزگ چل پکر دیوہ شریف پنچا اور حضور  
سے کل دانتہ عرض کیا۔ آپ نے چند جملے ارشاد فرمائے جن کا معنوں یہ تھا،  
”خیر مزگ چل کے ہائے شاہی کا کفن توہنچی گی“

حضرت موبانی سے

ند کیجئے اور دل عشا ق پر پھر بھی نظر رکھے  
تیامت ہے لگا ہے یار کا حسن نہرداری  
حضرت انور کی یہ کیفیت باطن تھی کہ مریدین خواہ کہیں ہو اس کے حالات سے  
خبر سخت تھے اور مدد فرماتے تھے۔

بارگاڑ عالیٰ میں ایسے داعیات آئے دن پیش آتے رہتے تھے اور حضور پر فرکی  
اس روشن خیری و کیفیت بالحنی کا بجزہ صرف مریدین مقیدت گزین ہی کو نہیں  
بلکہ دیگر سو سال کے اذار بھی اس کے شاہد ہیں۔

چنانچہ مولوی سیدہ فرزند حسین صاحب دکیل درمیں خانپور ضلع آمادہ  
(جو ایک معتاد رشد بزرگ ہیں اور حضرت مولانا شاہ سرفراز علی صاحب قبلہ  
سودی شش گنجی سے بیعت ہیں) بیان کرتے ہیں،

میں کبھی آپ کی نعمت عالیٰ میں حاضر نہیں ہوا تھا اور سن بظاہر آپ مجھ سے  
راتن تھے۔ مگر ۲۵ ذی الحجه ۱۳۸۷ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت انور اطاعتہ میں ایک  
معالم پر کھڑے ہوتے تھے اور میں رات سے گزر رہا تھا۔ آپ نے خود بخوبی ملکہ  
بلویا۔ اس زمانہ میں مسیکر چاہا جی سید خادم حسین صاحب اور میرے غالو  
شیخ فخر الدین صاحب (جو حضور پر فور سے بیعت تھے) فریضہ جج ادا کرنے

کے لیے گئے ہوئے تھے۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”تم خیر الدین کے بھانجھ ہو ان کا کل مکا مختلف میں انتقال ہو گیا اور بہت اچھے رہے۔“

یہ فرمائ کر رخصت کر دیا۔ میں نے اسی وقت آپ کا یہ ارشاد اور تاریخ وغیرہ فوٹ کر لی۔

جب میرے چاحبی خادم حسین صاحب فرضیہ حج ادا کرنے کے بعد مکان پر واپس آئے تو انہوں نے شیخ خیر الدین صاحب کے انتقال کی ویسی تاریخ ۲۶ ذی الحجه اور مکمل مفظعہ کا تذکرہ بھی کیا جو حضور پر نور نے ارشاد فرمایا تھا۔ حضور پر نور کی روشن خصیری کے یہ واقعات میں بھکریفیت بالہنی کے زیر عنوان درج کئے گئے بگر تحقیقت ان کل واقعات میں سے بعض ایسے ہیں جو حضور کی باطنی امداد بھی خلا ہر کرتے ہیں اور جو واقعات معمول اور نرمانہ پیش آتے ہوں ان کو خصوصیت سے ہیں کمکھا جا سکتا۔ آپ کی جو بات تھی وہ عام تھی۔

## غائبش تصرفات

جبیا کہ حضور پر نور کی کیفیت باطنیہ سے خلا ہر بے کہ خلا ہر بے باطن کے حالات سے بالکل باخبر تھے۔ اور تامی واقعات و حالات حضور انہ کی کیفیت باطن کی خبر دے رہے ہیں، مگر اس موقع پر بعض ایسے حالات کہے ہوئے ہیں جو بالکل تصرفات غائبش یا امداد باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضور انور اپنے مریدین و متوسلین کی جیسی خبر گیری سی فرماتے تھے وہ اکثر واقعات سے خلا ہر ہوتی ہے: غائبش تصرفات بطور منور کئے جاتے ہیں۔ جو حضور انور کی ذات امداد سے صرف غائبش طور پر خلا ہر ہوئے۔

مشی عبد الغنی نان صاحب قبلہ وارثی رمیس پورہ مفتی ننان منیع رائے برلنی کہتے ہیں کہ میسے رب اور خود علی محمد ننان صاحب وارثی رسالہ یسوع کا دادعت ہے۔

کران کا رسالہ چاڑی کی رٹھ سے تسلیل ہو کر جانش حصر کو جاریاتا۔ اثنائے راہ میں جب منزل پر پھرنا ہوا تو ایک شخص محفوظ علی خان ہو گزپ اول کا سوار تھا اس نے دوسری ترب کے ساروں کے ہمراہ پانی پدننا شروع کر دیا۔ اسکے کچھ اور حکم دیا گیا تھا جس کے خلاف وہ کرتا تھا اس لئے اس کو روکا گیا اور کتر سے کتر روکنے پر وہ بذریعہ کرنے لگا۔ اس کی گستاخی سے چونکہ دوسروں کے لیے ایک بڑی مثال ہوتی تھی اس لیے علی محمد فان صاحب رسالدار نے اسکو قید کر لیئے کا حکم دیا چنانچہ وہ کوتل گارڈ میں قید کر لیا گیا۔ اسی حالت میں اتفاق ہے اس کے ہاتھ ایک بندوقی اگری راس وقت علی محمد فان صاحب گھوڑوں کے سفرتیں ہیل تدبی کر رہے تھے، ایک شخص نے محفوظ علی کے ہاتھ میں بندوق دیکھ کر آواز دی:

”اس کے ہاتھ میں بندوق بھی بھٹ جاؤ“

اس پر رسالدار صاحب نے محفوظ علی کو آواز دی:

”وہیں پھر جاؤ!“

یہ سننے ہی اس نے ایک فیر کر دیا اور رسالدار صاحب کے دامنے بازو میں گول اگری جس کے سبب سے وہ بہت زخمی ہوئے۔

رسالدار صاحب موصوت کا بیان ہے کہ مجھکو اس وقت یہ کمال چجز پیدا نہ ہوئی بلکہ میں نے ازادہ کیا کہ اس کو جلدی سے جا کر کپڑا لوں گردہ میان میں بہت سے گھوڑے سے بندھے ہوئے تھے جن کی وجہ سے میں جلدی سڑپنگ مکاہی پرے دیکھتے دیکھتے اس نے دوسرے فیر کی تیاری کر لی۔ اس وقت مجھے حضور انور کی ذات کے سوا اور کوئی سہارا نظر نہ آتا تھا۔

میں حضور انور کی جانب متوجہ ہو گیا۔ میرا متوجہ ہونا تھا کہ محفوظ علی سوار اندھا ہو گیا۔ اور ہر ادھر پھر تھا اور اس کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ فوراً پھر دیا گیا۔ بعد میں محفوظ علی نے تھوڑا بیان کیا ہے کہ:

”پہلے فیر سہک تو مجھکو دکھائی دیتا تھا اگر دوسرے فیر پر ایکھوں کی بصدارت“

بانکل جاتی رہی۔"

حضرت اور کے غائب نظرت تھے کہ یاد کرتے ہی امداد پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

مشی عبد الغنی خان صاحب تبلہ وارث ناقل ہیں کہ مجھ سے حضور اور کے خدام حاضر باش رحیم شاہ صاحب و تراب علی شاہ صاحب و اور محمد شاہ ممتاز نے یہ واقعہ اپنا چشم دیہ بیان کیا:

سنن پنجاب میں ہم لوگ حضور اور کے ساتھ تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور اور کی خدمتِ عالی میں ایک مسلمان پنجابی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر حاضر ہوا اور ہماری جوش عقیدت سے قدم برس ہوا۔ جب ہم لوگوں کے ساتھ اس کی نشست ہوئی تو انشا گفتگو میں اس نے اپنا واقعہ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے:

"میں حضور اور کی غلامی کا شرف رکھتا ہوں اور عرصہ ہوا جب میں مرید ہو گا تھا۔ مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔ عرصہ ہوا جب وہ سخت علیل ہو گئی تھی مرض کو کسی طرح اپنی تھیں ہوتا تھا روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا تھی کہ ایک روز سب کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ مر گئی۔ مجھے اس داتھ سے سخت رنج و ام ہوا اس وقت کی پریشانی کا عالم بیان سے باہر ہے۔ اسی بدحاسی میں بھکو خیال ہوا کہ مجھ سے اس کی تجیری و تکفین نہ دیکھی جائے گی۔ اب کسی طرف کو پل دینا چاہیے یا زہر کھا کر مر جانا چاہیے تاکہ اسی کے ساتھ میں بھی دن ہو جاؤ۔ پھر خیال آیا کہ مجھے مرنے سے پہلے حضور اور کی زیارت سے شرف ہونا چاہیے۔"

چنانچہ دماغ و عقل تو معطل ہو ہی رہے تھے میں نے اپنے گھر میں بے تاکید کر دی کہ جب تک میں دیوبہ شریعت سے واپس نہ آؤں اس کی تجیری و تکفین نہ کر جائے۔

یہ کہتے ہی پل دیا گھر میں ایک کھرام چاہو تھا۔ میکے مکان سے

ریوے اسٹین پہت ڈور ہے میں شام کو روانہ ہوا تھا۔ اندر حیری رات تھی کہ رات گئی ہو گی کہ ایک موضع میں پہنچا اور ایک شخص کے دروازے پر ٹھہر گیا شب ہجر بے آب دوازہ دہان پر رہا علی الصباح دہان سے روانہ ہوا ڈور سے دیکھا کچھ آدمی آ رہے ہیں۔ قریب پہنچا تو دیکھا کہ خود حضور انور ہیں میں بتایا سے پل کر حضور پر نور سے قد موسیٰ ہوا اور بے اختیار رونے لگا۔۔۔ اضطرابی حالت تھی اس وقت منہ سے کچھ بات ہی نہ بخل سکی۔

پس بار بار بیکی کے عالم میں حضور کے قدموں کو چوتھا تھا اور روتا تھا حضور نے خود بخوبی و بمحظہ سے ارشاد فرمایا۔

”تمہاری بیوی کو سکستہ ہو گیا ہے تم واپس جاؤ۔“

میں حضور کا ارشاد سنتے ہی مکان پر واپس آیا تو اپنی بیوی کو دیکھ کر تھیز رہ گیا۔ وہ نہایت صحیح و تندرستہ بیہی ہوئی تھی۔

میں نے پوچھا کہ کس وقت اس کو صحت ہوئی تو ٹھیک دہی وقت بتایا جو میری قد موسیٰ اور حضور انور کے ارشاد کا وقت تھا۔

میں اس وقت نہایت شاد و سرور و مطہر ہو گیا اور مجھے خیال ہوا جل حضور انور اسی زماں میں ہیں حل کر قد سرس ہوتا چاہیے۔

میں حضور کی تلاش میں مکان سے بکلا تو معلوم ہوا کہ حضور انور دیوبھڑیت میں ہیں عرصہ دراز سے اس طرف تشریف نہیں لائے۔

یہ حضور کی غائب نہ امداد تھی کہ جو مرید جہاں اور جس وقت یاد کرتا آپ اس کی عدو کو وہیں اور اسی وقت پہنچ جاتے تھے۔

مشی عبدالغنی خان صاحب قبلہ داری یہ واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں مگر حضور پر نورست کو خلیج بارہ بکلی میں چوہدری عبداللہ صاحب کے باعث میں ورنہ ازو ز تھے میں بھی ہمراہ تھا اور حضور انور کے غرقہ پوش فقیر کریم شاہ صاحب بھی ساتھ تھے۔

ہم لوگ ————— باہر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور حضور

اندر کرے میں لشکریت رکھتے تھے۔

اندھیری رات تھی، آسمان پر ابر غیط تھا۔ بلکہ چکر رہی تھی۔ آپ نے  
کریم شاہ صاحب کراں سلب کیا اور ارشاد فرمایا:  
”بانوں کی روشن پر دیوار کے سنارے کنارے پلے جاؤ تم کو ایک ضعیفہ  
بیٹھی ہوئی طے گی۔ اس کو اپنے نہراہ لے آؤ۔“

کریم شاہ صاحب حضور اندر کے ارشاد کے موافق چل دیئے تو کچھ فور  
پر جا کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ بیٹھی ہوئی ہے کہ رہی ہے۔ میاں محکوم نزیں سے  
نکال کر جائے کہاں پلے گئے۔ اب اس اندھیری رات میں محکوم راہ ہیں ملتی کہر  
سے جاؤں۔“

کریم شاہ صاحب نے دریافت کیا:

”کیا معاملہ ہے؟“

تو اس نے کہا کہ میں اندھیری رات میں راستہ جوں کر اس طرف  
چل آئی تھی اور اتفاق سے اس کنوئی میں گرفتاری میں ڈوبنے نہیں پائی تھی  
کہ حضور نے محکوم پر ہی سے اٹایا۔ بلکہ کچک میت میں نے خوب پہنچا  
یا کہ حضور ہی تھے۔ گرفتکو میتے ہی نکال کر اور پہنچایا آپ ناٹب ہو گئے۔  
ان کے سوا ہماری کون خبر لینے والا ہے؟ یہ کہکرو نہیں۔“

کریم شاہ نے کہا:

”حضرت ہی نے مجھے تھیں یعنے کے لیے بیجا ہے۔ اب تم میسے راستہ  
چلو۔“

وہ ان کے ساتھ چل آئی اور بیسی ہی حضور اندر کی نہادت عالی میں پڑھ  
ہوئی حضور کے قدموں میں سر کچ کر زار زار رونے لگی اور اس حالت میں بار بار  
کہتی تھی:

”میاں اب لجکو تھیں ہرگی کہ جس طرح حضور نے یہاں یہی مدد  
فرمائی ہے اسی طرح قبریں اور حشریں جسی مدد فرمائیں گے۔“

جب اس کی رقت کم ہوئی تو حضور انزرنے اس کو منش فرمایا :

”زبان سے کچھ نہ کہو۔“

جو ہوا وہ ہوا اگر اس وقت حاضرین کی تعداد پیاس سے کم نہ ہوگی جن کے سائنسی حاضر ہوئی تھیں۔

مشی امامت اللہ خان صاحب دارثی مزاپوری تحریر فرماتے ہیں کہ تھا کہ چشم نگکے صاحب رمیں ملاویٰ ملائی میں پوری کادا قاعدہ ہے۔

ایک مرتبہ تھا کہ صاحب موصوف کو پکڑ آگیا اور قریب تھا کہ قند کے بل غلطت میں گر ڈیں ۔ تھا کہ چشم نگکے صاحب دارثی شود فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے پیش نہ کرو دیکا کہ دفعتاً حضور پر نور کا دست مبارک نور اور ہوا اور گرتے سے مجبو پٹ دیا از گرا نہ چوت آئی۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ دارثی مدظلہ العالی آذربیل میر ایک یکمیوں کو مثل فرماتے ہیں کہ ہمارے صوبہ بیار میں ایک قصبه شیخ پورہ ہے جہاں ڈاکڑا اور حکیم بہت ہے۔ میر ابرار حسین صاحب رمیں شیخ پورہ اور ان کا تامگھ حضور پر نور سے شرف بیت رکھتا ہے۔

ایک دم بندک روی صرف مال العمل دیا جانا تھا میر پیش کی تجویز پیاس سے بزرگی مالت تھی میر ابرار حسین صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ ایک قدم مکان کے اندر تو ایک باہر پریش کی مالت سے سخت پریشان تھے۔ ایک مرتبہ جو اس مکان میں گئے جہاں پریش تھی کہ وہ پلگ سے اتر کر شیخ فرش پر پیشی ہوئی میں اور یہی رہی ہیں ان کے دونوں ہاتھوں میں دو دریا بالائی اور پانی کے کچھ آثار پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے میر ابرار حسین صاحب سے کہا :

”تم نہ مجھے پانی دیتے تھے نہ کھانا دیتے تھے حضور انزرنے تشریف لائک  
جسے سب کہدیا؟“

چنانچہ وہ اس وقت تک صحیح ہیں۔

حضور انصور کے خاتمہ تصریفات کے متعلق مولیانا سید عبدالادشاہ حسین  
تحریردار شیخ عین الشیعین میں تحریر فرماتے ہیں :

باندہ میں دو شخصوں کے درمیان یہ عہد ہو گیا تھا کہ ہم دونوں ایک  
بزرگ سے بیعت ہوں گے۔ ان دونوں میں سے ایک شخص تو باندہ ہی میں تھا  
اور دوسرا کسی دوسرے شہر میں پلا گیا تھا۔ اسی زمانہ میں حضور انصور باندہ میں  
رونق از ورز ہوتے تو وہ شخص حضور انصور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اور جمال  
عدیم اشال کو دیکھتے ہی اس کو عقیدت پیدا ہو گئی کہ حضور پر نور سے بیعت ہبہا  
چاہیے گر جو عہد واثق اپنے دوست سے کر چکا تھا اس کا خیال کر کے تعالیٰ  
ہوا اور دو متضاود خیال اس کے قلب میں پیدا ہو گئے۔  
یہ بھی سوچتا تھا کہ عہد کو نہیں توڑنا چاہیے۔ پھر یہ بھی خیال کرتا تھا کہ مبادا  
یہ وقت پھر ضمیب نہ ہو۔

انہیں خیالات کی الجھن میں نہما کہ حضور پر نور نے حکم دیا :

”باہر بیجو“

اور حضوری دری میں اس کو اندر طلب فرمائے ارشاد فرمایا :

”تمہارا دوست مرید ہو گیا“

یہ سننے ہی وہ شخص قدیموس ہوا اور کمالِ ذوقِ شوق حضور انصور کی  
بیعت سے مشرف ہوا۔

دو تین گھنٹے کے بعد اس کو اپنے دوست کاتار بلا جس میں کھاتا ہوا  
”میں حضور پر نور کی بیعت سے مشرف ہو گی، خابا حضور باندہ تشریف  
لیجائیں تم بھی مرید ہو جاؤ“

یہ تماریکر وہ شخص ارادہ پر نم حضور انصور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر  
تمہیس ہوا اور توجہ عالیہ سیشہ مبذول رہنے کے لیے ملجمی ہوا۔ آپ نے  
فرمایا :

”محبت ہے تو سب کچھ ہے لاکھوں کوں بھی ہو تو نزدیک ہے“

مولیانا تیرہ حضرت اللہ علیہ سر واقعہ بھی میں ایکین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو عرب حضور انور کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے ایک نے عرض کیا:

”امال آپ جو کو تشریف لے گئے تھے تو زیارتِ نصیب ہوئی تھی و دوستہ عرب کی طرف اشارہ کر کے) یہ بھی اسی سال حضور انور سے بیت ہوا ہے۔

حاضرین نے کہا کہ:

”حضور تو عرصہ دراز سے جو کے لیے تشریف نہیں لے گئے“  
”عرب صاحب نے کہا کہ تو اللہ امال آپ کو خاص کمپیں دیکھا ہے“  
”حضور انور نے مسکرا ارشاد فرمایا“  
”کوئی دوسرا ہو گا۔“

ایک وقت میں مختلف مقامات میں حضور انور کا ملہور فرماٹا اکثر لوگوں نے دیکھا ہے اور دیگر سلاسل کے بزرگوں کے مشاہدہ میں بھی ایسے تصرف تنا غائب نہ حضور انور کے گذرے ہیں۔

چنانچہ شیخ نہال الدین صاحب متوفی کرسی صلح بارہ بیکی کا بیان ہے کہ مولیا مولوی حاجی صادق ایکین صاحب کا واقعہ ہے جو ایک عالم تاجر اور جوان صاحب بزرگ تھے اور جن کے والد امام حضرت مولیانا حافظ راجح ایکین صاحب نے اپنی حیات میں ان کو حضرت مولیانا شاہ نجات اللہ صاحب محب صادق تاجری کے مقدس سجادہ پر بُٹھائے کی رسم ادا فرمائی تھی۔ وہ اپنے غلوتے شریعت کے باعث حضور نے خوش اعتقاد نہ تھے اور اکثر لوگوں کو حضور انور سے استراز کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔

جن اتفاق سے مولیانا صادق ایکین صاحب نے تحصیل علوم کی عرض سے ہندوستان سے سفر کیا اور عرصہ تک بندوں میں تعلیم پائی اور بعد ازاں مکہ متعظ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مستغید ہوئے اور سات برس تک

بیت اللہ شریعت میں میقمر ہے اس کے بعد ہندوستان کا تصدیق رہا یا اور اپنے وطن سینے قبضہ کر سی میں آئے سے قبل ہنایت عقیدت و محبت سے مولانا حضور پر نور کی خدمت عالی میں دیوبند شریعت میں حاضر ہوئے مولیانہ کی اپنی فی المحتوى کی وجہ سے لوگوں کو بیدتعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے اور انہوں نے گردیدگ کا سبب پوچھا تو مولیانہ صادق ایقین صاحب نے بیان کیا:

”میں حضور پر نور کے علوی مرتبت سے واقف نہیں تھا میں نے سات برس تک مکمل معلمہ میں نماز ڈرمی اور ہر وقت کی نماز میں برآبنا پئے وہ اپنی بابے حضور انور کو دیکھا۔ اس عینی مشاہدہ سے میں اپنے خیالات سے تائب ہوا۔“

شیخ جمال الدین صاحب کا بیان ہے کہ اس واقعہ کو مولیانہ کو نہ میں بھی بیان فرمایا اور میکر علاوه اس وقت شیخ غلیل الدین صاحب و مشی امیاز علی صاحب و مشی محمد اسماعیل صاحب ساکنان قصیدہ کر سی عصیان بارہ بیکی موجود تھے۔

## حالت نزع میں امداد

امتحنت مسلمات میں بیک  
وقت حضور انور کا ظہور فرمانا  
اکثر اتفاقات سے معلوم ہوتا تھا اور یہ مشاہدات بھی لوگوں کی نگاہوں سے گذرے ہیں۔

اکثر ایسے واقعات راقم الحروف کی معلومات میں بھی ہیں جن سے خلاہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے حضور انور کو اپنے متولین کے پانی قبٹ مرگ دیکھا ہے۔ گرچہ کہ ان روایتوں کی کامل صحت کے متعلق راقم الحروف کو شخصی بخش سدھیریں ملی۔ اس لیے میں ان کو نظر انداز کرتا ہوں۔ علاوه ازیں حضور انور کے تمام تصریفات فیض آیات کے بیان کرنے کا اعتماد میں نہیں کیا ہے اور نہ کوئی شخص سرستا ہے، البتہ جو کچھ مستند روایات سے ثابت ہو ابے

اس کو حوالہ علم کرتا ہوں۔

پناہنچے بعض روایات حسب ذیل ہیں :

شیخ محمد شفیع صاحب وارثی مرزا پوری (جگہ نام پیشتر لالہ بدھوال تھا اور اب وہ ایک نہایت پتے اور پتے مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے ہر کام میں پیش پیش رہتے ہیں اور خدمتِ اسلام میں دل و جان سے سمی کرتے ہیں) ناقل ہیں کہ <sup>۱۹۰۲</sup> میں بدراستا بی بی صاحبہ (جو ناظر عبد اکبر یہ مساجد رئیس مرزا پور کی صاحبزادی تھیں) نے بر سیلِ تند کرہ اپنے اعزہ سے حضور انور کا ذکر خیرت اور ان سیک ہنابی بی بنے ایک عرضہ حضور پر نور کی خدمتِ عالی میں اشتیا قازیارت اور حاضری کے لیے ارسال کیا۔ حضور انور کی طرف سے اس درخواست کا یہ جواب آیا کہ :

”حاضری کی تحلیف اٹھائی کی ضرورت نہیں ہے وہ ہماری مرید ہیں۔ جوابِ خط کے بعد وہ آرزومند زیارت عیسیٰ الہم ردیا میں حضور انور کی زیارت سے مستفید ہوئی اور حضور پرنوشنے ان کو بیت سے مستفید فرمایا۔ اس واقعہ کو ایک سال کا عرصہ گذا لایہ کر ان بی بی صاحبہ کو وقت کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ عرصہ تک مرزا پور میں علاج ہوتا رہا مگر صحت نہ ہوئی۔ اس کے بعد علاج کی غرض سے ان کے اعزہ ان کو بنارس سے گئے وہاں بھی افاتر کی صورت نظر نہ آئی۔

جن ان اس حمیدہ صفات خاتون کا انتقال ہوا ہے اسی دن یہ واقعہ پیش آیا کہ قریب دو بجے شب کے آن بی بی نے اپنے شوہر علّم حسن صاحب مرحوم و مختوف سے کہا :

”اس کرہ سے جوتے وغیرہ اگک کراؤ یئے جائیں اور سب لوگ باہر چلے جائیں۔ حضور پر نور تشریف لاتے ہیں یہ لوگ باہر چلے گئے۔ اور بدنا چیزیں دہاں سے ٹھاڈی گئیں اور عرصہ تک اس مکان میں تہائی رہی۔ قریباً صبح کے چار بجے ہوں گے کوہ حضور انور کا جمال عدیمِ المثال

دیکھتے دیکھتے جان بنتی تسلیم ہو گئی۔

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے  
کر بوقت جان پریون پرش رسیدہ باشی

مولیٰ مولوی سید عبدالغنی صاحب قبلہ وارثی بہاری مذکولہ العالی  
متربجم طبقات الکبریٰ واکملام الرد علما نیہر وغیرہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی  
سید رحیم الدین صاحب نقشبندی (ایڈٹر اپنے) مرحوم و محفوظ جو ایک ذاکر و  
شامل شخص تھے یہ واقعہ اپنا پتشدیدہ بیان کرتے تھے کہ مولوی سید شرفت  
الدین صاحب وارثی (غمبر ایگزیکٹو کونسل بہار) کے حقیقی چھوٹے ماسوں تیز  
داور حسین صاحب کے زمانہ علامت میں ان کے پاس میں بھی موجود تھا  
جس رات ان کا اشتغال ہوا ہے میں نے پہلی خود قیامتہ دیکھا ہو کہ حضور پر نور ان کے  
سر پر لئے تشریف لائے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کے تصریفات روحاںی حزب ائمہ ہیں  
اوہ وہ صرف مریدین عقیدت گزین ہی کی بیان کردہ روایات پر بنی نہیں ہیں  
 بلکہ دیگر سلاسل کے فخرم بزرگوں کے چشم دید مشاہدات سے بھی انکی اقصد یہ  
 ہوتی ہے۔

چنانچہ زینت آرائے مندرجہ شد وہ بہایت نہ سپر علوم شریعت  
طريقیت حضرت مولیٰ مولوی سید کریم رضا صاحب حنفی نظامی اشرفی  
در ولیشی (متوفی میتوطن میتوصل ہے) و مقیم حال دہلی، ایک والانامہ میں تحریر فرماتے  
ہیں جو حسبہ ذیل ہے۔

”حضرت حاجی صاحب قبلہ کے واقعات دعالات کرامات و  
آیات حضرت کے مریدوں اور غیر مریدوں سے بہت کچھ تھے ہی گرانفس  
ہے کہ ان میں سے کوئی بھی یا وہیں رہا۔ ہاں ایک واقعہ جو معتبر راوی سے تنا  
ہے وہ ہے یہ خدمت کیا جاتا ہے:

میرے ایک دوست حاجی احمد حسن صاحب (جو حضرت حافظ

سید بیادر علی شاہ صاحب جبل پور کی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور وہ  
مرید و خلیفہ حضرت شاہ سیمان صاحب تولیوی کے تھے، یہ بیان فرماتے  
ہیں :

”۱۹۲۲ء میں میں جج کو گیا تھا بروز عرفہ عنفات کے میدان میں بالآخر حضرت  
حاجی صاحب قبلہ کو برا کی العین دیکھا اور مقصودی دیر میں نظر میں سے نائب  
ہو گئے“

اس وقت یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی مرید حضرت کا مر گیا ہے غالباً  
ایسے تگ اور سخت وقت میں اس مرید کی مدد کے لیے آپ وہاں تشریف  
لائے تھے۔

حالاتِ منذکرہ بالا اور دیگر واقعات سے حضور انور کے تصریفات  
غالباً اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں حضور پر نور کی مقدس روحائیت  
سے کس تدریسیتِ انگیز فیوض و برکاتِ الہی دنیا کو حاصل ہوئے اور ظاہر و  
باطن حاضر و غائب سب کی دشکیری فرماتے رہے ہے:

رہا انہیں کے سبب سینکڑوں اسیر ہوئے  
نجات ہو گئی جس کے یہ دشکیری ہوئے

## لصروفتِ اٹا ہسمری

حضرت انور کے ظاہری  
تصریفات جو حضور انور  
کا دیلہ کپڑے سے متعلق ہیں یا ارشاد عالیٰ سے علاقہ رکھتے ہیں وہ بھی بطور  
مثال ہر یہ ناظرینِ کرام کیے جاتے ہیں:

مولوی بشیر الزماں خان صاحب رئیس سنڈیلہ ضلع ہردوں تحریر فرماتے  
ہیں کہ ہمارے چھر ٹے دادا صاحب قبلہ کے ٹرے صاحبزادہ شیخ امیاز الزماں  
صاحبِ مرعوم و مغفور کو حضور پر نور سے فاصل مجتہ تھی۔ ایک مرتبہ شیخ امیاز الزماں  
صاحب ایک مہاجن کے قرضہ کی ملکت میں دیوالی کی طرف سے جبل میں غبوس  
ہو گئے۔ دار و نزدِ مجلس شیعہ مذہب تھا اور حضور انور کی جانب سے خوش اتفاقاً

ز تھا۔ وہ شیخ امیاز الزماں صاحب کے خیالات سے واقع تھا اور جانتا تھا کہ چھوڑ پر نور کے عاشق صادق ہیں۔

اس نے شیخ امیاز الزماں صاحب سے مالا ملائم اخلاق میں چھوڑ پر نور کا ذکر چھیرا اور گفتگو نے یہاں تک طول پکڑا کہ داروغہ مجلس نے کہا:

”اگر فی الحقيقة تمہارے مرشد یہی عالی منزلت ہیں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو تم کو اس محیت سے بخات کیوں نہیں دلاتے؟“

انہوں نے کہا:

”یہ سزا ہے اعمال ہے وہ پاہیں تو چشم زدن میں پیرا پاہ ہو جائے۔“

داروغہ مجلس نے کہا: ”چھ بیٹی کی خوراک ہباجن نے جسم کراوی ہے

غیر ممکن ہے کہ چھ ماہ کے اندر قم خلاصی پا جاؤ۔“

شیخ امیاز الزماں صاحب کو غدہ آگیا اور انہوں نے کہا:

”اس وقت کی بات یاد رکھو میں انہیں کے سہارے پر کتا ہوں کرتیں دن سے

زیادہ ہبایا شر ہوں گا۔“

اس نے جواب دیا: ”تمہاری خام خیال ہے۔ اگر تین دن میں رہا ہو جاؤ

تو میں اپنا نہ سبب چھوڑ دوں اور ان سے بیعت ہو جاؤں۔“

گفتگو ختم ہو چکی تو شیخ امیاز الزماں صاحب نے ہنایت بے تاب کے ساتھ چھوڑ انور سے مدد مانگی۔

دوسرے دن بوقت شب نواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی بارگاہ ہے

جہاں نصیب و پوریدار وغیرہ اپنے اپنے قaudہ کے کھڑے ہوئے ہیں اور

میں دروازہ پر دکا گیا ایک شخص نے مجھ سے کہا:

”یہ بارگاہ عالی چھوڑ سر ویر عالم فخر بنی آدم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

بغیر حکم کوئی اندر نہیں جا سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی نئے نیز امام نیک آواز دی اور میں

اس بارگاہ عالی میں حاضر ہوا۔“

میں نے وہاں جا کر دیکھا تو ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا اور سب منگوں

ناموش کھڑے ہوئے تھے۔ شریشین پر کارچپل پر دے ٹپے ہوئے تھے  
اور نیر شریشین متعدد کریں گے بولی تھیں ان پر چند نقاب پوش بزرگ  
تشریف فنا تھے۔

خود ری ذیر کے بعد حضور پر نور تشریف لائے اور دستِ مبارک کے اشارے  
سے ٹھہرے کا حکم دیا۔ میں ساكت کھڑا رہا۔

خود ری ذیر کے بعد ایک نقاب پوش کر کی سے آٹھے اور پرده کے تزیب  
باکر عرض کیا:  
کیا حکم سوتا ہے۔“

اندر سے آواز آئی: ”اب صاحبِ جزا دہ کی خند ہے تو اسے رہا کر دو۔“  
یہ تک حضور انور میکر پاس تشریف لائے اور فرمایا:  
”مبارک ہو کل رہا ہو جاؤ گے۔ تم کو حضرت مولاؒ کی کائنات حضرت  
علی مرتضیٰ شیر ندانے خلاصی عطا فرمائی۔“

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی ادا لانا اطمینانِ تکبی اور فرجت و سروبر دل  
حاصل تھا جس کا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

جس وقت میں بیدار ہوا ہوں جسیں صادق کا وقت تھا۔ اسی وقت میں نئے  
داروغہ مجلس کو بلا یا اور یہ پورا خواب بیان کر کے اپنی خلاصی کا مردہ تھا۔  
میں نے دیکھا کہ اس خواب کو من کر اس پر ایک خاص اثر مرتب ہوا اور  
وہ سیرت سے میرا منہ تکنے لگا اور اسی حالت میں اس کی زبان سے بکلا:

”دیکھئے جب حکم رہا ہی آجائے۔“

چنانچہ کچھری کھلنے پر دس بجے دن کے بعد رہائی کا حکم آگیا اور میں بفضل  
 تعالیٰ رہا ہو گیا۔

اس دو اقدار سے داروغہ مجلس کے دل میں خوش عقیدگی پیدا ہوئی اور  
دہ تائب ہو کر حضور افود کی سعیت سے مشرف ہوئے۔

بظاہر یہ صورت پیش آئی کہ داروغہ گرفتاری میں کوئی بے خاگلی

ہو کئی جس کا نتیجہ رہا تھا ہوا۔

حضور پر نور کا دیلہ بھیب دیلہ ہے جو اس زمانہ میں بُونظیر و بے عدلیں ہے اور کس طرح اپنے متولی کو ناکام نہیں چھوڑتا۔ یہ بات بھی ہے کہ آگاہ پر کا نام لیوا سوانے آپ کے کسی اور ذریعہ کو دیلہ بنانے تو اس کی کامیابی شکل ہو جاتی ہے۔

غیرتِ دارثی کا اقتضا یہ ہے کہ ان کا دست گرفتہ کسی اور کے مانے ہاتھ سے بھیلائے۔

چنانچہ غشی نواب حسین صاحب مارہروی مرہوم و مغمود بیان کرتے تھے کہ میں بارہ بیکی میں کوتوالی شہر تھا۔ میں نے دیلوے ایڈیشن پر کچھ لوگوں کو دیکھا جنکی وضع قطع اس طرف کے باشندوں سے آنکھ تھی۔ میں نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا تو انہوں نے بنیا کیا:

”ہم لوگ سورت کی طرف کے رہنے والے ہیں۔ یہاں آنے کا یہ سبب ہے کہ ہم حضور پر نور سے بیعت رکھتے ہیں۔ ہم چند مقدمات میں مانحوڑتے ہیں۔ ہم نے اپنی پریشانی و حیثیت میں اکثر بزرگوں سے رجوع کیا اور دردارے پھرے گئے صاحب میں فردا برابر کسی نہ ہوئی۔ ایک بزرگ نے ہم سے دریافت فرمایا:

”تم بیعت کہاں ہو؟“

ہم نے حضور پر نور کا اسم گرامی بتایا۔

ان بزرگ نے فرمایا:

”تم انہیں کی طرف رجوع ہو جاؤ۔“

جب ہم حضور پر نور کی جانب رجوع ہوئے تو غیب سے مدد ہوئی اور وہ مقدمات جن سے کس طرح چیلکارے کی امید نہ تھی ان سب سے بر کی ہو گئے۔

اس وقت اس بات کا احساس ہوا کہ حضور انور کو چھوڑ کر جو دروس

نہ خواہ امداد تھے اس کی وجہ سے پریشانی تھی۔

اب ہم لوگ اپنا شکر گزاری و تم موسیٰ کے لیے دیوہ شریعت  
جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے کسی متولی اور دست گرفتار کے حال سے  
بے خبر نہ تھے اور اس حالت میں وہ اگر آپ کے خیال سے بے خبر ہو جائیں  
یہ ان کا قصور ہے سے ہے :

او بتو منصوت و تو مشغول غیر

گھو سوئے کعبہ رومی گھو سوئے دیر

حضرت انصور کے ظاہری تصرفات بھی بالطفی تاثیرات سے ملبوہ ہیں جو لوگ  
رونق علی صاحب وارثی الرزاق پیٹھے پوری ناتائل ہیں کہ ڈاکٹر احمد بن بشیر حما  
متولی ان اگرہ تینین شفای خانہ فتحور ضلع بارہ عکلی حضور انصور سے شرف بیعت کرتے  
تھے اور علاج معالجہ کے لیے ریاست بہرہ ہٹھرا مٹو میں اکثر آتے رہتے تھے  
وہاں کے احباب سے انہوں نے بیان کیا کہ یہ واقعہ میرا ہشم دید ہے کہ ایک  
مرتبہ حضور انصور کی دعوت دار و نعم جیل گھنٹو کے بہاں تھی اس وقت آپ جبل کیجئے  
بھی چلے گئے ایک کوڑھری کی جانب قشریت لے گئے تو آہنی سیخوں سے ہاتھ بڑھا کر  
ایک قیدی نے حضور انصور کے قدم ببارک پکڑ لیے اور رور د کر عرض کرنے لگا  
”اب میں قدم نہ چھوڑوں گا، میں حضور کا مرید ہوں اور بے قصور جرم قتل  
کا مرتكب پایا گیا ہوں“

حضرت انصور نے جیل صاحب سے فرمایا:

”اس کا اپیل منباذ سرکار ہوا ہے“

انہوں نے کہا: ”نہیں“

چنانچہ تاعدہ کے بوجب انہوں نے اپیل چاہا، بحث اور عذر کا پلٹو پلیں  
نہ تھا۔ اپیل میں صرف اس تدریک کیا گیا کہ اس شخص کا اپنے پیر و مرشد سے  
ملنے کا یہ واقعہ ہے۔

مدالت اپلی نے صرف اسی واقعہ پر اسکی کوئی کارڈ دیا۔

موالی رولنٹ مل سا جب وارثی المزاقی بختی پوری لگھتے ہیں کہ حافظہ کو  
شیر صاحب مہاجرہ میر منورہ بحر مخدوم زادے اور نہایت وہیجہ اور خوبصورت  
 شخص تھے جنہوں نے بہت محبت رکھتے تھے۔

اتھاقی وقت سے ایک مقدمہ قتل میں مانع ہوئے کوئی صورت بجزیت  
 کی نظر نہ آئی۔ حضور انور سے ان کی مصیبۃ کامنہ کرہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد  
 فرمایا:

”وہ مرد ہے جو بٹ نہیں بولا اقبال کیا ساچے کو آپنے کیا۔ ایسا اونچی پکڑ  
 نہیں جاتا۔“

چنانچہ مقدمہ ک روئیدا الیسی مرتب ہوئی کہ وہ بری ہو گئے اور حضور  
 کی نہ مدت عالی میں حاضر ہو کر قد مبوس ہوئے اور پھر حیدر آباد دکن میں جا کر  
 ملازمت کر لی وہاں سے وظیفہ یا بہو کر جو کوچلے گئے اور بعد اداۓ فراشہ  
 جج، دیوار رسول ایعنی مدینہ طیبیہ میں اقامت اختیار کر لی۔ مدینہ منورہ میں ایک  
 کنوں بھی انہوں نے تیار کرایا۔

حضرت انور کے سریدین جو سندھستان سے زیارت کے لیے جاتے تھے  
 ان کی بہت غاطر و مدارات کیا کرتے تھے۔

مولانا سعفی ابوذر صاحب وارثی سنبھلی فرماتے ہیں کہ ایک صاحب شیخ  
 بخاتب عمل نامی سے مجھے ملنے کا انتھاق ہوا تو کچھ حضرتِ اقدس کا ذکر خیز آیا۔ انہوں  
 نے بیان کیا:

”میرا بھیجا جعل کے جرم میں مانع ہتھا اور اس کو سات سال کی سزا  
 کا حکم ہو چکا تھا مدارت سے فیصلہ کی نقل حاصل کی گئی کہ اپلی دارگی کیا جائے  
 مگر جس دکیل نے فیصلہ دیکھا اس نے یہی رائے دی کہ اپلی بے سود ہے۔  
 اندیشہ ہے کہ اور سزا نہ بڑھ جائے۔“

ماہوس ہو کر ہم لوگ دیورہ شریعت میں حاضر ہوئے اور حضور انور کی نہیں

میں عرضی حال کیا تو فرمایا:

”جیل خانہ میں اس رڑکے سے جا کر بلواد راس سے پنگل کے ساتھ توبہ  
سرماز توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے“

اس ارشاد فیض بنیاد کی تعلیل کی گئی اور ایک معمولی شخص سے اپلی کھا  
کر میٹیں کیا۔

وہی ہوا کہ لڑکا صاف چھوٹ گی۔

حضرت انور کی بات میں عقدہ کش میاں ہوتیں اور رب اعیاز نما  
سے بڑا غاظاً داہوتے تھے وہ حقیقتہ اپنی حیرت انگیز تاثیرات میں جواب  
نہیں رکھتے تھے اور لطف یہ ہے کہ اشارات داستعارات میں حضور انور  
باتیں کرتے تھے۔

چنانچہ شیخ عظمت اللہ صاحب تعلقہ دار سیدن پور مصلح بارہ بھنی (جو  
حضرت انور سے شرف بیویت رکھتے تھے) کا داد قدم ہے کہ ان سے ایک خون کا  
مقدمہ قائم ہو گیا۔ جس سے ان کے یہاں بڑی پریشانی پھیل گئی۔ شیخ عظمت اللہ  
صاحب کی الہیہ صاحبہ حضرت مولینا شاہ سید علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الحیدری  
مند آرائے کھوچ پڑھ ریعت مصلح فیض آباد سے شرف بیویت رکھتی تھیں۔  
چنانچہ اس دادعہ کو شوہد حضرت ابو محمد مولینا شاہ سید علی حسن صاحب  
قبلہ مذکولہ العالی تحیر فرماتے ہیں:

”جب سیری مریدہ (یعنی الہیہ شیخ عظمت اللہ صاحب دارثی) آپ  
کی خدمت میں بتحام دیوہ شرایف حاضر ہوئیں تو آپ نے دیکھا کہ ان کے  
ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں ہیں۔

ارشاد فرمایا:

”ان کو چوڑیاں پہناؤ“

یہ فرمائے۔ اور حران کو چوڑیاں پہنے کا حکم ہوا اور اُدھر  
آن کے شوہر کو حاکمِ عدالت نے مقدمہ خون سے رہا کر دیا۔

مولیٰ فرماتے ہیں کہ:

”یہ واقعہ نوودجہ سے میر کا مریدہ دزوج شیخ عظیت اللہ صاحب  
دارثی) نے بیان کیا۔“

اس واقعہ سے سیدنا معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی، اور  
مولوی احمد حسن صاحب دارثی نے بھی مطلع فرمایا ہے اور شیخ منظہر علی  
صاحب تدوینی کا بھی چشم دید ہے۔

حضور انور کے تصرفات میض آیات بات کی بات میں ظاہر ہوتے  
تھے۔ وہاں تکندا تھا کہ تغیرتِ عمل، ترقیات و ایجاد اشارات تھے اور وہ بھی  
تبیہات و استعارات کی طرح ادا ہوتے تھے اور لوگوں کی امداد کرنے کے  
مختلف طریقے تھے۔

جیسا کہ واقعات متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔

ظاہری تصرفات میں بھی حضور پر نظر ڈھنی باطنی سے مالا مال کر دیا کرتے  
تھے اور سبودنیوی مجرموں یا لوگوں کو حائل ہوتی تھیں ان کا من کل الوجہ خیال  
محظوظ فرماتے تھے۔

چنانچہ شیخ حسین علی صاحب لواب دارثی زین الدار سادہ مُسُوکا داتھ  
ہے کہ شوال کے میئے میں ان کے ایک رٹ کے کا انتقال ہو گیا۔ اس کے پھول  
املاکتے کے بعد وہ حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور رحیم شاہ  
صاحب کے ذریعے سے عج کے لیے جانے کی اجازت طلب کی تو حضور انر  
لے شیخ حسین علی صاحب سے میا طلب ہو کر ارشاد فرمایا:

”مطلب سے مطلب ہے اگر تم جاؤ گے تو تمہاری بیوی رٹ کے کے  
غم میں روئیں گی اور کہیں گی:

”میاں چلے گئے نہ معلوم کہاں ہوں۔“ تو حشمتانadel کو دل سے راہ  
ہوتی ہے۔ تمہارے دل میں یہ خیال ہو گا کہ رٹ کا مرگیا بیوی کو چھپڑ کر آیا  
ہوں روئی و صدقی ہو گی بس سے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم  
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر گئے  
حالت اور ہو گی۔ دل مکان پر ہو گا مجھ کیا ہو گا اُسیں علی موت نہیں  
ہے انداز ملک ہے ”

یعنی حسین علی صاحب کا بیان ہے کہ اس ارشاد کے آخری دوں  
شبِ جمعہ تھی کہ میں خواب میں مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے  
حاضر ہو کر حضور میں عرض کیا تو آپ نے حالتِ دید میں ارشاد فرمایا،  
”معشوق کے درپر تو ہمچنگ گئے ”

اس کے بعد رحیم شاہ صاحب سے فرمایا:

ستقیم شاہ کے پاس سے خلافتِ کعبہ اور قدم رسول اللہؐ:  
جب وہ لائے تو آپ نے مجھ سے بوسر دوایا اور پھر فرمایا،  
”مطلوب سے مطلب ہے ”

میں واپس آیا تو شبِ جمعہ ہی میں حضرت بنی کریم علیہ التحیر والسلیم کی  
زیارت سے مشرف ہوا اور اسی روز سے اپنی حالت بدیل ہوئی پائی۔  
اس داتھ سے ظاہر ہے کہ علاءہ امدادِ باطنی کے حضور انور دنیا واری  
کے طریقے زندگی کا کقدر احساس فرماتے تھے۔ حالانکہ آپ فنازروائے نمکت  
مشتی تھے اور آپ کی ذات مستحقی عن الصفات بحق آموز تغیرید و تجدید تھی۔  
علمیہِ محنت و استغراق میں سب کچھ فراموش تھا مگر ابوالوقت تھے اور  
ہر کیفیت و حالت پر کامل طریقہ سے غلبہ رکھتے تھے۔

عامِ مخلوقِ الہی کی حضوریات کا استقدام احساس فرماتے تھے جو حضور انور  
کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے جیرتِ الگیر معلوم ہوتا تھا۔

حضور انور کے اشارات و ارشادات و نیوی برکتوں میں بھی حضرت  
الملل ہیں۔

مشی عبد الغنی خان صاحب قبلہ و ارشی رئیس پور وہ عنی خان خلیع

رائے بربلی مکھتے ہیں کہ حضور اوز میسک مکان پر کسی مرتبہ تشریف لا جائے تھے۔  
ستورات میں اکثر حضور انور کے تذکرے ہوتے رہتے تھے۔  
ایک مرتبہ حضور انور میرے یہاں مقیم تھے کچھ عورتیں بیٹی ہوئی باپیں کر دیں  
تھیں۔ آن میں سے ایک نے کہا :  
”اب تک غنی خان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضور غنی خان کو بہت چاہتے  
گواں کی کچھ پروانہیں ہے۔“

چنانچہ بعض ستورات کا ارادہ ہوا کہ حضور پر نور سے اس کے متعلق  
کچھ عرض کریں۔ مگر میں خوب سمجھتا تھا کہ حضور پر نور سے کچھ عرض کرنا مناسب  
نہیں ہے یہاں تسلیم و رضا کے سوا کیا ہے۔ مگر وہ ستورات یہی خیال تک حضور اوز  
کی خدمت عالی میں حاضر ہوئیں۔ ان کے حاضر ہوتے ہیں۔ حضور پر نور نے ارشاد  
فرمایا :

”کسی کو سوہل گانا آتا ہے۔  
دہ عورتیں خاموش رہیں۔“

ایک میراث بھی حاضر تھی حضور نے اس کو مطلب فرمایا کہ سوہل کے چند  
الخاطر خود زبان مبارک سے ارشاد فرمائے اور حکم دیا:  
”اس کو سبب مل کر گھانا یا اور رخصت کر دیا۔“

آن عورتوں نے کچھ عرض کرنے کا موقع بھی نہ پایا اور نہ یہ سمجھ سکیں کہ ایسا  
ارشاد کیوں ہوتا ہے۔

آن عورتوں نے حضور پر نور کے حکم کی تعلیل کا اور حضور پر نور رخصت  
ہوتے۔

میں پہنچا لے گی اتنا ہے راہ میں بھکو محسوس ہوتا تھا کہ میسک جسم کا  
وزن دونا ہو گیا ہے۔ میں حضور پر نور کو پہنچا کر واپس آگیا۔

وہاں کے بعد میرے گھر میں لڑاکا پیدا ہو گیا۔  
 تمام ستورات میں اس نئی ترکیب کے تذکرے رہتے کہ نہ گنڈا، نہ تونید

زد ما شد و دا!

کہاں سریل کا گاتا کہاں لٹا کے کی دلاوت ۶۔

شیخ بہال الدین صاحب متولن نگری ملائی بارہ بیکن ناتالی ہیں:

ایک مرتبہ حضور پر نور نکلا پور جاتے ہوئے گونڈہ میں قیام پذیر ہوئے اس وقت مشریق جانشین صاحب بہا در گونڈہ پر غندھ نٹ پولیس تھے صاحب موصوف کی اولاد ضائیت ہو جایا کرتی تھی۔

مولوی تھود علی صاحب تحصیلدار گونڈہ اور مولوی انعام محمد خان صاحب انپکڑ لوپیں گونڈہ (جواب ڈپی پر غندھ نٹ ہیں) نے صاحب پر غندھ نٹ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ حضور اائز سے ملیں اور اس بارے میں عرض کریں۔

چنانچہ مشریق جانشین صاحب بہا در حضور اائز کی خدمت عالی میں گئے آپ نے ان کو ایک روپاں عطا کیا اور ارشاد فرمایا،

جب پچھے پیدا ہو تو اس کے گلے میں یہ روپاں ڈال دینا۔

صاحب موصوف اور ان کی میم صاحبہ نے نہایت ادب و احترام سے اس روپاں کو لیکر بھاٹلت رکھ لیا۔

اب خدا کے فضل و کرم سے صاحب موصوف کی اولاد موجود ہے اور شیخ جانشین صاحب بہا در اور ان کی میم صاحبہ حضور اائز سے نہایت خوش استخدا ہیں۔

حضور اائز کے ہر قسم کے تصریفات ایک خاص انداز رکھتے ہیں اور وہی استعارات و تشبیہات کا لطف ان میں پایا جاتا ہے جس طرح عبارت میں طلب اور اخراج میں صحنی در مزو و نکبات ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح حضور اائز کے اشارات میں انجماز مسیحی ظاہر ہوتا تھا۔

حضور اائز نے کبھی نازکی امامت نہیں فرمائی اکثر دوسرے لوگوں کی اقتدا میں نازد پڑتے تھے۔

چنانچہ شاہ فضل حسین صاحب دارثی سجادہ نشینی کرنے المعرفت اور حافظ

عبدالقیوم صاحب کرنا لی اکثر پیش امام ہوتے تھے اور دیگر حضرات نے بھی امامت کرانی ہے۔ جیسے حسین علی صاحب نواب وارثی، حافظ احمد شاہ صاحب وارثی اکبر آبادی وغیرہ۔

آخر مامشیں شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقہ وارسیدن پور عبد الصفعی کے وقت پر خاص اہتمام کرتے تھے اور حضور انور کو اپنے مکان پر لاتے تھے اور حضور پر انور کے ایسا ہے مبارک سے امامت کے لیے حضرت ابو محمد مجید شاہ سید علی حسن صاحب قبلہ اشرف الجیلانی منشد آراء کچوچھ شریف کو بلا یا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سید محمد ابراہیم شاہ صاحب (لذا سے حضرت قبلہ عالم سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ) نے بھی حسن الفاقع سے نماز عبد الصفعی کی امامت کی ہے۔

شیخ حسین علی صاحب نواب وارثی زمیندار سادہ متوفی تسلیم ہیں کہ اس وقت اکثر لوگ موجود تھے۔ شیخ عنایت اللہ صاحب تعلقدار سید پور جناب بادشاہ حسین خان تعلقدار اور کبرا اور حضرت اشرفت صاحب وغیرہ۔ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب سید محمد ابراہیم شاہ صاحب خطبہ پڑھنے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ خطبہ نہایت شخصی خط میں اور نہایت بوسیدہ جا بجا سے پڑھا ہوا تھا کہیں کہیں سیاہی کے دھنپے پڑے ہوئے تھے۔ جیب میں دیکھا تو عینک بھی ندارد تھی وہ نہایت سرا سید و پریشان ہو گئے۔

اس واقعہ کو راقم الحروف سے خود سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بھی بیان فرماتے تھے:

”اس وقت میری عجیب پریشانی کی حالت تھی۔ میں نے یہ بات دل میں ٹھان لی کہ اگر اس بھری مفضل میں ترسوائی ہوئی اور یہ خطبہ نہ پڑھا جا سکا تو اس ذلت کی نندگی سے سوت ہزار درجہ بہتر ہے۔“  
میں نے یہ خیال ہی کیا تھا کہ حضور انور نے میری جانب دیکھ کر گناہ کی

کو اپنے لہابِ درجن سے تر فرما یا اور اپنی دونوں آنکھوں پر پھر لیا ہیں نے  
بڑھتے کی طرف نگاہ کی تو نہایت روشن اور جل خط میں بڑھتے کیا ہوا نظر آیا  
اور میں بے تحفظ پڑھتا چلا گیا  
جب میں نماز و خطبہ سے فارغ ہو گیا تو حضور میر حاضر ہو کر قدہ مبروس  
ہوا تو حضور انور نے ارشاد فرمایا :

”ابراہیم نماز تو پڑھائی گر خطبے خوب پڑھا۔“

سید صاحب نے عرض کیا :

”حضور ہی کا تصرف تھا“ اور قدہ مول پر گر پڑے۔ حضور پر نفر نے  
دستِ شفقت سے اٹھایا۔

حضور انور کے ظاہری تصریفات بھی باطنی خوبیوں سے آزاد تھے۔  
سید علی خامد شاہ صاحب حشمتی تادری مسیحوارہ نشین سامانہ می خلیع ہو گئی  
کہتے ہیں کہ مشی علی صاحب ساکن ملاناں اخ ضلع اناڈجو ایک ثقہ  
شخص ہیں مجھ سے بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضور انور قزوین تشریف لے  
گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ وہاں سینکڑوں شخص حضور پر انور کے دستِ مبارک پر  
شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے داپسی میں حضور انور  
موضع میرا کے ایک باغ میں بھر گئے۔

میں پانی کے لیے کتوں بیٹیں پر گیا۔ ہر کوئی کادن تھا لگاؤں کی عورتیں زنگ  
پاشکی کر رہی تھیں۔ مجھے جو دیکھا تو میری طرف بھی رنگ ڈالنے کے لیے دوسری  
میں بہت پریشان ہو گیا۔ اور میں نے حضور انور کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہو  
کہ آپ بیٹے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور قسمِ ذرا بہت ہیں۔ جیسے ہی دوسریں میںے قریب آیے اور  
رنگ ڈالنے کا قصد کیا۔ یکدم سے معد زنگ کے وہ منے کے بل گر پڑیں۔

میں اٹلیاں کے ساتھ پانی یکر حضور انر کی خدمت مالی میں مانجز ہوا  
تو آپ نے تمسک آمیز بھج میں ارشاد فرمایا :

”وہ عورتیں کیا گر پڑیں؟“

میں نے عرض کیا حضور ہی کا تصریح تھا مولوی افضل حسین صاحب  
وکیل صلح انداز کا واقعہ ہے جو خود انہوں نے تھا کہ پنج ٹکھے صاحب رئیس  
ملادل صلح میں پوری سے بیان کیا تھا:  
”میں نے ہر طرفی محنت سے دکالت کا امتحان دیا تھا۔ اتفاق سے ناکامی  
ہوتی۔ ایک روز حضور انور کے رو برو خیال آگیا تو آنکھوں سے آنسو جاری  
ہو گئے۔“

حضرت انور نے دریافت فرمایا:  
”کیا ہے؟“ تو مولوی افضل حسین صاحب نے ناکامی امتحان کا حال  
عرض کیا۔

حضرت انور نے ارشاد فرمایا:  
”کیا بنی اسرائیل امتحان دکالت نہیں ہو سکتی؟“  
انہوں نے عرض کیا ”حضرت نہیں!“  
حضرت پر انور نے ارشاد فرمایا:  
”تم پاس ہو جاؤ گے۔“  
چنانچہ اس ارشاد کا یہ فتح ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد ان کے دکالت کی  
سند آگئی۔

پڑھتے ہے:  
گفتہ او گفتہ اللہ بور  
حضرت انور کسی کو رنجیدہ و ملوؤں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ ناکامی معلوم  
ہونے سے کئی ماہ بعد ان کو کامیابی کی خبر معلوم ہوئی اور سند ملی۔ یہ حضور انور  
کا ادنی تصریح تھا۔

خابنی محمد ارادت خان صاحب نقشبندی متوفی مرتضیٰ مرسان صلح علی گردھ  
جو ایک سحر بزرگ ہی تحریر فرماتے ہیں:  
ایک مرتبہ حضور پر انور مقام کامان ریاست ہر پتوں میں میاں قمر الدین

شہ صاحب کے پیہاں میم تھے۔ علی الصباح آپ کا ایک مرید ہبایت  
تو شہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا:  
”آج شب یمرے مکان میں پوری ہو گئی ہے۔“  
آپ نے فرمایا:

”چور تو اکثر گرفتار بھی ہو جاتے ہیں۔“

تھوڑا عرصہ گذرتا تھا کہ وہ چور ہبایت پریشان دید جو اس خود بخوبی حضور  
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے تدوین پر گرپٹے اور بہت منت  
بجاجت سے اپنا قصور معاف کرایا۔  
سب حاضرین متوجب تھے۔

چوروں نے خود بیان کیا کہ ہم مال یکر جدھر جاتے تھے خون کا دریا  
نظر آتا تھا جس سے مفرک کوئی صورت نظر نہ آئی ناچار سب مال سے دبردار  
ہونا پڑا اس وقت رہائی کی راہ معلوم ہوئی۔  
اس واقعہ سے سب کو حیرت ہلکی۔

سید معروف شاہ صاحب قبلہ وارثی ناتقل ہیں کہ غدر، ۵ دسمبر  
دا تھا۔ جب غدر ہو چکا تو دیوبہ شریعت کے کچھ رو سائینی مولوی رحیم  
الدین صاحب منصف و مشیح محمد بخش صاحب تحسیلہ ار رخصت یکر مکان پر  
آئے (اور ان کے ساتھ منشی عنایت احمد صاحب صدر امین متوفی بریلی بھی تھے)  
پونکہ یہ دونوں عہدہ دار تھے اور زیادہ تر پڑیں میں رہتے تھے اس لیے ان کے  
ساتھ اساب بھی بہت تھا۔ ان کی آمد کی خبر بیسی ہی شہور ہوئی لیڑوں کے  
ایک ٹڑے گردہ نے آکران کے مکان کا محاصرا کر لیا۔ مردوں کو تو گرفتار  
کر لیا اور عورتوں اور بچوں کو کمروں کے اندر قید کر لیا اور مال و اساب  
ملائش کرنے لگے۔

اس زمانہ میں حضور پنور دیوبہ شریعت ہی میں تشریف رکھتے تھے۔

سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حاضر ہو کر عرض کیا

کو ملکہ لالہ پور میں حضور کے نسخے مسلموں کے مکان لٹٹ رہے ہیں؟  
گروہاں تسلیم و رضا کے سوا کیا تھا جو زبان مبارک سے حسرہ نکالتے۔

آپ خاموش رہے اور شاہ فضل حسین صاحب دارثی سجادہ نشین منجم کے  
بااغ میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں کچھ باغی آئنچے اور انہوں نے دیکھا کہ ایک نہایت  
حسین دخوں صورت درویش درخت کے سامنے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ حضور  
کے قریب پہنچے تو کہنے لگے:

”آپ صورت سے ایمیر دریش معلوم ہوتے ہیں۔ بیان بچانے کے لیے  
لباس درویش پہن لیا ہے۔ پہنچنے آپ کو ٹھاکر صاحب بلاتے ہیں؟“  
یہ کہتے کہتے وہ لوگ حضور انور کو نہایت اصرار سے اپنے ساتھ لے گئے  
وہاں پہنچکر آپ نے فرمایا:

”ہم کو جس نے بلوایا ہے اس کو باراو۔“

وہ لوگ اندر گئے تو اس باب میں ایک نہایت بیش تیزی دو شالہ  
برآمد ہوا اس برکتی شخصوں کی نیت ہوئی کہ ہم کو عطا چاہئے اور اسی گفت و شنید  
میں بات ٹڑک گئی یہاں تک کہ سیعیت زندگی کی نوبت آگئی اور آپ میں جنگ  
ہوئے گلی۔ جب قتل و خون کا بازار اگر مجبوراً ترمال دا باب سب چھڑ پڑا  
وہ لیٹرے خود بھاگنے لگے۔ ان لیٹروں کا سردار وہ ٹھاکر جو باہر نکلا تو اس نے  
حضور انور کو دیکھا وہ دیکھتے ہی حضور کے تدمروں پر گڑ پڑا اور کہنے لگا:  
”بُون شخص حضور کو ہدایا اس نے بست جزا کیا۔ میں خواست گمار معافی ہوں؟“  
آخر کار سب مال دا باب دہیں رہ گیا اور لیٹرے کچھ مارے گئے کچھ  
جان سلامت یکر بھاگ گئے۔

حضور انور نے اپس اگر سیدہ معروف شاہ صاحب سے فرمایا:  
”وہاں جا کر کردن کی کہنڈیاں سکھوںد و مستوراں اور بچتے بند ہیں؟“  
سیدہ معروف شاہ صاحب کا بیان ہے کہ میں جس وقت اس مکان

میں گیا ہوں تو لاشوں کا فرش بچا ہوا تھا اور خون ہی خون نظر آتا تھا یہ حضور  
کا تصرف تھا کہ موفی گروہ اپنے ہاتھوں آپٹ بلک ہوا۔  
حضور اندر کے تصرفات بے حد و بے شمار ہیں اور ظاہری تصرفات  
بھی باطنی تاثیرات ظاہر کرتے ہیں۔  
اسی طرح آپ کے وہ تصرفات فہمی آیات میں جسکی وتر میں ظاہر  
ہوئے اور آپ نے اپنے متولین کی اولاد قبولی۔

## بھرمی و برمی تصرفات

فتشی عبدالغنی خان صاحب  
قبلہ ریس پور وہ غنی خان

صلح راستے پر میں تحریر فرماتے ہیں کہ وزیر علی چاہک سوار لئے مجھ سے خود اپنا  
داقعہ بیان کیا کہ میں تھا کہ کلیان عٹکھ صاحب تخلف دار گرگاؤں کے بیان ملدا  
تھا۔ ایک بیش فیمت گھوڑے کو تخلف دار صاحب موصوف لئے اپنی سواری  
کے لیے غصوصی کیا تھا بگر وزیر علی کو اس کے پھریرنے کی اجازت تھی۔

ایک مرتبہ تھا کہ کلیان عٹکھ صاحب کے بیان سے مطلع گونڈہ کو بڑات  
گئی راستہ میں دریا گاہ کراٹ تھا۔ والپی کے وقت وہ گھوڑا اکٹھی پر سوار  
ہیں ہوا ہر چند کوشش کی گئی تک کامیابی نہ ہوئی۔ بر سات کی وجہ سے دریا  
گھاڑا لاغرانی پر تھا۔

مجبوں ایسا کوشش سے اس گھوڑے کو کشتی میں باندھ کر تیرا گیا  
اور وزیر علی اس کی گردن کے بال پکڑے ہوئے کشتی پر بیٹھا رہا بغضت دریا  
تک تو گھوڑا تیر تارہ اور اپنی طاقت سے سیدھا رہا۔ مگر آگے چل کر اس نے  
اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ڈال دیئے اور آٹا ہو گیا۔ وزیر علی بھی اس کے بال  
پکڑے پکڑے تھک گیا تھا اور انگلیاں سرخ ہو گئی تھیں۔ اس لیے اس کے  
اتھ سے بھی بال چھوٹ گئے۔

وزیر علی نے خود بیان کیا کہ اس وقت حالت انطراب میں مجھے حضور اندر

کی یاد آئی اور میں بہت بتایا کے ساتھ نواہاں امداد ہوا مگر اس وقت کہ کیفیت کیا بیان کروں میں دریا نے حیرت میں غرق ہوں کہ مدد مانگتے ہی اس دریا میں جہاں بالش بدلی کچھ نہیں مانگتی تھی دہاں کشتی خود بخوبی میں سے لگ گئی اور پھر گئی۔ گھوڑا آپ سے آپ سکھڑا ہو گیا۔ اس وقت گھاگھر میں کٹنک سے نیادہ پانی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ تمام لوگ جو ہمراہ تھے چران و ششدہ تھے کہ کیا ماجرا ہے جہاں پانی کی تھا نہیں ملتی تھی دہاں یکاکیک اسقدر کم پانی کس طرح ہو گیا؟

جب گھوڑا اچھی طرح سنبھل گیا اور بر الہینا ان تمام کشتی سے باندھ دیا گیا تو پھر پرستور کشتی چلنے لگی اور پانی کے ذریشور کی بھی دری کیفیت ہو گئی۔ اس واقعہ سے سب کو حیرت میں اور ایک دوسرے کا منہ مانگتے تھے۔ وزیر علی کا حضور انور سے امداد مانگنے کا اور فوراً یہ واقعہ عیش آنے کا سب لوگوں کو سبب معلوم ہوا۔

چنانچہ اس واقعہ کی بنابر اکثرِ مندوصلان جو اس موقع پر موجود تھے حضور انور کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور اس کا ایک عام چرچا ہو گیا جب وزیر علی نے حاضر ہو کر شرفِ تقدیم کی حاصل کیا تو حضور پر انور نے وزیر علی کی پشت پر ایک گھونسہ مار کر فرمایا:

”جاؤ جاؤ خوشی سے رہو“

نشی عبد الغنی خان صاحب دارثی ناقل ہیں کہ ایسا ہی ایک اور واقعہ بھی وزیر علی پا ایک سوار پر گزرا ہے۔ وزیر علی کا بیان ہے کہ تمہارے کلمان تک کھ صاحب تعلق دار جگہ کا ٹوں کے ہمراہ میں میلہ کو جاتا تھا۔ راستے میں گھوڑے کو پانی پلانے کے لیے میں تالاب پر لے گیا۔ کنارہ پر سے گھوڑا اچھل گی اور پانی کے اندر گزرا۔ اس کے گرتے ہی میں بے تابی کے ساتھ کوڈ پڑا اس وقت تالاب میں بار بار گھوڑا ڈوب کر اچھتا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں حضور کو مغل طلب کر کے عرض کیا کہ ”اب آبر و آپ ہی کے ہاتھ ہے“

میں اس وقت کے حیرت انگیز واقعہ کو جب یاد کرتا ہوں تو حیان رہ جاتا ہوں۔

دھنچا ایسا معلوم ہوا کہ کسی زبردست طاقت نے گھوڑے کو اٹاکر اور پیٹک دیا۔ اس وقت تالاب پر بہت سے لوگ جمع تھے سب مجھ تھے کر کیں واقعہ ہے۔

ہر شخص مجھ سے دریافت کرتا تھا :  
”کیا ہوا؟“

میں نے جو حقیقت لئی وہ بیان کر دی۔

اس واقعہ سے لوگ بیکار متأثر ہوئے اور دیکھنے والوں میں بے شریط اشنا عین حضور پر نور کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشترن ہوئے۔ خود ٹھاکر کلایاں لگھے صاحبِ تعلقہ دار جرگاٹوں بھی حضور پر نور کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر قد مبوس ہوئے اور ہمیشہ آتے رہے۔

حاجی عباس حسین خاں صاحبِ تعلقہ دار باپور پورِ صلح سیتا پور جو حضور پر نور سے شرف ارادت رکھتے تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ فرضیہ جو ادا کرنے کے لیے بیت اللہ شریف گیا تو داپسی پر دریائے سندھ کے میں بہت زور شور کا طوناں آیا، تمام جہاز والوں میں سراسیگی اور پریشانی پھیل گئی اور میں اسکی پریشانی کی حالت میں ایک بیخ پر لیٹا ہوا تھا اور دل ہی دل میں آپ کو یاد کر رہا تھا۔

وقدتھے میں نے بچشم خود دیکھا کہ حضور پر نور جہاز کے کنارے کھڑے ہیں۔ یہ دیکھتے دیکھتے سپتہم زدن میں طوناں دور ہو گیا اور جہاز بخیروں خوب اپنی اُملی رفتار پر آگیا۔

میں داپسی پر حضور اندر کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ :

”حضور جہاز کو خوب طوناں سے پا کرتے ہیں۔“

آپ یہ سکھ ربیم ہوئے اور زبان مبارک سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔

سید معرفت شاہ صاحب دارثی ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ برسات  
میں حضور پر فور شیخ صاحب علی صاحب تعلقہ دار کنڈڑا کے ہاں شریف  
لیے جاتے تھے راستے میں دریا میں گھاگرا پرتا ہے جو برسات کی وجہ سے  
طفیلی پر تھا۔

جب آپ براہم گھاٹ پر نئے تو ساحل کا دار و نہ موجود نہیں تھا لازم  
نے کشتی چھپڑ نے سے انکار کیا اور کہا:

”حضور می ویر حضور آدم فرمائیں بھپر پار اتار دیئے جائیں گے“  
پار اتار نے کے فخرہ پر حضور نے تسلیم کیا اور سہراہیوں سے ارشاد فرمایا  
”تم بسم اللہ کہتے ہوئے ہمارے ساتھ ملے آؤ“

پناہ بخی حضور پر فور مخدام و سہراہیاں بخوبی پار اتر گئے۔  
پانی گھٹشوں گھٹشوں معلوم ہوتا تھا اس واقعہ پر ہر شخص تجیر تھا اور اس  
وقت سینکڑوں شخص موجود تھے۔

مندرجہ بالا واقعہ سے مولوی حکیم سید شاہ علی نقی صاحب افتباہی  
مجددی نے بھی راقم الحروف کو مطلع فرمایا ہے۔  
دیوارہ شریف میں آستانہ عالی سے متصل شرقی جانب ایک کنویں ہے  
جو اب پختہ بن گیا ہے۔

یہ واقعہ اکثر لوگوں کا چشم دید ہے جن سے راقم الحروف نے تباہے  
اور سید معرفت شاہ صاحب دارثی کے بھی سامنے کا ہے کہ پیشتر اس کا  
پانی بہت کھاری ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضور پر فور سے عرض کیا گیا کہ اس کا پانی کھاری ہے۔ تو  
آپ نے اپنا جھوٹا پانی عنایت فرمایا اُس کو بیجا کرنو ہیں ڈال دیا اگی  
اس روز سے اس کا پانی بہت شیریں ہو گیا۔

یہ کنویں آستانہ عالی کے متصل موجود ہے۔  
مشی محمد اکبر خان صاحب دارثی متوفی شکوہ آباد ضلع میں پوری کماں

کہ میں کا پنور میں اسٹینٹ نیجگر کو رٹ آت وارڈ میں تھا۔ شہر میں خبر ہو رہے ہیں کہ حضور انصار علی گڑھ بمار ہے ہیں۔  
 ہوئی اگر حضور انصار علی گڑھ بمار ہے ہیں۔  
 چنانچہ کامپور کے بکھرت ہندو مسلمان ایشی پر قدیم بوس کے لیے حاضر ہوئے۔ اگر میوں کا موسم تھا۔ اس لیے اکثر امراء نے ہمایت اعلیٰ پیارے ایشیش پر رازیں کے لیے برف کا انتظام کیا تھا۔ حضور انصار کے لیے بھی خود بخود لوگ چند گلاں سوں ہیں پانی میکر حاضر ہوئے۔ حضور انصار برف کا پانی بھی ہیں پیتے تھے اس لیے انکار تو ہیں کیا مگر یہ ارشاد فرمایا:

”ہماری صراحی میں برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی ہے۔“  
 خادم نے صراحی میں سے پانی پیش کیا تو آپ نے پیا اسوقت کچھ اور لوگوں کی بھی خواش ہوئی کہ اس صراحی سے پانی ملے تو یعنی۔  
 چنانچہ خادم نے لوگوں کو پانی دیا اور میں نے بھی پانی پیا تو واقعی حیرت تھی کہ چند گھنٹے پانی پیتا و شوار تھا اس کی بخلی سے دانت سے دانت بخت تھے۔ برف کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی۔  
 اکثر لوگوں نے وہ پانی پیا اور برف کے مقابل اس کی بخلی دیکھ کر آگست بنداں رہ گئے۔

ستید علی خادم شاہ صاحب پشتی قادری تجاوہ نشین ساندھی حصہ  
 ہر دوئی لکھتے ہیں کہ مٹی عذالت علی صاحب متوفی ملانا زاد جو ایک راست گو اور ویندرا شخص ہیں روایت کرتے ہیں:  
 ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور انصار عصیہ ملانا زاد میں قیام پذیر تھے اور اس سبب سے کہ کئی روز سے آسان پر ابر و باد گھر ہوا تھا اور پانی کی ساون بجادوں کی طرح جھٹری بندھی ہوئی تھی۔ حضور انصار کو کسی نے رخصت نہیں ہونے دیا۔

ایک روز آپ نے فرمایا:  
 ”اب ہم جائیں گے۔“

حاضرین حضور کے عزم صیم سے پریشان ہونے لگے اور عرض

کیا :

”ایسی بارش میں دل نہیں پاہتا کہ حضور حضرت ہوں۔ پانی برس رہا ہے اور ابر خوب گمراہ رہا ہے“  
آپ نے فرمایا ”نہیں نہیں“

”اب تو پانی برس چکا۔“ اور یہ کہتے ہوئے باہر شریف لائے تو نہ آسان پر ابر تھا نہ بارش ہو رہی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی ہی نہیں برسا۔ ہر شخص کو اس واقعہ سے جیرت تھی۔

اسی طرح حضور انور کے وہ تصریفات ہیں جو زمین پر ظاہر ہوئے۔  
سید معروف شاہ صاحب قبلہ دارثی ناقل ہیں :

ایک مرتبہ ان کا مکان گر گیا تو آپ نے فرمایا :

”جب تک خدا تم کو اپنے خزانہ غیب سے نہ دے مکان نہ بنانا؟“  
چنانچہ کچھ دنوں کے بعد جو باغیچہ مکان کے احاطہ میں ہے وہ کھو دیا  
تو اسیں ایک برتن بکھلا تھا جس میں اشرفیاں رکھی ہوئی تھیں جو محمد شاہی سکد کی تھیں۔  
انہوں نے بہ اطمینان مکان بنوا لیا اور حضور انور کے ارشاد کے بوجب  
کچھ قرعہ وغیرہ نہیں لینا پڑا۔

مولانا سید عبداللہ شاہ تجیر وارثی رحمۃ اللہ علیہ عین اليقین میں  
کہتے ہیں کہ حضور پر انور کی خدمت عالی میں ایک سائل حاضر ہوا اور اس نے  
عرض کیا :

”کسی طرح بیت اللہ شریف پہنچا دیجئے“ تو حضور پر انور نے ارشاد  
فرمایا :

”تم روزاں کسی درخت کے نیچے کھو دیا کرنا ایک دن کی خواراک کے تابل  
تہیں مل جائی کر کے گا کسی سے سوال نہ کرنا“

وہ اسی طرح پیادہ پارواز ہو گیا۔ روزاں زیر درخت زمین کھو دتا تھا

اور اپنی خود را کی قیمت لے لیتا تھا۔ وہ حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر اسی طرح درختوں کے نیچے کی زمین سے اپنی خود را کی قیمت دھوکا کرتا ہوا بیٹھ دا پس آیا۔ لوگوں نے تجھب سے پوچھا:

”اس حالت غربت میں تم کیونکر گئے؟“ تو اس نے یہ واضح بیان کیا:

سید معروف شاہ صناعتیہ دارالشیعہ ناظمی ہیں کہ،  
ایک مرتبہ مولوی محمد احسن صاحب رئیس ٹینہ حضور انور کی خدمت  
عالیٰ میں حاضر ہوئے اور کچھ تملیٰ آم جو دہ اپنے سراہ لائے تھے جحضور پر فر  
ک خدمت عالیٰ میں پیش کئے۔ حضور پر فرنے اُن میں سے چند آم مبکو بھی  
مرحوم فرمائے۔ آم نہایت لذیس تھے۔

دوسرے دن جب میں حضور پر انور کی قدیم بوسی کیلئے حاضر ہوا تو حضور  
نے دریافت فرمایا:

معروف شاہ آم کیسے تھے؟“

میں نے عرض کیا، ”بہت اچھے تھے۔“  
فیضنوج شاہ خادم کے پاس کچھ آم رکھتے تھے۔ انہوں نے چار پانچ آم  
خدمت عالیٰ میں پیش کئے۔ وہ آم اسی وقت تراشے گئے۔ آپ نے ایک  
قاش تناول فرمائی اور سب قاشیں اور آم تقسیم کر دیئے۔ مجھے بھی دو تین  
قاشیں اور ایک آم اس وقت ملا۔

حضور انور نے آم دیتے وقت ارشاد فرمایا،  
”معروف شاہ آم اچھا ہے تم اپنے باغیپر میں لگھا دو۔“  
میں نے عرض کیا:

”حضور اسیں گھٹل نہیں ہے، تملیٰ آم ہے۔“

”حضور انور نے فرمایا،  
”تھمارے ہاتھ سے تو درخت اگ جاتا ہے۔“

جب حضور پر نظر نہیں یہ فرمایا تو میں ساکت ہو گیا اور اس آدم کی کھلی  
اپنے ماتحت باشیخہ میں بروئی اور روزانہ بارہ دیکھنے لگا۔ درخت و دریں  
روز نمودار ہوا اور وہ اس قدر جلد پڑھا کہ تیرستے سال اس میں باہم  
آم انظر آئے۔ میں نے بہت احتیاط کیا تھا کہ تیرستے سال اس میں باہم  
تو میں نے لینا کہ حضور انور کی خدمتِ عالمی میں پیش کیے اور عرض کیا:

”یہ اسی درخت کے آم ہیں“

حضور پر نظر نہیں مقتبسم ہو کر فرمایا:

”یہ آم ان آموں سے بھی اپنے ہیں اور نامایا ہیں“

اس کے بعد فرمایا:

”معروف شاہ الیٰ چیز رہتی نہیں ہے۔“

سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں:

”میں اس ارشاد پر کٹھک گیا۔“

آخر اس کی جڑ میں کیرا لگ گیا اور وہ تھوڑے ہی مرصد میں ہو کر نکلو کر گر ٹپا۔

یہ حضور انور کے تصریفات زمین پر تھے کہ ایک تلک آم کی کھلکے درخت  
نمودار ہوا اور اس نے پیل دیا۔

مولانا تحریر والی عین المیعنی میں لکھتے ہیں:

ایک لڑکے کی آنکھیں خراب ہو گئی تھیں۔ اس کی ماں نے حضور انور کے  
قدموں میں اسے ڈال دیا۔ اپنے نے فرمایا:

”یہ تو اچھا ہے اسے بجاو۔“

پہنچے وقت وہ تھوڑی سی خاک اٹھا لیکی اور اسی کو آنکھوں میں لگات  
رہی۔ اس لڑکے کی آنکھیں بالکل اپنی ہو گئیں تھے:

رستت حق بہ نی جو یہ

رستت حق ہے اسی جو یہ

مولوی نادر حسین صاحب وارثی تحریکی دو کیل بارہ بیکل ہاتھلیں  
کر مجھ سے نہ حسین صاحب لردمی ساکن دریدار دیوبہ شرائیت نے بیان  
کیا کہ ایک شخص دیوبہ شرائیت میں ملیل ہو گیا وہ حضور انور کا سنت فنا افت تھا  
حضرت انور تو اخلاقی جسم تھے آپ اپنے خادم رحیم شاہ صاحب کو یکر  
اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب مکان کے اندر گئے تو اس پر  
نے اپنامت چھپا لیا۔

آپ نے فرمایا:  
”کیسے ہو؟“

اس نے کچھ بجا بڑ دیا اور نہ اپنامنځ کھولا۔  
اس کی عزیزیہ بھی حضور انور سے عداوت رکھتی تھی اس نے حضور انور  
سے کہا:

”جنت پر بیٹھ جاؤ کیا یہاں کوئی دیکھتا ہے؟“

آپ نے فرمایا:

”ہم نے کسی کو دکھانے کو جنت وغیرہ پر بیٹھنا نہیں پھوڑا۔“

یہ کہتے ہوئے آپ واپس چلے آئے۔

حضرت دیر کے بعد ریاض مذکور کا انتقال ہو گیا اور اسی وقت تمام  
پھرہ سیاہ ہو گیا۔

یہ حالت جو دیکھی تو لوگوں نے وادو مش بشروع کی اور حضور انور کی خدمت  
عالیٰ میں حاضر ہوئے۔ بگراس وقت آپ نے دروازہ بند کر دیا تھا جو لوگوں  
کی کوشش سے بھی نہ کھلا۔

سید معروف شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ کا حضور بہت لحاظ فرمائی  
تھی۔ اس نے اس سے کہا گیا اور وہ حاضرِ خدمتِ عالی ہو ہیں تو فوراً  
دروازہ کھل لیا۔

انہوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا:

بعض اوقات مرتبے وقت منہ سیاہ ہو جاتا ہے غسل دیتے وقت  
سیاہی مٹ باتی ہے غسل دلاؤ۔

چنانچہ جب غسل دیا گیا تو سیاہی جاتی رہی اس واقعہ کو دیکھ کر اس کی  
ہشیرہ اور بھی بر از خستہ ہوئی اور حضور انور کی شان میں بدکلافی کرنے لگی جس کا  
یہ انجام ہوا کہ جب اس کا استقبال ہوا اور اس کو قبر میں دفن کر کے تختے لگائے  
گئے تو مٹی دیتے وقت تختوں کے اوپر خود بخود لاش آگئی۔ اس وقت مٹی دنیا  
بند کر دیا گیا۔ اور بچ لاش کو قبر میں رکھ کر تختے لگائے گئے تو پھر دی معاشرہ  
پیش آیا کہ لاش اور تختے نیچے جب سے بارہ یہی حالت ہوئی تو لوگوں  
لئے بیوڑا اسی طرح تختوں کے اوپر مٹی ویدی۔

کس قدر عبرتاک مقام ہے کہ زمین نے لاش کو قبول نہیں کیا، یہ اسی  
گستاخی کی سزا ہے کہ تخت پر بیٹھ جاؤ کیا یہاں کوئی دیکھتا ہے؟  
گر خدا خواہ کہ پر وہ کس درد  
میلش اندر طعنے پاکاں برد

حضور انور کے تصرفات بری میں یہ لاکھوں کروڑوں شخصوں کا شہادت  
ہے کہ باوجود برہنسہ پارہنے کے حضور انور کے پائے مبارک آلوہہ گل  
نہ ہوتے تھے۔ جس کا ذکر ہر چکا ہے مگر پر بیل تذکرہ اشارۃ اس موقع  
پر بھی سمجھا گیا۔

## واقعت اجتہاد

جس طرح حضور انور کے غلام کی  
واباطنی تصرفات بجود بر میں  
جاری تھے اور عالم اجسام میں ان کے مشاہدات نظر آتے ہیں اس طرح  
عالم بر زخم میں بھی حضور انور کے تصرفات دلایت جاری تھے۔  
راقص الحروف نے اکثر لوگوں سے ستا ہے کہ حضور انور کی خدمت عالی  
میں جنات بھی حاضر ہوتے تھے بعض و اقسام جو معتبر ادیبوں کے بیان

کردہ میں حسب ذیل ہیں :  
 مولوی مکیم محمود علی صاحب فخپوری لکھتے ہیں کہ میسٹر نالوچودھری محمد اللہ  
 صاحب رئیس ستر کہ جو ایک صاحب زہد و اتقا بزرگ ہیں دادراں کی گمراں وقت  
 تریں سو سال کے ہے ۔ بیان فرماتے ہیں کہ میرے ابتداء تک میں جب حضور  
 حکیم شاہ شباب تھا تو حضور انور ایک مرتبہ حسب و سور قصبہ ستر کہ میں روشنی افزون  
 ہوئے ۔

ایک روز قریب تم بجئے دن کے حضور پر نذر نے مجھ سے فرمایا :  
 " عبد اللہ حضور پر تصریح کر آئیں ۔ "

چند خدام حضور انور کے ہمراہ تھے اور میں بھی تھا حضور انور باغ کے قریب  
 ایک دیست میدان میں پنجھے اور دہاں تک بچانے کا حکم دیا خداوم نے تکل پھا  
 دیا حضور انور اس پر روشنی افزون ہوئے ۔ خدام دفیرہ بھی ایک طرف ادب  
 سے بیٹھ گئے ۔

عقول می دیر کے بعد ایک سیاہ کنادہاں معلوم ہوا اور دہ کچھ دوہرہ  
 کر سلیقہ سے بیٹھ گیا ۔ یہاں تک کہ چار کتے ایک ہی رنگ اور ایک ہی تدوینات  
 کے سو جو دوہرے گئے مگر دریافت کرنے کی کمی کر جاتی نہ ہوئی اور سب خاموش  
 میٹھے رہے ۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا :  
 " عبد اللہ حضور پر تصریح ہو گئے ۔ "

یہ سنتے ہی وہ کہتے بھی رخصت ہو گئے اور حضور انور معدہ رہا ہیں کے  
 قیام کاہ پر تشریف لائے ۔

سب ہماری ایک دوسرے کامنہ دیکھتے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے ۔  
 حضور پر نور نے خود ہی ہماری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا :  
 " یہ کہتے نہیں تھے جنات ہیں اور ہمارے مرید ہیں ۔ "  
 چوہدری محمد عاشد صاحب رئیس ستر کہ کا بیان ہے کہ اسی شب کو یہ  
 واقعیتیں آیا کہ حضور انور نے شام کے قریب ارشاد فرمایا :

”جگہ خالی کر دیا جائے کوئی شخص جگہ میں نہ رہے۔“

سب اُنھی کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حضور پر نور نے اپنے درستِ مبارک سے جگہ کی کلندھی پڑھادی۔

اس وقت تمام حاضرین کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگہ میں ہزاروں اولیٰ بام سے اگر داخل ہر تباہ میں جن کے باول کی چاپ معلوم ہوتی تھی اور بات کرن کی آواز مطلع تھا اُن تباہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ایسا یہ حالت رہی اس کے بعد مکان میں بالکل سکون ہو گیا جنہوں پر نور نے جگہ کی زنجیر کھول دی۔ لوگوں کو متوجہ کیا جنہوں پر نور نے فرمایا:

”جنات جو سارے مرید ہیں آئتے تھے۔“

مشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پور وہ غنی نمان مصلح رائے بریلی ناظل ہیں کہ حضور انور جب سلی مرتبہ بعد جج تشریف لائے ہیں تو سید معروف شاہ صاحب وارثی کے مکان کے بالاخانہ پر اتنا مت پذیر تھے۔ سید معروف شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ حضور انور کو بھائی کہتی تھیں اور حضور انور ان کی بہت تو قیریز زانتے تھے۔

ایک روز انہوں نے حضور پر نور سے عرض کیا:

”میں سنتی ہوں جنات جویں آپ کے مرید ہیں۔ ہمیں جن دکھادیجئے۔“  
حضور انور نے فرمایا:

”وس بیکھو دن کو بالاخانہ پر آنا۔“

خان پنچ چار میسیاں دس بیکھے دن کو حضور انور کی نعمت عالی میں حاضر ہوئیں۔ ایک تو معروف شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ تھیں اور دوسری سید معروف شاہ صاحب کی شیرہ صاحبہ قبیلہ تیسری معروف شاہ صاحب کی الگی صاحبہ تھیں اور ایک اور بی بی تھیں۔

حضور انور نے بغلی کو خری میں بیٹھنے کا حکم دیا اور سامنے پر وہ کراہ بآ اور ارشاد فرمایا:

”خاموش رہنا؟“

کیکارگی ان خراطین نے دیکھا کہ زینہ کی طرف سے تین شخص نہایت نہیں  
خوبصورت نمودار ہوئے۔ وہ نہایت ادب سے حاضر ہوئے اور پاسے بلکہ  
دبانے لگے۔

اس کے بعد حضور پر نور سے رخصت ہو کر زینہ تک چلئے اور زینہ سے  
نائب ہو گئے۔

آپ نے آن مسٹروات سے فرمایا:

”تم نے دیکھا یہ جنات تھے۔  
اہلو نے عرضی کیا۔ یہ تو اس ان تھے۔“

حضور پر نور نے ارشاد فرمایا:

”تمہارے زناڑ مکان میں فیفر آولی دن کے وقت کس طرح آسکتے ہیں۔  
ان کی اصل صورت ہمیت ناک ہے تم دیکھو گی تو ٹوٹ جاؤ گی۔ اسی وجہ سے  
آدمی کی صورت میں بلائے گئے جس میں تم کو خوف دو دشمنت نہ ہو۔“  
مولیانا بخاری و ارشی علیع الدین یقین میں بخیر فرماتے ہیں:

ایک طبیب کی بخوبی سے حضور پر نور شب کو دو دعا اور سہاگر استعمال  
کرتے تھے۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ سید مسروف شاہ صاحب حبیب معول  
دو دعا اور سہاگر دیکھ راحمہ خدمت عالی ہوئے تو صدر دروازہ پر انہوں نے  
ایک کش کا پلا کیا اور ان کے دسمیتہ و کمیتہ وہ بڑا ہو گیا اور دونوں الگ  
پاؤں اس نے اور کچھ پر کھدیئے اور سید حاکم رضا ہو گیا۔

یہ کیفیت دیکھ کر سید مسروف شاہ صاحب پریشان ہو گئے۔ انہوں نے  
حضور اور نے آواز دی:

”چلے آؤ ڈر و نہیں۔“

پھر تو وہ نظر ہو گئے اور ملیناں میں حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔

سید معروف شاہ صاحب فرماتے تھے کہ حضور نے مجھ سے

ارشاد فرمایا:

”یہ بیان کام حافظت ہے۔“

واقعات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ جتنا سمجھی جو عالم بزرگ کی ایک  
ملوکت ہے حضور پر نور کے تصریفات فیض آیات سے مستفید ہوتے تھے۔  
اسی طرح حضور انور کے قدم مبارک کی برکت سچے بلکے واقعات ظہور میں  
آتے تھے۔

چنانچہ جانب مرتضیٰ احمد ابراء یم گیگ صاحب شیدا لکھنؤی تحریر فرماتے  
ہیں کہ شیخ حضورہ صلن موئیگیر میں میرا برادر حسین صاحب رشیق نے حضور پر نور کی  
دعاوت کا اہتمام کیا اور اپنے مکان کے بالا خانہ پر ایک دیوار کرہ حضور پر نور  
کے قیام کے واسطے آراستہ کیا۔ شب کو مجھے علم ہوا کہ اس کرہ میں کسی جیشت  
یا جن کا داخل ہے اور جو شخص اس میں رہتا ہے وہ اس کو تخلیق دیتا ہے اور  
میرا برادر حسین صاحب نے اسی یہی کرہ حضور پر نور کے یہی عضوں کی ہے  
کہ آپ کے قدم میدنت لزوم کی برکت سے یہ بلاد فتح ہو جائے اور کرہ  
صاف ہو جائے گر اس بھر سے مجکلو انتشار ہوا اور میں نے نہایت عاجزی  
سے حضور پر نور کی خدمتِ عالی میں عرض کیا:

”آپ اس میں قیام نہ فرمائیں۔“

حضور انور نے مسکرا کر ارشاد فرمایا:

”خدای جس کا حافظت ہوتا ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“  
نام رات ہم لوگ مت رود رہے مگر کریم بات نہیں نہیں معلوم ہوئی۔ صحیح  
کو جب میں حضور انور کی خدمت با برکت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ بہت بڑے  
دو پچھوٹ حضور انور کے بستر کے قریب مرے ہوئے پڑے ہیں۔

حضور انور نے میرا برادر حسین کو بلکہ ارشاد فرمایا:

”ان کو پھیلک دو تھا اکمرہ صاف ہو گیا۔“

حضرت را نور کے قدم مبارک کی برکت سے مردم آزاد بلوائیں یعنی رور  
زو بایکرت تھیں۔

چنانچہ مشی عباد الخنی صاحب دارثی رئیس پورہ غنی خان مطلع رائے بریلی  
ناقل ہیں کہ مولوی نور کریم صاحب قد والی جو حضور انور کے خاص فقراء میں  
سے تھے ان کا داتا تھا ہے کہ وہ خرقہ پوشی سے قبل زاب غنی مطلع بارہ بیکی  
کے تحصیلدار کے یہاں معلم تھے۔ تحصیلدار صاحب کثیری پہنچت تھے مولوی  
نور کریم صاحب قد والی کو چونکہ تحصیلدار صاحب سے خاص ربط تھا  
اس یے ان سے ملنے کے لیے گئے۔ اتفاق کے اسی روز تحصیلدار صاحب  
نے ایک نیا مکان کرایہ پر لیا تھا اس میں وہ تھے اور اسی کے مردانہ حصہ میں  
مولوی نور کریم صاحب قد والی جو حضور انور کے فقیر تھے ٹھہر گئے۔

نصف شب کا داتا تھا ہے کہ زمانہ مکان سے متواتر شور و غل کی آوازیں  
بلند ہوئے گیں۔ چنانچہ دو تین آدمی اس مکان کے بالامانہ پر گئے تو کسی  
زبردست طاقت نے ان کو بھی شیخے دھکیل دیا۔ اس وجہ سے اور لوگ ہی  
ششدہ ہو گئے کسی کی بہت نہیں ٹھیک تھی۔ زینہ پر قدم رکھے اور بالامانہ  
کایہ داتا تھا کہ سب پنگ الٹ گئے تھے اور سب اسی حالت میں چلا  
رہے تھے۔

مولوی نور کریم قد والی بھی اس داتے کو من کر دیا گئے۔ ان کے  
باتے ہی خود بخوبی ملناگ سیدھے ہو گئے اور تحصیلدار صاحب کی بیوی کی  
زبان سے یہ بات سنتے میں آئی:

”مولوی صاحب اگر آپ حضرت حاجی صاحب کے فقیر ہوتے تو  
میں آپ کی بھی خبر لیتا گکریا کہوں آپ ہمارے شہنشاہ کے دیکھنے والے ہیں  
اس لیے ہم کو ادب کرنا ضرور ہوا۔“

مولوی نور کریم صاحب قد والی نے کہا:

”میری یہ خواہیں ہے کہ آپ ان لوگوں کو نہ ستابیں۔“

اہنگ نے جواب دیا:

”آپ ان لوگوں کو سمجھا ویسچئے کہ ہم کو جتنی تخلیف نہ دیں۔ اگر یہ جیسی آپ  
منظور نہ کریں تو ہم خود تخلیف اٹھائیں۔“

مولوی صاحب نے فرمایا:

”تخلیدار صاحب تمہاری بیکھڑ لیں گے جہاں تک بتاؤ چھوڑ دیں۔“  
اس نے جواب دیا کہ:

”صرف یہ کہہ چھوڑ دو۔“

اس قسم کی چند باتیں کر کے ملٹ آئے، اور تخلیدار صاحب نے وہ  
مکان چھوڑ دیا۔

مشیعہ العینی خان صاحب دارثی لکھتے ہیں کہ:

حضور پر نور استراحت فمار ہے تھے کچھ لوگ میٹھے ہوتے ہاتھ پاؤں  
دبار ہے تھے میں بھی ماخڑہ خدمتِ عالی تھا اتنے میں ایک شخص آیا جس کی وضن  
قطعنی معلوم کی سی تھی اور بابل میں ایک چادر دبی ہوئی تھی۔

وہ بنا بیت عقیدت کے ساتھ حضور سے تقدیر سہوا اور سہ لوگوں کی  
طرح بیٹھ کر ہاتھ پاؤں دیا تھا لگا۔ حضوری دیر کے بعد جو منہ لگا اور ناک سے آس  
زور سے ساٹھ لیتا تھا کہ اس کے دم کی ہوا حضور پر نزدیک پیٹھے لگی جب  
اس کی حالت زیادہ متغیر ہوئے لگی تو حضور افرز نے سربراک اٹھایا اور پیار  
سے ایک گھونٹا اس کی پشت پر مارا۔ اس گھونٹے کے ساتھی وہ سربراک  
ہو گیا اور ساٹھ کی شدت جاتی ہی کچھ عصہ تک دہ بیسوش پڑا رہا جنور نے  
بھی فروادڑھلی۔

کچھ دیر میں حضور انور نے پھر سربراک اٹھایا اور ارشاد فرمایا: ”اپنا  
جاوہ پھر ملا تھات ہوگی۔“

وہ رخصت ہو گیا۔ ہم لوگ دیکھو ہے تھے کہ دروازہ بند ہے مگر وہ  
چند قدم پل کر غائب ہو گیا اور دروازہ بند نہ ہا۔ لوگوں کو سخت حیرت

تھی کہ یہ کون شخص ہے اور یہ کیا معاہدہ ہے؟  
حضور انور نے سب کو تجیر دیکھ کر فرمایا:  
تجیر کیا ہے یہ آدمی نہیں تھا جن تھا!

جنات کے اکثر واقعات لوگوں کے چشم دیدیں ہیں بعض واقعات قصہ راقم  
احمدوف نے درج کتاب نہیں کیئے۔ اس لیے کہ ایک ہی قسم کے واقعات کو کشت  
سے نقل کرنا بیضا بیضا کتاب کا حجم پڑھانا ہے۔ مگر یہ بات محترمہ و ایات سے  
ثابت ہے کہ ان انوں کی طرح جنات بھی حضور پر فور سے شرف بیعت رکھتے  
تھے اور اکثر لوگوں نے بعض جنات کو خود دیکھا ہے۔

بعض واقعات ایسے نہ ہوں گیں آئے کہ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ  
جن ہوں گے۔ مگر حضور پر فور نے اپنی زبانِ مبارک سے ان کے متعلق  
کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔

چنانچہ مکتوب نہیں بارگاہ وارث حاجی او گھٹ شاہ صاحب منتظر  
نماقیل ہیں:

ایک شب کا دا تھا ہے جبکہ ۱۲ بجے پہلے تھے اور آستانا عالی کا دروازہ  
بند کر دیا گیا۔ میں رحیم شاہ صاحب کے پاس باہر کے حصہ سکان میں تھا میر امن  
پورب کی جانب تھا۔ اندر ہری رات تھی مجھکو دوسرے دوچانہ  
چکتے ہوئے نظر آئے۔ جن میں ایک زیادہ روشن تھا یہ دونوں میرے قریب  
ہوتے جاتے تھے جس وہ دونوں چبوترہ پر چڑھا آئے تو معلوم ہوا کہ آدمی ہیں  
گران کے چرے نہایت روشن اور چکدار ہیں۔

یہ دونوں سیدھے دروازہ پر چلے آئے۔ میں اس وقت رحیم شاہ صاحب  
کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اندر سے حاجی فیض شاہ صاحب نے اگر دروازہ  
کھول دیا اور مجھ سے کہا کہ صدر دروازہ کے کلوڑ کھوں کر آن دونوں کو بلاؤ۔  
یہ پہچاہ کر کھوں کر دونوں کو بلایا۔ مگر وہ دونوں چوکھٹ پر سر کھے  
اکٹے تھے اور راستتھی نہ تھے۔ فیض شاہ صاحب نے آگران کے بالائی گزیے

اور اندر لے گئے۔  
 میں نے دیکھا کہ یہ دو نوں ماہ پارے ہاتھوں کو جڑے ہوئے  
 حضور انصور کی خدمت عالیٰ میں حاضر ہوئے تو حضور پر ان کے کچھ ارشاد  
 فرمایا جس کو سن کر وہ اپنے پاؤں ہنا بیت ادب سے والپ آئے اور  
 چل دیئے۔  
 یہ عقدہ محل شہر سکایہ کون تھا کیوں آئے تھے اور کہاں گئے۔  
 حقیقتہ حضور انصور کے دانعات ہنا بیت حیرت انگیز ہیں اور جنہوں نے  
 اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں وہ خود تحریر ہیں۔

## پرند و پرند پر حضور انور کے تصرفت

جس طرح جن و انس حضور انصور کی محبت کا دم بھرتے تھے اسی طرح ہوائی  
 اور آبی جانوروں سے بھی حضور انصور کی محبت کا انہمار ہوا ہے اور کیوں  
 نہ ہو۔

چوں ازو گشتی ہمچیزہ از تو گشت  
 چوں ازو گشتی ہمچیزہ از تو گشت

سید معروف شاہ صاحب دارثی ناقل ہیں کہ میں نے خود دیکھا  
 ہے کہ درند و پرند حضور انور سے وحشت نہیں کرتے تھے۔  
 میرا شاہد ہے کہ اکثر جب آپ صراک طرف جاتے تو طیور صحرا کی برے  
 ناختہ دغیرہ حضور کے قریب آجائتے اور جنم الہرست لپٹ جاتے تھے۔ نہ رضا  
 حوض کے کنارے جب آپ کھڑے ہوتے تو چمپیاں کنارے پر آجائی تھیں  
 پرند جانوروں کے ایسے دانعات دیگر معتبر دولیات سے بھی متھق ہیں  
 جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور انصور پر ان نوں کی طرف طیور دغیرہ بھی زلفیہ  
 تھے۔

مولیانا تیردار اتنی عین ایتھن میں لکھتے ہیں کہ حضور پر نور دل شریعت میں  
رونق افزودتھے کہ ایک قسم کی چڑیاں جس کو شام کئے ہیں بہت کثیر تعداد  
میں آنا شروع ہو گیں۔ وہ حضور پر نور کے جسم اظہر پر پیغامگیں اور چکنے لگیں  
حاضرین محفل نے عرض کیا:

”حضرت یہ کیا بات ہے؟“

تو آپ نے قسم ہو کر طالب دیا۔

وہ سب اڑا گیا۔

سید معروف شاہ صاحب کا دعا تھا کہ ان کو لا لوں سے بہت  
شوق تھا ایک بہت بڑے پنجرے میں انہوں نے کشت سے لال پال رکھے  
تھے حضور ان کے مکان میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے پنجرے کی تیل کھول دی وہ سب لال  
اوگنے والے دا قسہ دیکھ کر سید معروف شاہ کے ہاتھوں کے مٹو مٹے اڑا گئے  
انہوں نے پریشان ہو کر عرض کیا:

”میری سب محنت رائیگاں گئی۔ میں نے بڑی تلاش و سنجو سے  
انتہا لال مہیا کئے تھے۔“

حضرت اور نے فرمایا:

”ابھی تو دوسری بھی گئے ہوں گے بلاؤ۔“

انہوں نے عرض کیا:

”وہ پرندہ جانور ہیں کہیں کہ کہیں پہنچے ہوں گے؟“

آپ نے وفتح پٹ کر فرمایا:

”یہ کیا کہا؟“

اس قدر ارشاد فرمانا تھا کہ وہ سب لال حضور اور کے جسم بارک  
پر آگر بیٹھ گئے۔

اس وقت آپ بار بار فرماتے تھے:

”پکڑلو۔“

سید معروف شاہ صاحب نے سرتیکم خم کر کے عرض

کیا :

جب حضور ان کو آزاد کر چکے تو میں قید کرنے والا کون ہوں جانے

دیکھئے :

اس روز سے سید معروف شاہ صاحب قبلہ کا یہ شوق ترک

ہو گیا ۔

مولانا تیجڑ دارثی عین المقادین میں لکھتے ہیں کہ حضور پر انور فتح پوری میں تھے  
میں بھی قدموں کی غرض سے حاضرِ خدمتِ عالی ہوا ۔ اور بھی کچھ لوگ اس وقت  
حاضر تھے ۔

ایک صاحب نے تذکرہ کہا :

جنگل کی طرف میں نے ایک جوڑا جنگلی چکور کا دیکھا ہے ۔

آپ نے فرمایا :

کیا تم میں سے کوئی پائے گا ۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے خواہش نامہ ہر کی ۔ تو آپ نے ارشاد

فرمایا :

”پکڑ لاؤ ۔“

بس وقت وہ اس جوڑے کو پکڑنے لگا تو اس نے جا کر کسی کسی ہوٹی

پیز کی طرح اٹھا لیا ۔ چکروں نے اپنے مقام سے جیش نہیں کی ۔

حضور کے حکم سے چکروں کے بآسانی آجائے پر اس وقت ہر

کہہ دہ کو حیرت فیضی ۔

میں المقادین میں ہے کہ حضور انور دول شریعت میں قیام پذیر تھے اور

زناء مکان میں استراحت فمار ہے تھے کہ یہاں کیکا یک پیغام نیشاں آئنے لگیں اور ان

کی اس تدریک شرست ہوئی کہ محبت اور فرش اور مکان کی سب دیواروں میں وہی

نظر آتی تھیں ۔

سترات گھر اسے لگیں اور عرض کرنے لگیں :

چینو میوں سے پناہ نہیں ہے ”

آپ نے مکلا کر فرمایا :

”کہاں ہیں ؟ ”

یہ فرمانا تھا ایک دم سے سب غائب ہو گئیں .

ستید معروف شاہ صاحب دارالنّاتل ہیں :

میں نے دیکھا ہے کہ اکثر آپ کے بستر چینو میاں کشیر تعداد میں پڑھ آتی ہیں . تو آپ فرماتے تھے :

”مکان کے کوئوں میں شیرینی والد و چینو میاں بھوکی ہیں ”

چنانچہ تعییل ارشاد کی جاتی تھی اور اس کے بعد وہ چینو میاں خود بخ غائب ہو جاتی تھیں . کوئی ایک بھس نظر نہ آتی تھی .

اسی طرح دیگر جانوروں کے بھی واقعات ہیں جن میں سے بعض کا ذکر ہے :

یعنی حسین علی صاحب نواب دارالنّاتل زیندار سادہ منور بروائیت یعنی

رجیم بخش صاحب متوفی گدیر تحریر فرماتے ہیں :

حضور پر نور ایک مرتبہ سیر دیاحت فرماتے ہوئے تشریف لائے تو ایک دن گدیر میں بھی ہمارے مکان پر قیام پذیر ہوئے . حضور نور کے شاہ کا زمانہ تھا . ہمارے دروازہ کے سامنے نیم کے سارے میں حضور پر نور نے استراحت فرمائی .

یعنی رجیم بخش صاحب کا بیان ہے کہ میں اور میسر بھائی منصب علی اور کچھ لوگ بھی وہی حضور کی خدمت میں حاضر ہے اور جب نیندا نے مگل تو کچھ فاصلے سے ہم لوگ پڑ کر سور ہے .

اضفت شب کے بعد بھائی منصب علی بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور پر نور کے بستر پر بھیر دیا ہے . وہ یہ دیکھ کر گھر اسے لے گئے اور سور و غل

پہانے گے۔ سب بجاں آئے۔ وہ بھاگ گیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ خود حضور انور کی خدمت عالی میں مانسہر ہوا تھا۔

مولوی احمد حسین صاحب دارثی متوفی رہا انواع ضمحلہ بارہ بنکی

نائل ہیں:

ایک سگ مادہ میری پر دردہ تھی مجھے اس سے اش تھا۔ جب حضور میرے سکان پر تشریف لائے تو حضور انور کے سامنے جس وقت خاصہ پیش ہوا آپ نے اپنے دست مبارک سے دستِ خوان سے آٹھا کہ ہر ایک پیز اسے عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا:

”یہ کتیا ڈھمی ہو گئی ہے، اس کو موگک کی وال کی کچھ بھی دینا پا ہے۔“

واثقون سے نہیں چاہ سکتی؟“

جب رات کو حضور پر انور کے سامنے کھانا پیش ہوا تو وہ موجودہ تھی اور کھانا بڑھانے کے وقت ہمک نہیں آئی۔

جب بعد میں آئی تو میں نے اسکو کھانا دیا مگر اس نے نہیں کھایا۔ میں نے حضور انور سے عرض کیا کہ وہ اس وقت کچھ نہیں کھاتا۔

آپ نے فرمایا:

”ڈھمی ہو گئی ہے۔“

دوسرے دن جسم کو حضور پر انور تشریف لے گئے۔ میں بھی بڑا کاڑی ہمک حضور پر انور کے ہمراہ گیا اور دوسرے روز والپس آیا تو معلوم ہوا کہ میرے پیچے میں اس نے کچھ نہیں کھایا۔

میں نے اپنے خواہزادے سے یہ کیفیت بیان کی تو اس نے کہا:

”حضور انور کے ارشاد کے بوجب اس کو موگک کی کچھ بھی دی جائے۔“

چنانچہ کچھ اکر دی گئی تو اس نے تقدیمی سی کھائی اور تقدیمی سی اپنے دو نوں ماتھوں میں لیکر جیاں حضور انور نہست داستراحت فرماتے تھے

دہاں آپی اور پیکر کا سی مقام پر اپنا سراپنے ہاتھوں پر پیکر منجھوں ہوئی اور دم ترڑ دیا۔

میں نے اس کو مرستے کے بعد وہن کیا۔۔۔ اللہ اکبر اس وقت بھیب عالم تھا۔ اس کے انداز سے ایسی بانشاری و محبت متر شیخ ہوتی تھی کہ میں اب بھی جب خیال کرتا ہوں تو یہ سیرت یاد رہ جاتا ہوں۔

مشی خاں حسین مارہروی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پر نور کے والد ماجد سید ناقربان علی صاحب حب رضی اللہ عنہ کا عرس تھا میں بھی دیوہ شریعت میں ماحضر تھا۔ حسب معمول بہت بڑا جمع تھا۔

میں بازار میں موجود تھا۔ کسی شخص نے چالاکی سے ایک دکان پر سے بید اٹھایا اور چل دیا۔ سرراہ ایک سیاہ کتا سر شیخ کے ہوئے چلا تھا۔ وہ یکبارگی الٹھ کھڑا ہوا اور اس شخص کا پاؤں پکڑ لیا اور چھپڑائے نے بھر بھی چھوڑا۔ تو اس شخص کو کچھ خیال ہوا اور وہ دل ہی دل میں کچھ سمجھ کر اس بیہ کی قیمت اوکرنے کے لیے اس دکان کی طرف چلنے لگا تب اس کوئتے نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے اور وہاں سے چلد دیا۔

اس شخص نے اس بید کی قیمت اوکر دی۔ اس وقت میں بھی اس داقعہ کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ اور لوگ بھی بغور دیکھ رہے تھے۔ سب کو سخت تعجب تھا۔

شیخ حسین علی صاحب دارثی زمیندار سادہ مشونا تمل ہیں کہ ایک مرتبہ سید ناقربان علی شاہ صاحب حب رضی اللہ عنہ کے عرس شریعت میں ایک چوبے کا گھوڑا چوری چلا گیا۔ لوگوں کو ٹرپی تلاش و سنجو ہوئی سب پریشان و منتظر پھرتے تھے اسی حالت میں یہ اس طرف چلا گیا تو میں نے کہا کہ حضور انور کی خدمت عالی میں جا کر عرض کرو۔

وہ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تو اپنے مکر کر فرمایا:

”سیر کر کے آجائے گا۔“

تمام لوگ میلے میں تلاش کرتے کرتے ہو رکھے گواں کا پتہ نہ چلنا تھا رجل  
بالآخر وہ پڑے اور اس کے سب ہمراہی مایوس ہو کر ٹھیک گئے۔ شام کو دیکھتے  
کیا ہیں کہ خود بخود گھوڑا اپنے تھان پر آموجہ ہوا۔

ہر شے میں حضور انور کے تصرفات فیض آیات کا ٹھوڑا تھا اور درندو پر زند  
سب پر آپ کی باطنی حکومت کا اثر تھا۔ وہ موزی جانور بخوبی اینہا پہنچائے باز  
ہیں رہتے ان کے زہر انور خلے سے بھی حضور انور محفوظ رہے اور اس موزی  
جانور کو اپنی ایزار سانی کی قدرت کی طرف سے سزا ملی۔

چنانچہ سید معروف شاہ صاحب دارالشیخ نائل ہیں کہ آستانہ عالی کے تربیت  
مشهد علی سپاہی کا گھر تھا۔ اس کے مکان میں ایک مرتبہ حضور انور استراحت فرم  
رہے تھے کہ ایک بہت بڑا کالا سائب صحبت پر سے حضور انور کے اوپر گرداڑا  
جس کو دیکھ کر سب مسترات متوضش ہو گئیں بلکہ اپنے اس کو درست بمارک  
سے اٹھا کر چھینک دیا۔ اٹھاتے وقت اس نے حضور انور کے انگوٹھے میں کاش  
کھایا۔ اسی وقت آپ نے پانی منکھایا اور عسل فرمائے گے۔

اس سائب کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ سا نئے ٹپا ہوا خود بخود سرپکتا  
تھا اور آخر کار سرپکتے پکتے بخیر کسی کے مارے آپ ہی مرجیا۔

اس خبر کو شن کر میں بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بھی بہت  
سے لوگ آگئے اور عرض کیا،

”کچھ دو اونچیرہ جلد می ہوں چاہیے“

آپ نے قسم سے ارشاد فرمایا،

”بس ہنالینا کافی ہے“

اس کے بعد فرمایا،

”عاشقی کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔ نہ سائب کا زہر رکھ سکتا  
ہے زیر کھا سکتا ہے“

حضرت انور کے تصرفات فیض آیات کے جواہرات مرتب ہوتے تھے

ان کا بیان نہایت مشکل ہے۔

آپنی بات میں غیر مولوی خوبیاں سہرتی تھیں اور بغیر قصد و بلکہ ارادہ آپ کی ذات محدود احصافت سے خوارق عادات کا فلہر ہوتا تھا۔ آپ کی بیشار سرمیں زبانِ زخمیں دعام ہیں۔

## برکاتِ دعوت

یہ توظیہ ہر ہم کے حضورِ انور از سرتاپِ حسن و عشق کی محض صوری تھے اور ہر کو وہ آپ پر شار رہتا تھا۔ حضورِ انور کی طرف مخلوقِ الہی ٹوٹ لوٹ کر گرتی تھی جس طرح سس کے گرد پروانے قربان ہوتے ہیں اسی طرح اس عملِ شبِ چرانگِ ولایت کے گرد انسانوں کا جنم ہوتا تھا اور جو وہ یکھتا تھا اس کے دل میں یہ حوصلہ اور امنگ پیدا ہوا جاتی تھی کہ میں کس طرح اس محبوب اور عیمِ الشال صورت پر قربان ہو جاؤں، کوئی نایاب چیز اس وقت وستیاب ہو جوان پر قربان کروں، کہاں سے دو لت ہاتھ آجائے جوان پر ٹوادوں۔ غرضکے عجیب فیضتگی کا عالم ہوتا تھا اور جانشاری اور فیضتگی میں ایک درست پریبعت لے جائے کی کوشش کرتا تھا۔

سلسلہ عالیہ وارثیہ میں بعض نسلِ تعالیٰ بڑے بڑے ذمی مخدرات حاصل بر دو لت دشودت رو سا امر ۱۱ یہے موجود ہیں جن کے نزدیک سینکڑوں ہزاروں کیا لاکھوں روپے صرف کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

اپنے اپنی دو لت کا اگر کوئی حصہ حضورِ انور کی جان شار میں زیبان کر دیا اور عوامِ الناس کے نقطۂ تکالیف میں پڑا ساز و سامان کیا، بڑی حوصلہ مندی کی ہے کچھ خرچ کی تو گوan کی ایسی فیاضی و دریادلی و عالیٰ ہتھی ہر طریقے قابل تحریک و افرین ہے۔

گر کیا یہ سب اس غریب کی حوصلہ مندی کا مقابلہ کر سکتی ہے جس نے آپنے اہلِ عیال اور تن بدن کو تخلیف پہنچا کر صرف حضورِ انور کی بہانہ نہیں اور

اپنے گھر پر ملائے کی آرزو میں پیسہ پیسہ اور دھیلہ دھیلہ جمع کیا اور حضور پر نور  
کی ہمان کاشرشت حاصل کیا۔  
آنی المقتضت اس شخص کی عالیٰ تباہی و اذاؤ حوصلہ مندی الائچی سارے ہے  
جو گھر بیس نہ کچھ اخلاش رکھتا اور سامانِ امارت ہے۔ وہ ہے اور اُس  
کی بیکھی و غربت ہے:

### اگر بہیاں کند بہرام گورے

شہ چوں پائے لمح باشد ز سورے

حضور انور کی باریک بیں اور حقیقتی شناسِ ملکا ہوں میں ان غرباً کی جیسے  
قدروں منزراتِ تھیں اور جس شوق درغبت سے پیارہ پا ان غربوں کے مکان  
پر تشریف لے جاتے اور ان کی خاطرداری اور دلداری کے خیال سے جیسے  
بے تحفظ پایم کرتے وہ ایک درجہ اخلاص کرتی ہیں۔

حضور انور کی ہمانداری کا شرف زیادہ تر ایسے ہی لوگوں کو منصیب ہوا  
ہے جو تنہ اپنی شہید کے مقامِ احتجاج تھے۔ اور جن کے یہاں مال و متعاع کے قسم سے  
کوئی چیز سوائے نامِ خدا کے نہ تھی۔

حضور پر نور کی یہ تو عادت ہی تھی کہ جس کسی کے ہاں پہنچے تھہرے پھر آخر  
وتنتہک اسی کے یہاں ظہرتے رہے۔ امرا اور دوساری کی خاطرے کمپن حضور نے  
جائے قیام کو تبدیل نہیں فرمایا۔ اور اس حضوریت میں زیارہ تعداد غرباً کی  
ہے۔ جو صفت اول میں متاز طور پر نظر آتے ہیں اور ان کو یہ عز و شرف ہے  
ہے امرا اور دوسارے مقابلہ میں حاصل ہے کہ حضور پر نور ہیشہ ان کی عزت انسانی  
فرماتے اور ان کی عربت کو سیہیہ سامانِ امارت پر ترجیح دیتے رہے۔

غرباً میں زیادہ تر شہرت ہے کہ حضور انور ساگ پڑی دال پڑے شوق  
سے کھاتے۔ ارہر کی دال کی کچھ طبی اور پو دینہ کی چیزیں بست پسند فرماتے تھے اور  
بچوں سے اور خرمنہ کے ساگ سے آپ کو بڑی رغبت تھی۔

اور جن امراء نے آپ کی دعویٰ کیں وہ کہتے ہیں:

شیر بخوبیت مرغوب تھا۔ شامی کتاب سے خاص رغبت تھی فیرینی  
بہت مرغوب طبع الطیف تھی۔  
اس سے پڑھتا ہے بیساک اکل شرب کے ذکر میں کھا کیا کہ آپ کو کسی  
چیز سے رغبت تھی نہ انگرست تھی۔ آپ کو میر بانوں کی دلداری کا خیال تھا  
اور بس۔

عزیزاً کو حضور کی خدمتِ عالی میں جو خصوصیات حاصل تھیں ان کا غیر  
تذکرہ ہو چکا۔ ان کی جان شاریاں اور شریت اولیت اخرویت تھیں ان کو  
حاصل رہا وہ ان کے لیے سرمایہِ نجٹ و نازیں۔  
فی الواقع ان عزیزاً کے ذکر کے سلسلے درود میں لکھے جائے کے  
قابل ہی جنہوں نے جان پر کھیل کر نہاندری کی اور کچھ پس دپیش رکھیا۔  
سید علی حامد شاہ صاحب سجادہ شیخن ساندھی منتشر ہر دو دنی برداشت  
مشی صادق علی صاحب ساکن گوپا منڈل ہر دو دنی تحریر فرماتے ہیں۔  
حضور انور کے ایک مرید کو جو نہایت غریب تھا اور جس کے یہاں حضور  
پڑھا کرتے تھے حضور کی تشریعیت اور ہی کی اطلاع میں وہ اس خبر سے بہت  
پریشان ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت اس کے پاس تیس گز گاڑھ کے سوا اور کچھ  
نہ تھا اور حضور انور کی مہمانواری کچھ آسان نہ تھی ایک انبوح کشیر ساتھ پڑھتا تھا۔  
اور سینکڑوں شخص جا بجا سے ہمراہ ہو جاتے تھے۔

وہ اسی پریشانی میں تھا کہ اس کے ایک عزیز نے اکھیا: ”کچھ درپیسا درزیور  
رکھ لو چند ماہ کے بعد مجھے خروت ہو گی جب لے لوں گا۔“  
چونکہ چند ماہ کے لیے انہوں نے مشروط کر دیا اس لیے اس غریب  
کو خیال پیدا ہوا کہ یہ غیبی اما دہی سے کھو دیں۔ بعد میں انکو کوشش سے اتنا  
روپیسے جس کرلوں گا۔ اس وقت اس روپیسے سے حضور انور کی مہمانواری  
کرن چاہیے۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب حضور انور خودت ہونے لگے تو۔

ارشاد فرمایا:

"پرانے مال سے مہمان فرمازی کرتے ہو۔"

اس نے عرض کیا، "حضور نے علاوہ فرمایا ہے گریہ سب ادا  
کر دوں گا۔"

حضور اوزرنے فرمایا:

"ہاں ہاں قرارداد کے بوجب سب دیدیا۔"

چانپ حضور اوزر کی ارشاد کی برکت سے بہت جلد اس غریب کے پاس  
روپیہ صح ہو گیا اور اس نے امانت کی صورت میں کڈلیا اور طلبہ کرتے  
ہی دیدیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غربائیں کمقدار جذبات محبت اور کتنی  
حوصلہ مندی تھی کہ وہ اپنی بساط سے زیارت حضور اوزر پر مال قربان کرنے کا حوصلہ  
کرتے تھے۔

مال والوں کا مال خرچ زیادہ قابل تحریف نہیں ہے کیونکہ وہ بفضلہ  
استطاعت رکھتے ہیں اسی لیے اس تابلی ہیں۔ ان پر خدا کی طرف سے بھی  
چ ورکوہ و قربانی و صدقہ فرض ہے مگر جس کے پاس کچھ نہیں ہے اس کی جانب  
شاری اور قربانی دیکھنے کے قابل ہے۔ حقیقت "یہی غلبہ عشق و محبت  
ہے۔"

رتبا شہید عشق کا گر جان جائیے  
قربان جانے والے کے قربان جائیے

غربائیک یہ حالت تھی کہ وہ برتلن اور سامان و زندگی کی ضروری چیزوں کو  
یعنی ڈالتے تھے اور حضور پر زور شارکرتے تھے۔ حالانکہ حضور اوزر یہ فعل  
پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی شخص زیر بار ہو اور وہ اپنی مقدرت سے  
زیادہ خرچ اخراجات کرے، مگر مسرسط الحال لوگ یعنی قرض یتیے، زیور  
رہن رکھتے تھے اور آپ پر زر و مال قربان کے بغیر باز نہیں آتے

تھے۔

چنانچہ شیخ حسین علی صاحب لزاب داری مسٹر نامن سارہ مشونا تسلی ہیں  
کر حضور پر نور نے مجھ سے بارہا اخبار نما راضی فرمایا :  
”تم قرض نہ لیا کرو، جو گھر ہیں موجود ہو وہ ہمہ نوں کے سامنے پیش  
کرو یا کرو۔“

مگر اپنے بوش و خوش میں ہر شخص محظا اور یہی خیال کرتا تھا کہ ہم  
کہاں سے خزانے لائیں جو حضور پر نور کرے۔  
جو لوگ حضور پر نور کی دعویٰ کرتے وہ نیز و برکت کا بے انتہا طور پر کیتے  
تھے۔ حضور انجیال تشریف لے جاتے راستے میں ادھراً دھر سے زائرین کی بیڑ  
نگ جاتی تھی راہ چلتا دشوار ہو جاتا تھا۔

حضور انجیال جس کے پیاس و غوت تناول فرماتے اس کے پیاس کے کھانے  
یہی بے انتہا برکت ہوتی تھی یہ ایک عام بات تھی اور ہر جگہ ایسا ہوتا تھا  
کہ بیٹھنے اور میسوں کے کھانے کا انتظام ہے ان سے کہیں زیادہ نہماں موجود  
ہیں۔

مولوی علی احمد خارصا صاحب وکیل آگرہ کھکھتے ہیں :

۱۳ اپریل ۱۸۹۶ء کو حضور پر نور ایسے وقت میں آگرہ تشریف لائے  
کہ آفتاب عزوب ہو چکا تھا اور کچھ رات بھی گئی تھی پہلے سے تشریف آؤ کی  
کی املاع نہ تھی حضور کا خاص اسٹاف بہت آسان سے تیار ہو گیا مگر زائرین کی  
کثرت ہو گئی جو کھانے کے وقت بھی دو دھانی سوآدمیوں سے کم کا مجھ  
نہ ہو گا۔

اس وقت جلدی میں یہ خیال آیا کہ جس قدر کھانا مسلمان باور جیوں  
کی رکھنے پر مل جائے وہ خرید لیا جائے۔

چنانچہ ناؤقت ہونے کے سبب کھانا بھیں تملیل و تیاب ہو سکا۔ جو  
کھانا خریدا گیا وہ کس طرح سب زائرین کے لیے کافی نہ تھا۔ مگر مجروری سے

اسی کھانے کو کھلانا شروع کیا۔ تو سب کو کافی ہو گیا۔

اس واقعہ پر بہت تمجہب تھا مگر اس لحاظ سے کچھ تمجہب بھی نہیں ہے کہ مجسے میسکر عزیز حکیم الجد علی خان صاحب فیروز آبادی اور ان کی مشیرہ صاحب نے بیان کیا کہ جب کبھی حضور پر فوپیر و زاباد تشریف لائے تو کبھی وس سیرا اور میس سیرے سے زیادہ عجش کا کھانا نیار نہیں ہوا۔ اور حضور کے سب ہمراہیوں نے شکم سیرہ کھایا۔ خواہ وہ کسی تعداد میں ہوں مگر کھانا کم نہیں ہوا۔ حالانکہ حضور انور کے ہمراہ کثیر مفعح۔ ہوتا تھا۔

مشی عبد الخنی خان صاحب دارالٹ ناتھیں ہیں کہ جب حضور پر فور میر کی استعدا سے میسکر پور وہ میں تشریف لائے تو میں راستہ وغیرہ میں سب مہماںوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میسکر ایک عزیز بوجوڑے رئیس اور دولت منڈ شخص تھے انہوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ جب حضور ہمارے یہاں تشریف لے جائیں تو راہ میں میرا موضع ہے یہاں ضرور ایک روز قیام کریں۔ سب مہماںوں کے لیے بہت اچھی طرح کھانے وغیرہ کا انتظام رہے گا۔

انہوں نے اتنا اصرار کیا کہ میں مجبوڑ ہو گیا۔ اس لیے جب میسکر پور وہ میں تشریف لے جانے لگے تو میں نے ان کو اطلاع دیدی اور بالکل بے نظر ہو گیا۔ مگر احتیاطاً چار سیرا کٹا چار سیرا چاروں اور اسی مناسبت سے دال کھی گوشت وغیرہ اپنے ہمراہ لے لیا۔

جب حضور انور رائے بریلی تشریف لائے تو یہاں سے تقریباً تین سو آدمی حضور پر انور کے ہمراہ ہو گئے۔ جب اس موضع کے قریب پہنچے تو مولوی ابراہیم حسین صاحب دکیل سے حضور انور نے فرمایا:

”جا کے دیکھو تم لوگوں کے ٹھہرے نے کا بھی کہیں انتظام ہے؟“

مشی عبد الخنی صاحب تبلہ دارشی کا بیان ہے کہ مجبوڑ کو کامل یعنی تھا کہ وہاں سب انتظام درست ہو گا مگر یہ تعیین ارشاد عالی میں بھی گیا تو عجیب

اگر اور کچھ کرنے تھے تو اس صاحب میں شان کا کوئی سپاہی یا چرکیدار بھے۔ نہ خدا کے  
بے کوئی بھی تخلیق تھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے حضور انور کو اپنے بھائی تھے  
وہ حدیبیان سے باہر ہے۔  
میں دل ہی دل میں کہتا تھا کہ استھنہ جلد کی کہاں سے ڈیرے خیے آئیں  
جس سہرا ہیوں کی آسانی کا انتظام ہو۔ کیونکہ حضور انور کو اپنے بھائی دامت دوت  
کا بہت خیال ہے۔

اس وقت جب کوئی شخص کا نظر آیا تو میں کو رُش آٹ وار ڈس کے  
دفتر میں گیا۔ اور مکان خالی کر لایا۔ حضور انور خود بخود وہاں تشریف لے آئے اور  
استراحت فرمائے گئے۔

میں نے وہ جنس جس کا جگہ عجمی وزرن دس سینے سے زیادہ نہ تھا اپنے ملازموں  
کو دی اور تاکید کی کہ جلد ہی کھانا تیار کریں۔  
مجھے عجلت تھی کہ میں کسی طرح حضور پر نور کے سامنے درستخوان پیش  
کر دوں۔

بیسے ہی کھانا تیار ہوا میں نے حضور پر نور کے روپ و میثاق کیا جنہوں نے  
نے حسب سعول اسی قلیل تقدیر میں جو نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی تناول فرمایا۔  
اس کے بعد میں نے بیس آدمیوں کو بھایا تو انہوں نے بھی کھایا اور کھائے میں  
کوئی کمی و معلوم ہر لی۔ چنانچہ دو مرتبہ اور بیس آدمیوں کو بھایا گیا پھر بھی  
کھانا کم نہ ہوا۔

جب سانچہ آدمی کھا کیے تو میں کہا کہ اب مہانوں کی میز بانی خود حضور ہی  
فرما رہے ہیں۔

میں نے بیس پیالوں میں سالن اور دال نکلو اکر کھدی اور تقریباً دو سو  
آدمیوں کو ایک دم سے بھایا۔ اس پر بھی کھائے میں کوئی کمی نہیں معلوم ہوئی  
پھر اسی تقدیر اور آدمیوں نے بھی وہ کھانا کھایا اصل بدستور پختہ رہا۔  
تین سو آدمی سے تو کم حضور انور کے ہمراہ نہ تھے اور سو اسو کے قریب

اسی موضع سے آگئے تھے۔

کہاں دس یہ روز اور کہاں چار سو سا چار سو مہان اور سب آسودہ ہاں  
ان سب کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی کھانے کی وجہ مختاری نہ  
پڑے رہی اور وہ رات کو صرف ہوا۔  
یہ واقعہ ایسا یادگیرت انجیز تھا کہ ہر شخص کی عقل پر کام نہیں کرتی تھی کہ کیا  
ماجراء ہے۔

شیخ حین علی صاحب نواب دارثی زین الدین سادہ متولی تھے میں کہ  
حضور فرمیرے یہاں تشریف لائے تو میں نے سو ادمیوں کے کھانے کا  
انتظام کیا تھا۔ مگر آپ کے ہمراہ زائرین کا کثیر مجمع تھا تقریباً چار سو ادمی ہو  
آپ نے فرمایا:

”حین علی مجعع بہت ہے۔“

میں نے عرض کیا:

”حضور کوئی حرج نہیں ہے۔“

حضور میری دیر میں حضور پر فرنے ایک قصہ پیرا فرمید کا بیان فرمایا:  
”میری بہت پریشان حال تھا اس کے یہاں آدمی زیادہ آگئے فرمید نے  
پیر کے قدموں میں سرکھ دیا کہ آبرو آپ کے ہاتھ ہے۔ پیر نے کہا، ”تم ہماری  
چادر و ٹیکوں پر ڈال دو اور بسم اللہ کہ کر دیتے رہو۔ اس نے یہی کیا اور سب  
نے کھایا۔“

میں اس ارشاد عالی کا مطلب سمجھ گیا اور بلبوس مبارک کو کھانے پر  
ڈال دیا۔ سب نے بغفلہ خوب آسودہ ہو کر کھایا۔

مجھے یہ بارہا تجربہ ہوا ہے کہ حضور اندر جب ہمان ہوئے تو کھانے میں  
یادگیرت انجیز درکت ہوتی۔

چودہوڑی خلاجیش صاحب دارثی متولی اگرہ مقیم اٹاواہ بیان کرتے  
ہیں کہ میری رٹکی کی شادی تھی۔ جہاں سے برات آٹی وہ بہت دولت مند

گھر تھا۔ مجھے خیال تھا کہ برات میں بہت آدمی آیش گے اور شادی بیاہ کا معاملہ ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بدنامی کا سبب ہو جائے۔ اس لیے میں حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوں اور عرض کیا:

”میری لڑکی کی شادی ہے اور ٹری جگہ سے برات آئے گی“  
آپ نے فرمایا:

”کوئی بات نہیں ہے“

میں چلا آیا اور اندازہ لگا کر کھانے دغیرہ کا انتظام کیا۔ فرینی کی تشریفی اور دوسرے برتن خاص تعداد میں تھے۔ جب برات آئی تو امیدے کیس زیادہ بھت تھا۔ میں نے حضور انور کا طبیوس مبارک کھانے پڑا۔ دیا اور کھلانا شروع کیا۔ تعجب پر تعجب تھا کہ فرینی کی تشریفیاں جو فی کسی ایک کے حساب سے تھیں اور سب چیزوں اس مقدار میں تھیں جو بچپن خراب نہ ہوں ان میں استقدار برکت ہوئی کہ ایک ایک شخص نے چار چار مرتبہ فرینی کی تشریفیاں اور اس طرح دوسری چیزوں طلب کیں اور سب کو دی گئیں گروہ میں کم نہ ہو میں اور سب کھانے تھیم کے لئے گئے۔  
مجھی کرنیں سب منتظریں اور برات والوں کو حیرت تھی۔ حضور انور کے اشارے عالی کا یہ نتیجہ تھا۔

## شفتے امراض

حضور پر انور کی ذات محروم اصفات سے  
دینی و دینیوی دونوں قسم کی برکات

کا ظہور ہوتا تھا جس طرح حضور انور امراض روحانی کے طبیب حافظ تھے اسی طرح امراض جسمانی بھی آپ کے ایک اشارے سے زائل ہوتے تھے۔  
یہ عجیب لطف ہے کہ آپ نہ کوئی دوا بتاتے نہ دعا فرماتے نہ سلب مرض کا کوئی عمل کرتے کیونکہ عمل تعریز گندہ دغیرہ کی آپ کے سلسلہ عالیہ میں سخت مانع ہے۔ مگر ایک اشارہ میں مریضوں کو صحت ہو جاتی تھی۔

حیثیت حضور انور کی زبان می خلی تر جان ہی میں تاثیر میں جاتی تھی جو شکار ہو  
بامن طور پر نہ ہوتا تھا۔ سبی نہیں کہ تمہاری پیش رو بروج حاضر ہوا اسی کو شکا ماحصل  
ہو جاتے۔ بلکہ حاضر و ناہب جو حضور سے تعلق ہوتا تھا ان کی دلگیری  
فرماتے تھے۔

چنانچہ مولیا یا حیر و ارشی عین البیعت میں مکتے ہیں کہ مولوی قاسم علی صاحب  
رمیں فتح پور کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ حضور پر نظر نہیں پڑتے۔

ایک مرتبہ براہم پور میں مولوی صاحب موصوف سخت علیل ہو گئے اسی  
زمانہ ملاقات میں جبکہ ان پر عفت طاری تھی انہوں نے دیکھا کہ حضور انور سے  
کھڑے ہوتے فرماتے ہیں کہ،

”مولوی مولوی اب کیوں یہ دنماش انہیں کرتے مرض تو کچھ بھی نہیں ہے“  
یہ ارشاد سنکر مولوی صاحب چونکہ پڑے تو دافعی کچھ بھر پڑنے تھا۔  
وہ ہدایت عقیدت و محبت سے حضور انور کی خدمت باہر کتے میں حاضر ہو کر  
شرف بیعت سے شرفیاب ہوئے۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی مؤلف عین البیعت نے مکھا ہے  
کہ ایک شخص رادا پنڈی میں سخت علیل تھا۔ اس کے علاج سے طبیب و داکٹر  
سب عاجز ہو گئے۔

وہ ایک شب کو روئے روتے سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ  
کہ ایک احرام پوش بزرگ تشریف لائے اور فرمایا:

”کیوں گھبرا تا ہے۔ تو ا تھا ہو گیا۔ ہاتھ لا کر تیری بیعت لی جائے“  
اسی درمیان میں اس کی آنکھ کھل گئی تو اس نے اپنے آپ کو صحیح و تنہ  
پایا۔ صرف ضعف کی شکایت تھی وہ بھی جانی رکی۔

وہ رادا پنڈی ہے پتہ لگا کر دیوہ تشریف آیا تو جیسے ہی اس کی  
نظر حضور انور پر پڑی تو اس پا خستہ ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔

مرتے ہو دکر مشتاقِ احادیث بورم

حضور انور نے فرمایا :

”ہم تمہارے ساتھ ہیں مجتہب ہے تو کچھ دوسریں بجاو اور کچھ غیرہ سنوں  
ان داقتاعات سے ظاہر ہے کہ جس طرح حضور پر فون لوگوں سے  
مالکِ خواب میں بیعت لیتے تھے اور اس کو اُسی بیعت کی طرف جائز رکھتے  
تھے جو حالتِ بیداری میں ہوئی ہے اسی طرح لوگوں کو دوسرا فرانسیسی  
عالیم روایا میں حاصل ہوتے اور بیداری میں ان کی اصلاحیت پانی جاتی تھی  
جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور انور ظاہری و باطنی طور پر کیاں فیض  
رسانی فرماتے تھے ہے :

عین غفلتِ مریم بیداری ہے اللہ اللہ  
عین الصیلنگ میں ہے کہ چند گڑھ میں حضور انور مقیم تھے ایک غار کو  
حاضر ہوا بس کو جذام کا عارضہ تھا۔  
وہ غایتہ ارادت کی وجہ سے دوسرے بیٹھا ہوا چلا چلا کر روتا تھا اور کہا  
تھا :

”میاں اب میرا تھوڑے کون پکڑے گا۔ سب کے مولا تو آپ تھے ۔۔۔  
دودن تک وہ اسی طرح حاضر رہا۔

جب حضور انور نے اسکا اشتیاقِ بیعت حد سے متباہز دیکھا تو  
ارشاد فرمایا :

”میں تجھکو اسکھوں سے مرید کرتا ہوں۔ مجھے اپنی طرح دیکھ لے:  
اس کا دیکھنا تھا کہ اسی وقت اس کو مرضِ جذام سے صحت ہو گئی۔  
اور عالمِ ذوق و شوق میں اس کی کیفیت دید کے قابل تھی۔  
چھ ہوڑی راحتِ حسین صاحب تعلق دار امداد نہ ضلوع سیتا پور کا واقعہ  
ہے :

وہ ایک مرتبہ کھائی اور بخار میں بدل ہو گئے اس مرض نے یہاں تک  
ترنی کی کہ کسی نے دتی اور کسی نے سل تجویز کی، کمزوری میں یہاں تک بڑھ کر

چنان پھرنا و شوار ہو گیا۔ غذا کی خواہش باکل نہیں ہوتی تھیں بیچلنی سے راتوں کی  
مینڈا اور جسمی تھی۔

اسی روزانہ میں حضور پر نورِ صبح را ماذ کو تشریف لے گئے اور چہرے  
صاحبِ موجودت کی کوئی بھی میں قیام فرمایا۔

چہرے سی راحتِ حسین صاحب کا بیان ہے کہ شدتِ مرض سے میں  
«حضور از نور کی خدمتِ عالی میں حاضر نہ ہو سکا۔

جس روز حضور پر نورِ رخصت ہونے لگے تو مجھکو نورِ محمد شاہ خادم کے  
ذریعے سے خلب فرمایا میں بیکل تمام حاضر ہو اور دستِ بوسی اور قدموں سی  
کے بعد بیٹھ گیا۔

آپ نے مجھکو ملاحظہ فرما کر نورِ محمد شاہ صاحب سے فرمایا:

«راحتِ حسین بہت صلیٰ ہو گئے ہیں۔»

اپنوں نے عرض کیا «حضور یہ بہت عرصہ سے عالیل ہیں۔»

پسکر آپ نے فرمایا:

«تم کو کیا معلوم یہ تو ہمت اپنے میں صرف دبليے ضرور ہو گئے۔» لکھر  
سے کر دیپی ارشاد فرمایا،

یہ تو ہمت اپنے میں لا غرمی بھی جاتی رہے گی۔»

یہ فرماتے ہی حضور از نور امدادِ حکمراء ہوتے ارشاد فرمایا:

«اوہ راحتِ حسین ہم تم مل تو لیں۔»

چہرے سی راحتِ حسین صاحب کا بیان ہے کہ اس ارشاد سے میں نے  
سمحا کر حضور پر نور جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں شفقت و عنایت ہے۔ اب  
میرا وقت قریب ہے اس سیے میں قدموں کی طرف جکٹنے لگا۔

فرمایا:

«اوہ مل تو۔»

یہ فرمائے حضور از نور نے آغوشِ مبارک میں لے لیا۔

اس کے بعد حضور پر نور نے نشست فرمائی اور پھر نور محمد شاہ  
سے فرمایا:

« راحت حسین تو بالکل اپنے ہیں انہیں کوئی مرض نہیں ہے ۔ »

انہوں نے عرض کیا:

« حضور بجا ہے ! ۔ »

حضور انور نے اسی طرح تین مرتبہ معاف نظر فرمایا اور رخصت کر دیا  
چونہری راحت حسین صاحب خود بخیر فرماتے ہیں :

« میں نے اپنی حالت کی طرف خیال کیا تو خدا علیم ہے کہ سوائے لاغری  
کے کوئی مرض کی شکایت باقی نہ تھی۔ اس وقت میں نے سرخ کیا :

« میں حضور کو سنبھالنے کے لیے ایشیش تک پلول گا ۔ »

حضور نے فرمایا:

« تم ابھی بہت دبليے ہو، ابھی بیماری سے اچھے ہونے ہو ۔ »

میں نے عرض کیا:

« میں نواب حضور کے کرم سے بالکل اچھا ہوں ۔ »

فرمایا:

« بہتر ہے ۔ »

چنانچہ میں بنے سکھنگھوڑے پر سوار ہوا اور حضور انور کو سنبھالنے کے لیے  
ایشیش تک گیا۔ اس وقت کی کیا کیفیت بیان کروں طبیعت تھی کہ شکفت ہر بڑی  
سمی۔ دل تھا کہ فرط انبساط سے باغ با غ ہو رہا تھا۔

آہ حضور انور کی شفقتیں یاد آتی میں تو کیلچہ منہ کو آتا ہے کیا نزاں و کرم  
کیا فیض و برکت کی سرکار تھی۔

مشی عبد الغنی خان صاحب دارثی رئیس پور وہ عنی خان صلاح رائے بولی  
کھلتے ہیں کہ میں ہر سال حضور پر نور کے والد بنا جدر رضی اللہ عنہ کے عرس تشریف  
میں حاضر رہتا تھا ایک سال میں بیمار ہو گیا اور میں نے ایک عرض کے ذریعے

اپنی بحیرہ کا حال لکھ کر حضور انور کی خدمتِ عالی میں ارسال کیا تو آپ نے  
سیکھ ملازم کو ایک تسبیح سفید جو شیر باہی کی قیمتی ایک ٹوٹے میں رکھ کر درخت  
فرماتی اور ارشاد فرمایا:

اس تسبیح کو پانی میں ڈال دیں اور پانی پی لیں ॥

جیسے ہی میں نے تقبیل ارشاد کی سب سکھاتیں رفع ہو گئیں اور میں اچھا  
ہو گیا۔

وہ تسبیح کئی سال تک میرے پاس رہی۔ میں جس تپ ولزدہ کے مریض  
کو اس تسبیح کا پانی پلاتا تھا اس کو فراً صحت ہو جاتی تھی۔  
ایک مرتبہ میکر زمانہ قیام کھنڈ میں وہ تسبیح کسی صاحب کے بغیر ٹڑھ  
گئی جس کا مجھے بے حد افسوس ہوا۔

ٹھاکر رنجمن سلکھ صاحب رہیں ملاوی خلیع میں پوری کا واقعہ ہے —  
— کہ ان کا خوب خراب ہو گیا تھا۔ ان کا قصد تھا کہ موقع پاکر حضور انور  
کی خدمتِ عالی میں عرض کیا جائے۔

ایک مرتبہ حضور کی خدمتِ عالی میں وہ حاضر ہوئے تو حضور پر نور نے  
حاضرین میں سے ایک شخص کی طرف غماطہ ہو کر فرمایا:  
وکر جس کی عمر پچھاس سال سے زیادہ ہو جاتی ہے اس کو یہ عاصہ  
نہیں ہوتا۔

ٹھاکر صاحب موصوف خود بیان فرماتے ہیں کہ دوسرے ہی روز سے  
مجھے یہ شکایت ہے جو میں نہیں ہوئی اور میں بالکل تسبیح و تندست ہو گیا۔  
قاضیِ رحمت عالی صاحب اکبر آبادی لکھتے ہیں کہ میرے بھائی محمد نخش  
نہایت بد مزاج واقع ہوئے تھے اس لیے کسی دسمن نے ان کو دھوکہ دیکر  
پارہ کھلا دیا۔ پارہ نے ان کے تمام بدن کو چلنی کر دیا اور انگلیاں دغی و ہنی  
لکھنی شروع ہو گئیں۔ تمام جسم سے بد برا آنے لگی جنہی کر غونت کے باعث  
ان کے پاس کھڑا ہونا و شوار تھا۔

حسن اتھا ق سے حضور پر نور استراحت لائے۔ میرے بھائی شرم کی وجہ سے حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوتے تھے۔ مشکل تمام حضور انور کی خدمت عالی میں لائے گئے۔

آپ نے ان کی پشت پر دست مبارک رکھ کر صرف اتنا ارشاد فرمایا:  
”نیقین رکھنا۔“

ادریس فرما کر رخصت ہو گئے۔ مرض فوراً جاتا رہا اور وہ اپنی اصلی حالت پر آگئے۔

سب کو حیرت تھی کہ دو افظلوں سے حضور انور نے ان کا ایسا فرسی علاج فرمایا۔

قاضی رحمت علی صاحب اکبر آبادی نائل ہیں کہ اگرہ میں ایک رط کا شد مرض سے نہایت بے میں اور بد خواس تھا۔ اس کو جس بول ہو گیا تھا پھری پڑ گئی تھی۔ اس رٹ کے کو اس تکلیف۔ کسی سپلور قرار نہیں ملتا تھا۔ اس کے اعتزہ نے حضور انور کی خدمت عالی میں اس رٹ کے کو پیش کیا اور عرضِ حال کیا۔

حضور انور نے فرمایا:

”کل صحیح کو بیکا یک اس کی پتھری نکل جائے گی۔“

چنانچہ دو سکر دن ایسا ہی ہو جیسا کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ رٹ کا خوشی خوشی دوڑتا ہوا حضور پر نز کی خدمت با برکت میں حاضر ہو کر قدیم بوس ہوا۔

لوگوں کو دفعتہ اس کے صحیح ہو جانے پر حیرت تھی۔

مولوی احمد حسین صاحب متوفی رہرہ متوصل بارہ بیکی نائل میں کروائیں مولوی عبد الحمی صاحب دارثی جگوری دجوئی زمانا نہایت مقدس اور ابرار لوگوں میں گزرے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے ساکن تھے، کا واقعہ ہے کہ ان کے تمام جسم میں مواد پڑ گیا تھا۔ ہاتھوں اور پشت پر امداد منہ پر تمام درم ہی درم تھا۔ اسی حالت میں وہ حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے تو حضور پر فور

نے نور محمد شاہ خادم سے فرمایا کہ:

ان کو نماشناشتہ دید وہ:

چنانچہ نور محمد شاہ نے بونی رو طیار اور گھبیل کا بھر تے دیا۔  
مولیانا نے اپنے مرض کی وجہ سے اس نماشناشتے کے کھانے سے عذر  
کیا تو حضور انور نے فرمایا:

”بیماری وغیرہ تو طلب ہی جاتی ہے کھانو۔“

یہ ارشاد نماشناشتے ہی مولیانا نے خوب شکر سیر پور کر کھایا۔  
یہ کھانا ان کے حق میں وارو نے شفنا ہو گیا کہ اس مرض سے کمال صحبت  
ہو گئی۔

شفنا نے امر ارض کے بعض واقعات ایسے بھی معلوم ہوئے کہ مرضی حضور کی  
بارگاہ عالی کا قصد کر کے گھر سے چلے تو حضور انور کی خدمت عالی میں پہنچنے  
سے پہلے راستہ ہی میں ان کو شفنا ہو گئی۔

چنانچہ شاکر بن تم شکر صاحب و ارشی رمیس ملا مولی شلح میں پوری فرماتے  
ہیں کہ:

ایک مرتبہ میں دیوہ شریعت جارہا تھا جس درجہ میں تھا اسی میں نواب  
اسرارِ حسن خان صاحب ضیر المہام بھجویاں اور غشی بالکلند صاحب ٹوپی  
کلکٹر زر نیس آگرہ محلہ نبی بستی، بھی تھے ان کی لڑکی کو اسیب کا خلش تھا  
جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا۔ ان سے نواب اسرارِ حسین حاصہ صاحب نے  
میری نسبت کہدیا کہ ان کے ذریعے سے آپ کا کام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دنی  
صاحب نے بھوٹ کے کھا اور حضرت کہا ہی نہیں بلکہ بھوٹ سے بے حد مصر  
ہوئے۔

میں نے کہا:

”آپ دیوہ شریعت میں حضور پر نور کی خدمت عالی میں اس کو ایں  
انش اللہ آپ کا کام ہو جائے گا۔“

چنانچہ وہ لڑکی میراپنے اعتراف کے دیروہ شرایف میں حاضر ہوئی۔ جیسے ہی دہ لوگ میرے مکان پر پہنچے فوراً ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور جوستے کہا کہ جلدی چلو حضور نے یاد رکھایا ہے۔

میں جیسے ہی حاضر ہوا تو ہمراہی اس لڑکی کو بھی لیکر حضور کی خدمت عالی میں پہنچ گئے۔ حضور انور نے اس کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف نظر فرمائی اور قبسم فرمایا۔

اس لڑکی کے ہمراہیوں نے عرض کیا کہ یہ تو اپنی ہے اور لکھنؤ سے روانہ ہوتے ہی باکل صبح ہو گئی۔

حضور پر انور نے بھی فرمایا:

”یہ تو اپنی ہے۔“

وہ لوگ شکر گزاری و قدیبوسی کے بعد رخصت ہو گئے۔

یہ غائبانہ تصریح تھا۔ چپر ہمراہیوں کو بھی تعجب تھا۔

حضور انور زبانِ مبارک سے جو الفاظ ارشاد فرماتے وہ حقیقت ہر مرض کا مکمل اور فوری علاج ہوتا تھا۔

مدرسی سید شرف الدین صاحب قبلہ وارثی مظلوم العالی (میراگر کی طیو کوشل بہا، تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مخلکو حضور پر انور کے ہمراہ گورنچور جانے کا اتفاق ہوا۔ میں پہنچنے سے حضور انور کے ساتھ تھا۔ میں نے حضور پر انور کی خدمت عالی میں عرض کیا۔

” مقامِ سیوان تک گورنٹ بنگال ہے وہاں تک کامیں جواب دہ جوں اس کے بعد گورنٹ مالاک متحده شروع ہوتی ہے۔ جہاں نے میرے دوست بیس نہ ملما تھا۔ اگر حضور انور کو ملکیت ہر قومیں اس کا جواب دہ نہیں ہوں۔“

حضور انور نے فرمایا:

” وہاں سے تم میرے مہان ہو۔“

میں صبح کو گورنچور پہنچی۔ وہاں ایک ازدحام تھا۔ حضور پر انور کے ہمراہ پہلے

کے لیے ساریاں اور ہاتھی موجود تھے۔ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ مولوی صندر حسین صاحب دارالشیعہ و فیضنہ، سب جنگوں محسوس رہا جو ایک باندوق جواد اور صاحب دل بزرگ ہیں انہیں کے مکان میں خشن پر تو قیام فرمائیں گے اُنکے بڑے بھائی صاحب کا نام حاجی حیدر حسین صاحب تھا جو نہایت ہی زادہ نشکن تھے۔

مجھے مولوی صندر حسین صاحب سے ملاقات کا اشتیاق تھا جنور  
مجھے اپنا ہمان فرما چکے تھے اس یے جواہری گاڑی اسکی پر مجھے بیٹھنے کی ہدایت فراہم  
اس میں اور بھی کچھ لوگ تھے میں نے خیال کیا کہ انہیں میں سے ایک مولوی صندر حسین  
صاحب بھی ضرور ہوں گے۔

میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت سخت علیل ہیں اور بترے اُنہوں  
ہیں نکتے۔ ان کو نفرس کا مرض ہے یہ سن کر مجھے خیال ہوا کہ اب تو حاجی حیدر حسین  
صاحب سے سابقہ ہے اور وہ زادہ نشکن ہیں۔

چونکہ میں جو طریقہ پر رواش ہوا تھا اس یے سلسلے پہنچا۔ مولوی صندر حسین  
صاحب کا مکان بہت بڑا اور دنیز لہ ہے۔ جنوری دیر میں جنور کا ملک آئی  
جنور اور اتر کو شے پر تشریعت لے گئے اور بترے پر استراحت فرمایا۔

کچھ عرصہ کے بعد مولوی صندر حسین صاحب ایک بارہ دری پر سوار ہو کر  
آئے۔ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ انہیں اور پہنچایا۔ جیسا مجھے ان سے ملنے کا اشتیاق  
تھا دیے ہی وہ بھی میرے مشاق تھے۔ اس وقت ان کی یہ حالت تھی کہ پاؤں سرخ  
ہوئے تھے جن میں وہ جوتے بھی نہیں پہن سکتے تھے اور کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ وہ میرا ماتھ  
تحام کر دنے اور کہنے لگے:

"مجھ سے بڑی غلطی ہوں گے میں ایشیش پر زگیا۔ میں ازیں نیست کہ میں مر جاتا۔  
بل سے میاں کا صدقہ ہو جاتا۔ میاں بہت نازک مزاج ہیں دس برس کے بعد  
آئے ہیں ایسا نہ ہو خدا ہو کر اُنھوں کو طبعے ہوں۔"  
آخر کاراں کو اسی طرح پکڑے ہوئے حضور میں حاضر کیا گیا۔"

یہ نے عرض کیا کہ:

«حضور یہ بہت علیل ہیں، اسیں سمجھا سکے۔ ان کی تقصیرِ معاف فرمائے جائے ہے۔»

حضور انور نے مولوی صندر حسین صاحب کے لئے پر دو قسمِ مرتبہ  
باتھ لگا کر ارشاد فرمایا:

«صندر حسین تم اچھے ہو۔»

اس کے بعد لوگ ان کو اٹھا کر واپس لے گئے۔ یہی جائے قیام پر چلا آیا  
اور صحیح کی نہار کی میں مشغول ہو گیا کہ مولوی صندر حسین صاحب پاشا پا اور  
انگریزی جوتے پہنے ہوئے اچھلے کو دتے آئے اور میرے گلے سے پٹ کو  
پھر کیا تو جھپٹنا تھا تمام شب وہ لطف رہا کہ یاد گاہر نہ ماند تھا۔ حضور انور نے  
مولوی صندر حسین صاحب سے فرمایا:

«تم اور شرف الدین بھائی ہو۔»

شید معرفت شاہ صاحب داری تاقلیل ہیں کہ میرے خواہزاد سید  
محمد اسماعیل کا داقعہ ہے کہ جر بھربال میں ملازم تھے۔  
آنی ڈارٹھ میں نہایت شدت کا درد ہوا اداکھڑوں کی رائے ہوئی کہ  
اگر ڈارٹھا کھاڑی جائے تو امام۔ آستانتے۔  
ڈارٹھ کے اکھاڑے سے سکھیت اور بڑھنی اور تمام منہ کپ گیا گلے میں  
ناسور پڑ گئے۔ دو اوغیرہ جو پلاٹی جاتی تھی وہ ان ناسوروں کی راہ سے ٹکنے  
لگتی تھی۔

ایک مرتبہ حضور انور ان کے مکان میں تشریف لے گئے تو مسترات نے  
گھیریا اور ان کی محنت کے لیے عرض کرنے لگیں۔

حضور انور نے مقبسم ہو کر فرمایا:

«اگر یہیں من کا پتھر بھی ان پر دے ما رو تو بھی نہیں میری گے۔  
اس ارشاد سے سب کو تکمیل ہو گئی کہ اس مرض سے خود صحت ہوگی۔

گران کی حالت خراب ہوتی گئی جو کہ ایک روز سب کو تین ہو گیا کہ اب ان میں باشکل و مژنیز رہا اور انتقال ہو گیا سید چہارمیں کے والد کو سخت سر ہوا اور وہ اپنے جوش اضطرابگ ضبط نہ کر سکے زمان پر فوت ہے کا لکھ گیا تھی کہ سید چہارمیں شاہ کی والدہ کو کوئی پریشان نہیں تھی اور وہ بار بار یہی کہتی تھیں :

“حضور انز جھوٹ نہیں بوتے یہ ہرگز نہیں مرا”

جب مسوات نے انہیں تقدیم دلایا تو وہ ڈولی میں ڈیند حضور پیر نور کی خدمت عالی میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا :

“اسماعیل کا انتقال ہو گیا ہے”

حضور نے مصافیا کیا :

“غلط ہے”

وہ اس قدر سنتے ہی اپنے پیروں پڑیں تو مکان پر آ کر دیکھا کہ مسوات نے ناک میں اور کانوں میں روپی بھی نکادی ہے۔

حضوری دیر میں مریض نے خود آہستہ ناک اور کان سے روپی نکالا اور اپنی نا لڑاں آداز سے اپنی والدہ کو بلایا وہ آئیں تو ان سے پانی ناکا۔  
یہ حالت دیکھ کر گھر والوں کی جان میں چان آئی۔ ہر طرف مسترت و شادمانی چھا گئی۔

سید محدث شاہ صاحب جب حضور انز کی خدمت عالی میں حاضر ہو تو حضور پیر نور نے فرمایا :

“اسماعیل کا حال اچھا ہے”

اپنے نے عرض کیا کہ جی ہاں گلے میں ناسور ہیں ان کی وجہ سے دو اغذیوں مکل جاتی ہے :

آش نے فرمایا :

“شر گوش کی چربی نکادوا چھے ہو جائیں گے”

پنا پنچ تعمیل ارشاد کی گئی، تو پسند ہی روز میں ان کو شناختے کام  
ہو گئی، اور وہ غسل صوت کے بعد اپنی ملازمت پر بیویاں پڑے گے۔  
حضرت انور کے ارشادِ فرض بھیا و کی تائیرات سے جو فوائد مرتب  
ہوتے تھے اور جن برکات کا انہوں بتاتا تھا ان سے حیرت ہوتی تھی کہ نہ  
دعا ہے نہ دوا ہے نہ تقویز ہے نہ گندہ ہے نہ سلبِ مرخص کا کوئی مل ہے  
مگر شناختے کرنے والے مبارک کے دو افظوں سے حاصل ہو جاتی ہے۔

## احیاء موتی

حضرت انور کی مقدس اور پاک زندگی  
کو اکٹھو گروں نے جنابِ رسّت علیہ السلام  
سے نسبت دی ہے، کہ خداوندِ عالم نے حضرت انور کو بالکل اسی شان و عظمت  
سے نخل اسہر فرمایا۔

چنانچہ شیخِ مشیر حسین صاحب قد وانی (بیر شرایط اللہ) رئیسِ کمیٹیِ شلن  
بارہ نکی تحریر فرماتے ہیں کہ:

”میں آپ کی زندگی کو حضرت علیہ السلام کے قدم قدم بالکل یاتارا  
ایک پیاوہ خاص مسلم جو حضرت علیہ کے رنگ پر پیدا یا یہ جو حضرت علیہ کی  
زندگی کا علمی انتہہ و کھا کے دہی علم و اکساری دہی نیز و نلایا رسمی کو اس لیے  
توڑنا کر لوگ نخل اسہر پرست نہیں جاتیں۔“

جس طرح حضرت علیہ کے وقت میں ہر دہی بن گئے تھے، وہی رومنی  
بلندی دہی ذوق بے سر و سامانی، وہی نیک و بد سے ربط و غیرہ دینے والوں  
نے آپ سے بھی ایک مردہ کے زندہ کرنے کا وعدہ میرے ہی دل میں کامنوب  
کیا ہے، میں نے اپنی ایک انگریزی کی اتصافیت مرتکل آفت نہیں عرصہ جواب  
کا اشارہ جل کیا تھا۔

شاید اسی دعوے کو جس کا شیخِ مشیر حسین صاحب قد وانی نے تذکرہ کیا ہے  
مولانا بحیرہ وارثی نے بھی یعنی ایقون میں لکھا ہے جو حسبِ ذیل ہے:

عین الشیئین میں ہے کہ گدیر شلح بارہ بیکی میں ایک شخص کا لڑکا مر جاتا  
ناگہاں آپس کے مکان کی طرف سے جا رہے تھے۔ اُس نے لڑکے کو  
حضرت انور کے قدوسی میں ڈال دیا۔

آپ نے فرمایا:

"یہ زندہ ہے، یہ زندہ ہے، یہ زندہ ہے"

استئے میں وہ لڑکا روئے لگا۔ اس کے ماں باپ کو کمال سرت  
ہوئی اور وہ حضرت انور پر قربان ہوئے لگے۔

اس قسم کے اکثر واقعات میں جاتے ہیں۔

چنانچہ سید علی حامد شاہ صاحب تجاوہ نشین ساندمی شلح ہر دو نی  
نے راقم الحروف کو تحریر فرمایا کہ میں حضرت انور کی سوانح عمری شرائیں میں درج  
ہوئے کیونکہ ایک واقعہ کی تحقیق کر رہا ہوں۔ اس طرف حضرت انور کی توبہ غال  
سے ایک ترددہ زندہ ہو گیا تھا۔

راقم کتاب بذریعہ موصوف کو شکر گزاری کے ساتھ یہ جواب لکھا:  
"اس قسم کے واقعات کی تحقیق کرنے کی تکلیف رہ فرمائیے۔ اس لیے  
کہ اس ذات مجموع صفات سے نامکن کا مکن کر دکھانا کوئی بعید از قیاس  
بات نہیں"

کیونکہ حضرت انور کے روحانی مدارج اس قدر رفع داعلی ہیں کہ نہم و  
اوڑاک سے بالاتر ہیں۔

آپ کی ذات متعدد صفات ایک کرشمہ قدرت تھی۔ اکثر ایسے واقعات  
حضرت انور کے نیوض و برکات سے ظہور میں آئے مگر خود حضرت انور نے کسی  
ایسے واقعہ کو احیاء موتی سے تحریر نہیں فرمایا۔ بلکہ فطرتاً ایسے الفاظ زبان  
مبارک سے ارشاد فرمائے جن سے کسی منی سے شفایا ہونے کی طرف خیال  
رجوع ہے۔

حضرت انور کی ذات مجموع صفات تھی اور اس عین ایک ہی نسبت

اور ایک ہی شان کا ظہور نہ تھا بلکہ اکثر دبیشتر پاپ اور مذموم سنبتوں کا  
نہوں ہوتا تھا۔

حضرت انور سے کسی خرق عادت یا کامت کا ظہور کچھ بھی تجھ نہیں  
ہے۔ اس نے کہ آپ کی شان و عظمت و شکل و صورت خود آئینہ جمال الہی  
پیش کرتا تھا۔ اور ہر شخص آٹھ کو دیکھ کر تینی کرتا تھا کہ کبھی وہ منتظر تھا  
ہے جو مکرین و مخالفین کے لیے فظیل الدلالت جلت ہے۔ پہاں پر مختصر  
کوہ رشک کو مشاہدات سے جواب ملتا ہے۔ اور خدا کے برگزندگیاں و مقبول  
بندوں کی برگزندگیاں حفظات کا تيقین دلایا جاتا ہے۔

حضرت انور کے کلام صدری و محنوی تو بغیر ارادہ اور بلا قصد طاہر ہوتے  
تھے گررضا و نبی عالم نے آپ سے تھی اور حقیقی نسبت رکھنے والوں کو بھی وہ  
مادر ج عالی عطا فرمائے جن کی روشنی تمام عالم میں پھیل گئی۔

مولوی حکیم محمود علی خان صاحب فتحپوری جو ایک لفڑی بزرگ، حکیم عبدالرحمن  
خان صاحب رخصت علیم شیر محمد خاں صاحب مرحوم جو اس وقت  
ریاست دو تھر پور گلک میراڑ میں خاص طبیب سرکاری ہیں اور مستقیم شاہ صاحب  
دار شیرہ و حضور پر انور کی نسبت مقبول ارادت مند تھیں اور حضور انور کی نسبت  
میں بالکل تارک الدنیا ہو گئی تھیں۔ ان کے حقیقی بھتیجے جن کی عمر اس وقت قریب  
چھ سال کے ہے، کامیک واقعہ تحریر فرماتے ہیں ہر خاص جیکر عقدوں  
بیگ صاحب قبلہ وارثی نے اپنا چشم دیداں سے بیان فرمایا یہ وزریں صاحب  
بغضہ تعمیر حیات ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حکیم عبدالرحمن صاحب کا سن پانچ سال کا تھا کرفعت  
بیمار ہو گئے اور حیکپ ملک آئی اور دو سی چار روز میں حالت بالکل رقوی  
ہو گئی۔

چوتھے روز صبح کو قریب ۸ بجے دن کے عبدالرحمن خان کا انتقال  
ہو گیا۔ چونکہ مستقیم شاہ صاحب وارثیہ نے ان کی پروردش کی تھی اس لیے

ستیم شاہ صاحب پر ان کے انتقال کا بہت برا اثر تھا۔

تمام ملک میں خبر روکی کر عبد الرحمن خان کا انتقال ہو گیا، جس سایک کے دلک  
جس ہو گئے اندر باہر ہمیشہ پریشان و بد حواسی کا عالم چھاپا، حکیم محمد عقوب بیگ  
صاحب نے جو اس وقت اتنا قات سے فتح چوری میں موجود تھے تکنیک و تکنیک کا سامان  
کیا۔ قبرستان میں ترتیب دہونے تک اور مریت کے عمل کا انتظام ہوا۔  
حکیم محمد عقوب بیگ صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت عبد الرحمن کو تخت  
پر نشل کے داسٹے لایا گیا اس وقت ستیم شاہ صاحب ہبھی وہاں تشریف  
لا ہیں۔ عنسل دیا جا رہا تھا کہ ستیم شاہ صاحب نے لاش کی طرف دیکھا اور یہ  
کلمات تین مرتبہ اپنی زبان پر لا ہیں:

”تیری اماشت ملقی تو نے لے لی ملک میرا بھائی پر دیں میں ہے“  
یہ کلمات کبکہ ستیم شاہ صاحب کے چہرہ پر ایک غیر معمولی تغیری پیدا ہو گیا  
آنکھوں میں آش پھر آئے اور پھر وہی کلمات دہرائے اور مریت کے دنیوں  
شاونوں کو پھٹک دو دنوں بالغوں سے اٹھایا اور اسی طرح لشکارے دلان کے اندر  
ہنسیں اور لاش کو پانگ پڑھانا چاہا۔

حکیم محمد عقوب بیگ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حیرت سے دیکھ  
رہے تھے کہ یہ کیا کر رہی ہیں۔

لاش بالکل بکڑھی ہو گئی تھی اور وہ بار بار فرماتی تھیں :

”بیٹھ، بیٹھ!!“

لاش بالکل تختہ کی طرح تھی اس یہے بیٹھنا ممکن معلوم ہوتا تھا جب  
مریت کسی طرح نہ بیٹھی تو آخر نہایت زور سے چلا کر فرمایا:

”بیٹھ۔۔۔!“

معا عبد الرحمن نے انگلیں کھوں دیں اور اچھے خاصے تدرست ہو گئے  
اس وقت اندر باہر ایک ہنگامہ پڑا تھا۔ جو برادری کے لوگ مریت میں شرکت  
کی غرض سے آئے تھے اور باہر مریت کے منتظر بیٹھے تھے۔ جب دفتار کے

کافوں میں اندر سے یہ آواز پڑی کہ:

عبدالرحمن زندہ ہو گئے ہے تو ایک حیرت کا عالم ہو گیا۔  
یہ خبر کوئی معمولی خبر نہ تھی چشم زدن میں قائم بنتی میں بیٹھو رہ گئی اور جس  
شخص نے جہاں اس خبر کو سنا فوراً دوڑا ہوا آیا اور آگر دیکھا تو واقعی عبد الرحمن  
زندہ ہیں اور بیٹھے ہوئے باقیں کر رہے ہیں۔

ستقیم شاہ صاحب سے اس خرقی عادت کا جراحت اڑارسی حالت میں نلپور  
ہر اس کے باعث اور بھی ان کی شان و عظمت کا سکھ لوگوں کے تکب پر  
بیٹھ گیا۔

ہر پندر ستقیم شاہ صاحب کی نسبت غالباً اور ان کی مقدس روحانی زندگی  
پہلے سے مسلم تھی، مگر دنیا کا انکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب کسی ایسے خرقی  
عادت کا ظہور ہو۔ بخود لامل و براہین کو قطع کرنے والا ہو اور مخلوقی الہی کو  
حیرت میں ڈالنے والا ہو۔

مولوی حکیم محمود علی صاحب فتح پوری تحریر فرماتے ہیں، کہ یہ واقعہ ناص  
فتخپور میں گذرائے اور یہاں ہر بڑگہ مشہور ہے اور اسے قائم بنتی واقعہ ہے  
خود علیم عبدالرحمن صاحب میں اس وقت سوچو ہیں اور اس واقعہ کو جن بزرگوں  
نے دیکھا ہے وہ بھی اس کے شاہد عادل ہیں اور میں نے خود اکثر مستند حضرات  
سے اس کی تحقیق کی تو حرف صحیح پایا۔ اور مجھ سے جن مقدس بزرگوں نے  
یہ واقعہ بیان کیا ہے ان کی صداقت و ثقافت ایسی ہے کہ اگر میں خود شاہد  
کرتا تو بھی اس تدریجی نہ سوتا جتنا ان کے بیان سے ہر اپنے کیونکہ جو لوگ  
اس واقعہ کے راوی ہیں وہ بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا  
ہے کہ خاصاً خدا کو بارگاہ صمدیت سے کیا کیا تصریفات اور اختیارات  
حاصل ہوتے ہیں۔

خالی کو نکلن کر دکھانا بڑی نیز بروست قوت کا کام ہے ستقیم شاہ  
صاحب نے جو خود کو حضور افریز کی ذات میں فنا کر دیا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملا یا

اچ اسی کام کا یہ نتیجہ ہے کہ دنیا سے پرداہ کر لینے کے بعد جبکہ ان کا نام زندہ ہے  
ادب سے یا جاتا ہے۔ ان کے مزار رازوار سے فیوض و برکات جاری  
ہوتے ہیں، چادریں چڑھتی ہیں، گزرنیں گزرتی ہیں، منیں اور مرادیں مانگی  
جاں ہیں اور اسی مقدس اور بارک خاتون گزرنیں کان کا شمار خاصاں خدا  
میں ہوں۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور انور کے منتسبین سے بھی ایسے واقعات کا  
کام ٹھوڑا ہوا ہنسوں نے خلوق کو ساکت، ددم بخود کرو یا، جن سے ایک عام  
تیر ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کو فنا شے کامل حاصل ہر اس کے لیے محال نکن  
ہے۔ اور خدا کے مقبول اور برگزیدہ بندوں کے عادات و صفات سے پہنچ  
کروار افعال کا مقابلہ کرنا ایک لا طائل فعل ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا رام  
رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ہے:

کابر پاکاں راتیں سس از خود ملگی  
گرچہ ماند در نوشتن شیر دشیر  
آن یکھے شیرے کہ آدم را خورد  
دان یکے شیرے کہ آدم کی خورد

## مختلف واقعات و حالات | حضور انور کے تئی واقعات

حالات جو زماں طفولیت سے شروع ہوئے ہیں خوارق عادات سے ملبوہ ہیں  
آپ کی بات بات میں خوارق عادات کا ٹھوڑا ہوتا تھا اور آپ کی ذات بسارک  
خود ایک دلیلِ روشن تھی جس کو دیکھ کر منکریں کو مسلکوں و شہزادات کا جواب  
مل جاتا تھا۔

حضرت انور کا دور ایک نیا دور تھا جس سے تمام عالم متاثر ہو گیا۔

اور ہر ایک قوم وہ طبقہ میں آپ کی ولایت تامہنگا پر تم اپنے لے گا۔ اولیاً کرام کے وہ خوارق عادات جو کتابوں میں موقوفہ میں ان کی شاہدات سے تصدیق ہو گئی۔ اور یہ نہیں کہ آپ کے واقعات و حالات مریدین معتقدین ہی کی زبان پر ہوں بلکہ دیگر ملاسل کے واجب الاحترام اور مقدس بزرگوں کے مشاہدات پر بھی بھی ہیں اور تخلیم یافتہ اور فلسفی اور منطقی ازادگی نکھالوں سے بھی لگز رہے ہیں اور ان کو علومِ جدید و فلسفہ و منطق کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دیگر ہذاہب کے لوگوں نے بھی دیکھے ہیں اور وہ تماں ہوئے ہیں۔

غرضکہ ہر کہہ مہسوس پر وشن و ہو یاد ہیں۔ حضور انور کو پر وہ فرمائے تو نے زیادہ عرض نہیں لگدا۔ اس وقت ہزاروں لاکھوں ہر خیال اور ہر مذاق کے ازاں اس روشن چراخ و ولایت کے دیکھنے والے موجود ہیں ہر حضور انور کے عہدِ کرامتِ مہد سے متاثر ہیں۔

حضور انور کے جن عادات و صفاتِ حالات و فیوض و برکات کا مختلف عنوانوں سے ذکر کیا گیا ہے وہ کرامات کے طریقہ سے نہیں لکھنے گے بلکہ یہ بات مسلم ہے کہ فیوض و برکات حضور انور کی مقدس تاثیراتِ روحانیت سے ملی العلوم ظاہر ہوتے تھے اور آپ کی ذاتِ معمود و صفاتِ خدا کی طرف سے بطور صحبتِ عالم میں ظاہر ہوئی تھی اور حضرت مولانا روم کے قول کے بیو جب کہ عام اور میوں کی عقل اور روح کے علاوہ انبیاء اولیائیں ایکسے اور روح ہوتی ہے اور دھی کی روح عقل سے بھی زیادہ محضی ہوتی ہے:

باز غیس از عقل و جان آدمی

ہست جانے دربنی و در ولی

روح وحی از عقل پنهان تریود

زانگہ وغیب ست واوزان سربود

حضر پر انور کی روحانی بلندی سے ایک عجیب روح عالم میں پڑوک دی

اور عجیب عجیب شاہدات اہل عالم کو نظر آئے کہ وہ حیرت سے دمک و گز  
حضور انور کے واقعات و حالات ایسے مقتضی باشان اور حیرت انگیز ہیں کہ  
جن سے صرف مریدین ہی متاثر نہیں بلکہ اس زمانہ کے وہ تعلیم ٹھہرنا تو اور جو علم  
فلسفہ منطق وغیرہ میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں حضور پر انور کی رومنیت کو طے  
ہوتے ہیں۔

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم اے (میر شرایط للہ الجوہر)  
پر حضور انور کا ایک واقعہ گذرا ہے جس کو انہوں نے درج کتاب شکرانہ کے  
راہم الحروم کو مختلف وجہوں لکھے ہیں ان میں ایک وجہ یہ ہبھی ظاہر فرمائی  
ہے کہ:

”وہ واقعہ نہایت حیرت ناک ہے اور دنیا میں کوئی شخص انکو یقیناً سمجھ سکے  
نہ کرے گا۔“

اس سے ظاہر ہے کہ حضور انور کے کمالاتِ محدودی و معنوی کا صرف  
مریدین ہی کو احساس نہیں ہے بلکہ دیگر تعلیم یا امت حضرات بھی متاثر  
ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم اے سم بوجوں کے لئے قابلِ ذمک  
ہیں کہ ان پر ایک خاص روحاںی تجھی کا اختلاف ہوا اور وہ واقعہ نہایت  
حیرت انگیز ہے۔

بیساکھ پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اپنا خیال ظاہر فرمایا  
ایسا ہی بعض دیگر حضرات نے بھی کھا ہے اور اکثر صاحبوں نے اپنے مالات و  
واقعات نہیں دیتے۔

اس یہے مجھے مجبوراً اس بات کا اعتراف کرنا پڑے کہ حضور انور کی زبانی  
زندگی کے خاص حالات مجھے نہیں مل سکے اور عام واقعات پر یہ کتاب مرتب  
کی گئی۔

عام واقعات بھی بہت کم ہیں کیونکہ حضور انور کی ارفان و اعلیٰ ذات

ببر کات بوبار گاہ قدس کی روشنی کی طرح دنیا میں نظارہ ہوئی اور جس نے خالہ  
بمان طور پر لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مستفید فرمایا اس کے تمام و  
کمال حالات کس طرح حل سکتے ہیں؟

یہ سیرہ نبی نیال ثیں ہے بلکہ دیگر مسلمان کے مقدس بزرگوں کی تجھی یہی رائے  
ہے۔

چنانچہ حضرت ابو محمد مولانا شاہ علی حسن صاحب اشرف الجیلانی مسند ادا  
کچو چھتریت حضور انور کے بعض حالات زیب تکم فرمائکر آخر میں بخیر فرازتے  
ہیں کہ :

”یہ ایک شرمند مخصوص حسب درخواست آپ کے لکھتا ہوں، حاجی صاحب  
کے حالات سے دفتر عالم بہرا ہو ابے“

ایک دوسرے والانام میں بخیر فرماتے ہیں :

”حضرت حاجی صاحب ایک آنکاب روشن ولایت کے تھے، ان کے  
مامدہ تھوڑے ہیں مرتبت جیان ہیں“

جب اس زمانہ کے مستند اور مقدس مشائخ کرام کی یہ رائے ہے تو  
راقم الحروف بیسے فردا نے مقدار کس شمار و قطعہ میں بی جو حضور انور کے حالات  
کو کا ذکر لکھنے کا دعویٰ کر سکیں، مگر تھا :

”مکر ہر کس بقدر سخت اور است

اس یہی بعض وہ اتفاقات ہوتے تھے طور پر نیا ہر ہوئے اور مستند  
حضرات کی روایات کی بنا پر ہیں لکھنے ملتے ہیں، تاکہ ابی محبت کو لکھوائے جائے  
ذکر اور بیب اعلیٰ تسلیم الرحمۃ تسلیم برکت ماحصل ہو۔  
کیونکہ حضور انور کے حالات بیش نہیں آیات حسن و عشق اتصدیق و یقین کا  
ایک بھروسہ ہوتے ہیں، اور اس طور پر بمان طور پر حضور پر نور کی ذات محدود الصفات  
سے خوارق عادت و کریمات کا ظہور ہوتا تھا۔

مشیع عبدالغفران صاحب تبلد و ارشی رئیس پور وہ غنی نمان ضلع رائے

بریلیکت سیر فرماتے ہیں :

سید اطاعت علی صاحب متولی مرتکب عنایج بارہ بنکی ایک اعتماد برہت کم  
سمن اور حدائق ت شمار شخص تھے جب میں ریاست ہونا میں نائب بریات  
تحا تو یہ ضلعدار تھے۔

ایک مرتبہ انہوں نے تخلیکی کی صحبت میں جب میں تھا اور راجہ دوست  
محمد صاحب تعلقہ دار ہونا تھے تو بیان کیا کہ،

”حضرہ از مروضع کھیوں میں تشریف یہے جاتے تھے اور میں پاکی کے پیچے  
پیچے تھا میں کے دل میں یہ حضرہ لگدا کہ،“

”جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا کے جسم مطہر کا سایہ نظر، یہ  
بات سمجھو میں نہیں آئی۔“

میں اسی خطرہ میں گرفتار تھا کہ حضور از نور کی پاکی کی طرف جو نگاہ کی تو  
ساایہ غائب تھا۔ اس وقت محمد پر محیب عالم حرمت طاری تھا۔ میں بار بار آفتاب  
کی طرف نگاہ کرتا تھا دھوپ کو دیکھتا تھا، آسان پر نظر داتا تھا مگر نہ اب تھا  
دھوپ میں کی تھی، اور سایہ نہ رہتا۔

جب متعدد مرتبہ اپنی طرح دیکھا تو میں نے خیال کیا کہ یہ حضور پر نور کا  
لصرت باطن ہے۔

بالآخر میری تکین ہرگئی اور مجسٹر ر سالت چندیدہ ہرگیا۔  
مولیانا تھر وارثی علیں السین میں لکھتے ہیں کہ ایک عرب طالب حضور از نور  
کا خدمت عالی میں حاضر ہوا اور یہ سوال کیا،

”محکوم صراحتیم دکھاد تیجے،“

آپ نے مقسم ہو کر شال دیا۔ انہوں نے کثر عرض کیا۔

آپ نے فرمایا،

”کل آنا!“

جب دوسرے دن حاضر ہوا تو آپ نے ایک تہ بند عطا فرمایا

اس وقت جیسے بی عرب طالب علم کی نگاہِ حضور انور پر پڑی تیز ہوش ہو گیا۔ اب اسے ہوش آیا تو اپنا باب اسلام کراں میں احرام باندھ دیا اور فتح ہو گیا۔ اس کی عمر نے وفا کی اور پنڈ دنوں بعد بی انتقال کر گیا۔

حضرت انور کی ذاتِ نعمودا ایضاً معرفت عین مذاہات کا آئینہ تھی اور فوزِ اندشات و توبہات کا ہر اب تباہ تھا۔ مزاجِ عالم میں مذاق بھی تھا۔ اس لیے بعض مریدین کے سوال پر حضور پر نور کے ایسے خوارقِ عادات کا ظہور ہوا جن سے وہ متاثر ہو کر خود اپنے سوال پر ناقدم ہوئے۔

چنانچہ مولانا سعید وارثی عین السیدین میں لکھتے ہیں کہ حضور انور کا ایک مرید دوسرے شرفِ قدسی کی حاصل کرنے کو حاضر ہوا اور فوجِ محبت سے اس نے عرض کیا:

”حضرتِ راپ میں تجاذب کیا، البتہ ایک شرط سے جا سکتا ہوں کہ ہر قوت حضور انور میرے ساتھ درمیں۔“  
آپ نے مسکرا کر فرمایا:  
”چھا جاؤ۔“

متوکلِ می دریں وہ پریشان ہو گیا۔ زمین پر کستا تھا، نہ استراحت کر سکتا تھا، نہ خور دلوں شکستا تھا۔ ہر وقت حضور انور کو سامنے لے کھاتا تھا اس اس کے سب کام بند ہو گئے۔ اور بے حد پریشان و بد سو اس ہو گیا۔ اسکی حالتِ تغیر دیکھ کر لوگوں نے حضور سے عرض کیا تو آپ نے تہمت ہو کر فرمایا:

”اس کو بیاں نہیں آؤ۔“  
جب وہ حضور انور کے سامنے آیا تو خود بخود وہ بات باتی رہی اور اپنے ہوش میں آگیا۔  
”حضرت انور کسی کی امید نہیں توڑتے تھے اور مسائل کو حسبِ مراد کا میاب فرازتے تھے۔“

مولوی رونق علی صاحب دارثی الرذاقی پیشے پوری میں ناتمل ہی کر پڑے  
پورمیں ایک ہتر قضا جو حضور انور سے نہایت عقیدت و محبت رکھتا تھا  
مگر اپنے پیشے کی وجہ سے مجبوب رہا کرتا تھا۔ اس کو حضور سے بیعت ہوئے  
کی آرزو تھی مگر اس کو کبھی حاضر ہو کر عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔  
ایک مرتبہ جب حضور پر نور ہیتھے پورمیں رونق افروز تھے۔ وہ اسی دن  
کا سخن صاف کر رہا تھا جس میں حضور انور کا قیام تھا۔  
آپ نے اس کی طرف دیکھا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد  
فرمایا:

”دلہی کھنروں غیرہ بڑے بڑے شہر دن میں خاک رو ب طاہر ہو کر شرک  
نمائز ہوتے ہیں“

یہ ارشاد حضور پر نور کا منتے ہی وہ خاک رو ب زمیں برس ہوا درہ ہنا  
و حضور حضور پر نور کی خدمت عالی میں حاضر ہو اور بیعت ہو گیا۔ بیعت  
ہوتے ہی اس کی حالت میں عجیب تغیر و اتفاق ہوا کہ زندگی پر گیا  
زندگی کے کسی کام کی طرف اس کا رجحان ہوا وہ بازار کے ناکر پر جو ایک شدہ  
ہے دہان جا کر خلوت گزیں ہو گیا اور اس کی زندگی عجیب زندگی گذری۔  
ایس غلام حاجی صاحب دارثی لکھتے ہیں کہ رائے بریلی میں حضور پر نور  
میکے مکان پر رونق افروز تھے۔ شب کو آتش بازی وغیرہ کا جیسی اشتہام کیا گیا  
تھا۔ چنانچہ حضور پر نور شامیا نہیں۔ تشریف لائے اور آتش بازی ملاحظہ  
فرمانے لگے کہ دفتاری میں چار بڑے بڑے فور دن میں خود بخوبی اگ لگ اٹھی  
اور وہ آتش بازی اس طرح جلنے لگی جیسے الاؤ میر، اگ جلتی ہے۔ باوجود کثیر  
آتش بازی کے ایک باختہ سے زیادہ شعلہ بلند نہیں ہوتا تھا۔ عجیب وحیرت  
یہ تھی کہ وہ آتش بازی جس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے شعلے بلند ہوں اور قدر  
کے نظر پیدا کریں۔ وہ مثل کٹلیوں کے جل رہی تھی۔  
خود انور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے: ”ہاں ہاں سردی

زیادہ ہے؟

سید مسود شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں قبل مخبر حضور انور کی خدمت عالی میں پرائی جلانے کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا تو حضور انور مجھے بیٹھنے کا حکم فرماتے تھے۔

ایک روز جیسے ہی میں نے پرائی جلایا فواؤ حکم ہوا کر جاؤ، یہ بات خلاف معمول معلوم ہوئی اس لیے میں نے تعیین حکم کی گردوارہ پر آکر ایک طرف کوئنے میں کھڑا ہو گیا کہ مخصوصی دیر میں حسب سابق بیٹھ کر جاؤں گا۔

میں نے دیکھا کہ آپ نے پرائی کی لو تیز کر دی اور اپنی الگشت شہادت کو تسلی میں ڈبو دیا اور پرائی کی لو سے نکایا وہ الگشت مبارک جلے گئی جو بہ جل پکی تو ددبار اٹکلی کو تسلی میں ڈبو کر حضور انور نے جلایا۔ میں اس واقعہ کو دیکھ کر ول ہی دل میں ہمایت متوجہ ہو رہا تھا گرچہ اس ادب سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

جب تیسری مرتبہ میں نے ایسا ہی دیکھا تو جلدی سے دوسری میں نے الگشت شہادت کو کھڑیا اور عرض کیا؛

«حضور یہ کیا کرتے ہیں؟»

آپ نے بقیتم ہو کر میری پشت پر گھونسالا اور فرمایا  
“تم بڑے پور سوت کہاں تھے؟”

میں نے عرض کیا؛  
“آج میرے فوراً چلے جانے کا جدید حکم تھا اس وجہ سے میں کھٹک لیا تھا۔”

حضور انور نے ارشاد فرمایا؛  
“عاشقی کا بدن بالکل بے صیغہ ہو جاتا ہے اس پر آگ وغیرہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔۔۔۔ دیکھو انگلی کوئی جلی ہے؟”

میں نے دیکھا تو واقعی الحکمت مبارک پر بٹنے کا کوئی نشان بھی  
نہ تھا۔

اس طرح ایسے واقعات ہیں کہ حضور انور نے آتش بازاری وغیرہ پر  
اپنا دست مبارک لگادیا تو وہ اپنے غل سے باز رہی۔  
چنانچہ مولوی محمد اسحاقی صاحب قبلہ وارثی مرحوم و مغضوب رہا یہ کرتے  
تھے جس کو انہوں نے اکثر لوگوں سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور انور  
کی خدمت عالی میں حاضر ہوا تو شام کا و وقت تھا۔ حضور پر فرکے پاس وہ دلائی  
کاروں کی پلچڑی رکھی ہوئی تھیں جو فرش پر چھپو رہی جاتی ہیں۔

حضور انور نے مجھے دکھانے کے لیے ایک پلچڑی اپنے دست مبارک  
سے چھوڑنے کا قصد فرمایا اور ایک پلچڑی اٹھا کر اسیں دیاں لائیں دیاں لائیں مگر  
وہ نہ جلی کئی دیاں لائیں صرف ہرگز نہیں گراں پر کوئی اشتعال نہیں۔ بالآخر حضور  
نے اس کا تار وغیرہ دنمان مبارک کی مدد سے سید حافظ فرمایا اور پھر جلا یا تو وہ  
نہ بدلی۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کیا:

”حضور دست مبارک ہی کے اثر سے وہ آتش سے محفوظ ہو گئی تھی اور اس تو  
لما بہ دہن جسی اس پلچڑی کو ضمیب ہو گیا۔“

حضور انور مبتشم ہوتے اور اس پلچڑی کو رکھ دیا خادم نے دوسرا پلچڑی  
اٹھا کر جلا تھی وہ جل آئی اور اس سے پھول جھٹنے لگے۔

حضور کی عطا و نعمتیں جو دو سخا بھی ان کی کرامتوں کی طرف حزب الشیل  
تھیں اگرچہ کچھ پاس نہ رکھتے اور بیشتر ناٹیں تھے تھے مگر لوگوں کی حاجت  
روائی فرما نے میں یہ طو لے رکھتے تھے۔

مولیٰ تجیر وارثی میں ایسیں میں لکھتے ہیں:

اکی سائل نے حضور انور سے سوال کیا کہ میرے پاس زادراہ ہیں  
ہے کسی طرح کوئی معنزلہ ہے پا دیجئے؟

حضرت انور نے اس سے مصائب فرما کر خصت کر دیا تو دست سارک چھوڑتے ہی اس سال نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پچاس اشراقیاں آئیں وہ جوشی مرتضی سے اس واقعہ کا ہر شخص سے تذکرہ کرتا تھا، جب حضرت کے روبرو ذکر آیا تو مسکرا کر اور باتیں کرنے لگے۔

سید علی حامد شاہ صاحب حشمتی قادری بسجادہ نیشن سائنسی ضلع ہزوں کھنٹے ہیں کہ مجھ سے غشی غلطیت علی صاحب متولی ملازم اس نے بیان کیا کہ ایشیں کچھوڑ پر میں حضور پونڈ کے ہمراہ تھا، بعد نام شاہ صاحب خادم نے عرض کیا:

”حضرت بیکوں کے یہ بکس میں روپیرہ نہیں ہے۔“

”آپ نے فرمایا،“

”دیکھو ہو گا۔“

انہوں نے بھرے مجھ میں وہ بکس خال دکھا دیا، تو سب نے دیکھا کہ اسی کچھ بھی نہ تھا۔

یکبارگی حضور نے اس بکس کو اپنے دست سارک میں بیکر بھک دیا اس میں سے پندرہ روپیرے سکھ شاہی کے نکلے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کمال سے آئے ہیں۔

حاضرین نے اسی وقت سکھ راجح وقت سے ان کا تباود کر لیا اس وقت ہیرت سے ایک دوسرے کا منہٹتا تھا۔ مولوی محمد تکی صاحب وکیل درمیں پڑھنے حضور انور پر جان و مال سے شار تھے اور حضور پونڈ پر بہت کچھ خرچ کیا کرتے تھے۔ مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیداوارثی ناقل ہیں:

”اکیل مرتبہ حضور پونڈ نے ان سے ازراہہ بنہ ہ پروری فرمایا،“

”مولوی صاحب مرتبہ دم بھک روپیرے تہارے پاؤں کے تسلی رہ گا۔“

اس ارشاد کا عجیب نتیجہ ملکہ پونڈر ہوا جو خود مجھ سے غشی دیوارت حسین

صاحب تحریر مولوی صاحب موصوف اور دیگر حاضر باش ملازمین نے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب بیمار تھے مگر انا فقرہ ہو۔ ہاتھا، ایک روز فرش پر کھانا کھایا اور وہیں بیٹھ گئے۔ اسی وقت ایک ریس کا مختار کسی عدالت کے کام کے واسطے آیا اور سب سیخ سات سرو دپے کی تھیں اس نے مولوی صاحب کے روبرو پیش کی تھیں کہ مولوی صاحب نے ہزار روپے منتظر کے مانگے۔ مولوی صاحب وہیں فرش پر لیتے گئے تو ان کے پاؤں اس تھیلی پر پہنچ گئے۔

اُسی وقت مولوی صاحب نے کہا:

"ہمارے حق میں جو حضور کا ارشاد ہے اور جس کا ہم کو پورا انتہی ہے اگر اس وقت ہمارا دم نکل جائے تو اور لوگوں کو عجی حضور کے صادق الاترار ہونے کا انتہی ہو جائے"

پا پچھے منٹ کے اندر مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا اور وہ تھیلی مولوی صاحب کے پاؤں کے نیچے رہی۔

حضور پر نور کے ارشاد عالی کا یہ تنبیہ ہو اکہ جو انفاظ زبانِ مبارک سے نکلے تھے اُسیں کا پورا پورا ظہور ہوا۔

حق یہ ہے کہ مال و متاع دنیا کو آپ نہیں سمجھتے تھے اور جیسا کہ حضور انور کے توکل و استغفار کے ذکر میں مکاہیا ہے تمام باتوں سے بے نیاز تھے اور میں تعلیم فرماتے تھے۔

جناب مولوی علیم سید شاہ محمد حسید صاحب فردوسی ابوالعلاء بیماری تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے کے علیم محمد شفیع صاحب ساکن چند ہاضم در بھنگے ناقلوں تھے کہ ایک صاحب شاہ دام علی نامی جو مظفر پور کی طرف کے رہنے والے تھے، آن کو کیسا کا از سد شوق تھا شاہ دروز اسی دھن میں رہتے تھے اور ان کا یہی سہ وقت کا مشتعل تھا۔ لیکن اس نام کا آنا جانا تو معلوم ہی ہے اسی نیوالی میں ان کا زندگی بیکار سب سر برہی تھی۔

ایک مرتبہ حضور انور مظفر پور تشریعت لائے تو میں بھی ماغز خدمت

ہوا اور شاہ دامُ علی صاحب بس گئے۔ ہم دونوں دست ہوس ہر کر میڑ  
تھے۔ شاہ دامُ علی صاحب کی یہ غرض بھی تھی کہ اگر حضور زادہ کو کوئی فتنہ کیا کا  
معلوم ہوگا تو تخلیقی میں طلب کریں گے۔

وہاں اس وقت مجھے کثیر تھا حضور انہد نے اسی مجھے میں شاہ دامُ علی  
صاحب کی طرف خاطب ہو کر فرمایا:

”تم کو کیا کاشوق ہے لاسوول ولا قوت، باں مجھے کیا معلوم ہے؟  
اور بستر مبارک سے ایک سفونت نکال کر فرمایا:

”دیکھ لو تیار تھی ہے لیکن ہم نہ دیں گے سہ بتائیں گے“  
یہ کہتے ہوئے اس ناک کہ ہوا میں اٹا ادا یا ادا ان کو ہدایت فرمائی:

”ان خیالات سے تو بکر و اس شغل کو ترک کرو۔“

چنانچہ حضور پندر کے ارشادِ فیض بیانِ کتابت اپنے خیال نام  
سے باز آئے اور بالکل یہ خیال ان کے دل سے دُور ہو گیا اور خدا نے تو بک  
ترفیقِ عطا فرمائی۔

حضور انہد سہیش دولتِ دنیا کے انہماں سے محترز رہنے کی تعلیم فرماتے  
تھے اور کوئی ایسی بات جس سے دنیا و میاثر و تراث کی طرف رجوعِ سند نہ فرماتے  
تھے اور زبانِ فیضِ ترجمان کی یہ تماشی خاص تھی کہ لوگوں کے تکلوبِ خاطرِ خواہ  
ستائر ہوتے اور ارشادِ عالی پر بدل دیجاتے کہاں کا بند ہو جاتے۔

مولوی بشیر الزماں صاحب تبلہِ رمیس سندیدہ شمع ہر دوں بھر پر فرماتے  
ہیں کہ یہ بزرگ بہایتِ دلوقت سے بیان فرماتے تھے کہ میں نے خود حضور ک  
زبانِ مبارک سے شاہے کہ زماں شباب میں جب آپ نے سیاحت کی ہے  
تو ایک روز دوپہر کے وقت کو ہستان میں گذر ہوا اور ایک چیانِ پیش  
فرمائی اور پھر اسی چیز سے کچھ آب سرو نوش فرمایا۔ وہاں اکثر خوشنام سنگریز سے  
پڑے ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک آپ نے میں اتحادیا اور اپنے دست مبارک  
میں میکر دیتے کہ ملا جنہل فرماتے تھے۔

بعد ازاں اس نگریز سے کو احرام شریعت کے دامن میں باندھ لیا اور دہاں سے چل دیئے۔ شب کو ایک موضع میں پہنچے اور ایک شخص کے دروازے پر استراحت فرمائیں۔ ایک گاڑی کھڑی تھی اسی گاڑی میں سنارہ پر وہ نگریزہ کھول کر کھدرا یا صبح کو آپ رخصت ہوئے تو اس نگریز سے کو اٹھایا جہاں وہ نگریزہ رکھا تھا دہاں لوہا جٹا ہوا تھا۔ اس کو اٹھاتے وقت حضور نے خیال کیا تو وہ آہن سیہ ناب طلاۓ خالص ہو گیا۔ اسی وقت حضور کو خیال آیا کہ لوہے کو سونا کر دینا نگب پارس کی خاصیت ہے۔ ضرور یہ مکرا پارس پھر کا ہے۔

یہ ما جرا دیکھ کر آپ کو یک گونڈ مسٹرت ہوئی اور دہاں سے روشنہ گونج بکھرنا کا سلسلہ نہیں ہو گیا تو ایک دیہت میدان ملا اس وقت آپ کو اس نگب پارس کی خاصی مسٹرت تھی میکن تھوڑے ہی عرصہ میں خیال آیا کہ تم تو خدا کی ذات کے سو اکسی دینیوں تعلق سے سرد کار ہیں رکھتے پھر اس کو باندھے بارہ پھر ناکہاں نگب جائز ہے۔

بس اس کو چینک دیا اور حصیقی مسٹرت حاصل فرمائی۔

مولوی بشیر از ماں عاصا حب تحریر فرماتے ہیں کہ نگب پارس جو لوہے کو سونا بنادے ہے ایک کہاوت ہے اور کوئی وجود اس کا نہیں ہے مگر حضور انور کے تصرفات و تاثیرات یہیں کو دیکھتے ہوئے یہ اٹا پڑتا ہے کہ حضور پر نور کے دستِ حق پر اور نگاہِ حقیقت آگاہ کی تاثیر پر تنویر سے اس نگریز سے میں یہ خاصیت پیدا ہو گئی یا ممکن ہے کہ قدرت کی طرف سے یہ اتحاد ہو۔ بیساک اکثر اہل اللہ پر گذر رہے کہ دیکھیں میدانِ ترک الشیر مرد ایسے حادث سے کہاں تھک محفوظ رہتے ہیں مگر حضور پر نور نے تھوڑی سی مسٹرت کے بعد جو باقی تھا بشریت ضروری تھی اس کو چینک دیا۔

بسم اللہ کیا عالی ہستی تھی۔ سے:

ایں زمیں پست داؤں چرخ بلند

برقرار از هستی پسراں ما  
ایک اسی قسم کا واقعہ نگہ پارس کے متعلق اور بھی ہے جس کو حضور  
نے خود بیان فرمایا ہے۔

ماجھی اوگھٹ شاہ صاحب دار اُنی ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ حضور انور  
نے ارشاد فرمایا:

”هم ایک پیاساڑ پر گئے ایک فقیر دہا رہتے تھے ان کے بہان ہوتے  
روز دورو طیاں ایک شخص لاتا تھا ایک ہم کھاتے تھے ایک وہ کھاتے تھے  
ایک روز فقیر صاحب ٹوکرائے کر چلے تو ہم بھی جھپ کران کے وجھے ہیچے چلے  
گئے۔ شاہ صاحب نے اُس ٹوکرے میں پتھر بھر بھر ک غار میں ڈالنا شروع  
کئے یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی کر چلیں یعنی اور اوپر سے بہت سے پتھر ڈال  
دیئے۔

ہم ان سے پہلے اپنی جگہ پر آگئے۔ صبح کو ہم نے شاہ صاحب سے  
کہا:

”اب ہم جاتے ہیں۔ یہ تو بتاؤ کہ یہ کیا تقدیم ہے؟“

شاہ صاحب نے کہا:

”میں اللہ پاک کی طرف سے مقرر ہوں کہ پتھر سے پارس تڑک کر جدا  
ہو تو اس کو غار میں پوشید کر دوں تاکہ کسی کے ہاتھ نہ لگے۔ بلکہ یہی کتنا تھا  
اور اسیں سے ایک طنکا تمہارے واسطے لیتا آیا ہوں۔“

ہم نے دریافت کیا:

”اس کا کیا ہو گا؟“

فقیر صاحب نے کہا:

”اگر لوہے پر اس کو لگا دو گے تو سو ۳۰ مو جائے گا۔ اس کو فرخت  
کر کے خرچ کرنا۔“

ہم نے کہا:

اگر یہ کھو جائے تو کیا ہو گا؟"

"شاہ صاحب بر لے:

"پھر اللہ مالک ہے۔"

امتنے کہا:

"پھر اللہ کا بھروسہ پہلے ہی سے کیوں تھی طریقہ؟"

یہ واقعہ بھی اُس واقعہ سے ملتا ہوا ہے اور یہ دلوں روایتیں خود حضور انور کی زبان مبارک سے مسموع ہوئی ہیں جو معتبر راویوں سے منقول ہیں۔

مولوی بشیر الزماں صاحب رمیس شدید لے ہو سنگ پارس کے غیر موجود ہونے پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور جن بزرگوں نے حضور انور کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جن مکاریں و مخالفین نے بھی حضور انور کی زیارت کی ہے وہ مان گئے ہیں کہ اس ذات عالی درجات سے جو کثرت مہربانی آجاتے گم ہے۔ لگری داعفات ممکن ہے کہ حضور انور کو عالم مثال میں مشاہدہ کرائے گئے ہوں۔ جیسے کہ ادیانے کام کے قدرت کی جانب سے اتحادات ہوتے رہتے ہیں۔

حضور انور کی تاثیرات اور خرق عادات دکرامات بدیکی قیسیں ان کے مقابل ایسا واقعہ ظاہر ہونا کچھ بھی حرمت انگیز نہیں سے ہے:

وہ خاک کو دیکھ لیں تو اکیر بنت

گر سنگ کو تھکرا لیں تو پارس ہو جائے

حضور انور کی کیفیات باطن تو نداہر ہیں کہ حاضر و غائب کی مدد فراہتے تمامی داعفات حالات آئینہ تھے گویا لوحِ حضور ظاہر و قلت سامنے رہتی تھی۔ اب آخر زمانہ میں حضور انور کی محفل میں ایک عجیب شغلہ ظاہر آتا تھا کہ اکثر لوگوں کو ایک تھان پکڑتے کہا دے ویا کرتے تھے۔ دیگر تھا اُفت اور احرام شریعت دغیرہ جو عطا فرماتے تھے وہ بطریقہ تبرک تھا۔ لکھا ہے تھرے کا تھان جس سکو

ریتے تھے وہ گویا پس ام موت ہوتا تھا۔

چنانچہ ایسے اکثر واقعات عین الیقین میں سولانا تھیر وارثی نے لکھے ہیں  
کہ آپ نے لوگوں کو تھان مرحمت فرمائے تو اسی سفہت میں ان کے انتقال کی  
**خبر اُن**

راقم الحروف کو بھی مشی عبد الغنی خان صاحب تبلد وارثی رمیں پور وہ  
عنی خان ضلع رائے بریلی نے اور دیگر بزرگوں نے ایسے واقعات حشم دید  
لکھے ہیں جن کو فرد اُفر زد اُنکھا بے سود ہے۔

ان واقعات سے ایک یہ بات خیال میں آتی ہے کہ شاید حضور پر نفر کی  
طرف سے ہمایت ہوتی تھی کہ اب سامانِ سفر تیار کرو یہ بات بہت مشہور ہو گئی  
تھی کہ جس کسی کو حضور اُفر کپڑے کا پورا تھان دیں اس کو سمجھ دینا پاہیزے کر قوت  
مرگ بالکل قریب ہے۔

اس شہرت سے بعض لوگ تھان کے عطا ہونے پر خافت بھی ہونے  
گے۔

چنانچہ حافظ پیارے صاحب ناتل ہیں کہ حضور اُنفر کی قدامت عالی  
میں ایک صاحب رحان خان نامی حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو تھان  
دینے کا حکم دیا۔

انہوں نے عرض کیا:

“حضور میں تھان نہ ہوں گا تھے بند ہوں گا ”

آپ نے فرمایا:

“ہمیشہ تھے بند یا اب تھان لیلو ”

انہوں نے عرض کیا:

“ابھی دنیا سے جی سیر پہنی ہوا ”

اس پر حضور اُنفر نے بتم فرمایا اور ہمہ بند دینے والے کا حکم دیا پھر  
اور لوگوں کو بھی سبق ہو گیا اور کوئی تہہ بسند کے سوانام ہی نہیں تھا۔

سید علی مادر صاحب پرستی قادری سجادہ نشین ساندھی صلح ہر دو قبیلے کے  
مرزا منم بیگ صاحبوارثی تحریر فرماتے ہیں ا  
”رمائی خان صاحب سے چند بار مرزا منم بیگ صاحب کو ملنے کا  
اتفاق ہوا ہے تو انہوں نے بیان کیا کہ میں تو مرہیں پچھا اتنا مگر حضور القدر نے میری  
قضائے مبرم کو معلق کر کے ٹال دیا ہے :

اد لیا راست قدرت از الہ

تیر حجۃ بازگرد اندوز را ۵

حضور انور کے تصریفات منیض آیات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حاضر و  
غائب تصریفات ظاہر ہوئے تھے۔

ٹھاکر ہنگامہ صاحب دارثی ریس ملا ڈلی صلح میں پوری سی نئے اپنے داشت  
بانی دائم ملاؤں کیں ایک عمارت دارث منزل کے نام سے تیکرائی جب وہ تیار  
ہو رہی تھی اس وقت کا واقعہ ہے جون خود ٹھاکر ہنگامہ صاحب دارثی بیان فرماتے  
ہیں :

”میں باہر گیا ہوا تھا جب طلاقی میں واپس آیا اور دارث باغ میں اس عمارت کا کام دیکھنے  
کے لیے گیا تو یہ مسحون ٹھاکر گلاب بٹھے نے بیان فرمایا کہ دو مزدور اور کچھ رجھے سے گرپس  
اور چوتھا بالکل نہیں آئی۔ اس بلندی کو دیکھ کر یہ بات قیاس میں نہیں آسکتی  
تھی کہ کوئی شخص اس پر سے گرے اور نیچے جائے۔ ٹھاکر صاحب کا بیان ہے  
کہ جمکروں یعنی نہیں ہوا حالانکہ جو گرے شے وہ بھی موجود تھے اور تصدیقی کرتے  
تھے۔ گریں سئے کہا یہ گپ ہے۔“ اگر اتنی بلندی سے گرتے تو ضرور باقاعدہ ہوں  
گے، بات۔“

اس واقعہ پر گفتگو ہرہی تھی کہ ایک لڑکا اس سے بھی اوپر پاڑ  
سے گریا اور گرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بے تکلف زینہ کے راستے سے  
اوڑ چک چک گیا۔

اس وقت ٹھاکر صاحب موصوف کو اور سب دریکھنے والوں کو

جیرت سکھیرت تھی۔

یہ نام باندھنور تھا جو اس عمارت کی تیاری کے وقت ٹھاکر صاحب کے شاہزادے گذر احمد کو حضور انور کے نام نامی سے نسبت تھی۔ حضور انور کی بات بات میں کرامت و خلق عادات کا ظہور ہوتا تھا تا یہ معروف شاہ صاحب دارثی ناقل ہیں کہ ایک صاحب پیر بخفت علی نامی جو حضور انور سے شرف بعیت رکھتے تھے۔ ان کے پاس درج بخفت قرار کی شخص سے انہوں نے گھنیا کہ اصلی درج بخفت کی یہ شناخت سے کر سید کے ہاتھ میں اگر دیدیا جائے تو زمین ہلنے لگے دیواروں کو جیبلش ہو دغیرہ دغیرہ۔

وہ اس امتحان کے لیے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب یہ تو کہا ہیں جا سکتا کہ حقیقتہ اس کی یہی شناخت ہے، مگر اس وقت جب انہوں نے پیش کیا تو حضور انور نے حسب دستور اس کو انہیں رہسترت سے لے لیا۔ اس وقت میں بھی حاضر تھا میں نے ویکھا کہ تمام حاضرین کے جسم ہل گئے اور زمین اور دیواریں ہلنے لگیں۔ آپ نے جلدی سے اس ہمکہ کو حضور دیا۔ اور فرمایا: ”اچھا اچھا اس کو ہمیں رکھو۔“

شیخ حسین علی صاحب نواب دارثی زین الدار سادہ منونا ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ دیورہ شریف میں کامک کے میدل کے موقع پر میسے جو تے چڑی چلے گئے میں نے منہدی زبان میں ایک کہت کھا اور اس گم شدگی کو نظم کر دیا۔ حضور کو سن یا تو آپ نے مبتسم ہو کر فرمایا: ”دل مگر ہر ہی ہے وہ گی ہمیں۔“

عجیب اتفاق ہوا ہے کہ میں مایوس ہو کر پرانے جو تے پہنے ہوئے نواب گنج کو بارہ تھا ایک صاحب اہمی آئے اور ہنے لگے:

”یہ آپ کے جو تے ہیں؟“

میں نے کہا: ”ہاں۔“

کہنے لگے: ”یجھے دھوکا ہو گیا۔“

حضرت اور کے حالات و اتفاقات کرامات آیات تختہ الاصفیا اور  
میں الیقین وغیرہ میں بہت مرتوفم ہیں۔  
جو کچھ خوارق عادت حضور سے ظاہر ہوئے دہ نظری طور پر اور بات بات میں  
ظاہر ہوئے تھے۔

راقم الحروف کو آپ کے مقدس اور مبارک حیات نظری کے اتفاق  
حالات کو بطور نزدیک ہونا منتظر ہے۔ تمام دکال و اتفاقات کے رقم کرنے  
کی جگہ اس سے ہوشی نہیں سکتی۔ اس سے یہ اکثر ردا یات خوارق عادت کر  
نکل انداز کر دیا گیا ہے:

وَامَانْ لِكَجَهٍ تَنَكَّلْ حَسَنْ تُوبَسِيَار  
لَكَچِينْ لِكَاهٍ تُوزَدَا مَالْ لَكَسْ دَارَد

## مشکرین و مخالفین کا نجام | جو مقدس نعموس

باقی بالله ہوتے ہیں وہ اسماۓ ذاتیہ و صفاتیہ میں سے کسی اسم کی تبلی سے  
خالی نہیں رہتے ہر اس کی تبلی کسی نہ کسی موقع پر ان پر وار و ہونی ناگزیر ہے  
لیکنواٹے فَرَدْ مَانْ مَقْدَسْ سَبِيقَتْ رَحْمَتْ عَلَى اَعْصَبِي  
اشال مکاشرہ حضور پر نور کے محسن اخلاقی میں ایسی درج ہو چکی ہیں جن سے  
ظاہر ہے کہ عموماً بلکہ عادتاً حضور پر نور مخالفین کی بداندیشی بُطْشَنْ و بدکوئی کا  
معاونہ لیکنواٹے بَذَرَعَوْتَ الْسَّيِّدَةَ بِالْحَسَنَةِ  
حسن خلقی سے فراتے تھے اور اپنے لطف و کرم سے بداندیشیوں کے دلوں  
میں بھی گھر کرتے تھے اور وہ آپ کے منحا و مطیع بلکہ عاشق زارین جاتے  
تھے۔ مگر کچھ و اتفاقات ایسے بھی پیش آئے ہیں میں تجلی وَاللَّهُ عَزَّزَ  
ذ و استفتام نے اپنا اثر دکھایا اور حاسدین و مشکرین کا فروشنہ تقدیر  
پورا ہونے کے لیے آپ کے ساتھ گت فنی دبے ادبی کا سبب پیدا ہو گیا۔

جیسا کہ داعیات ذیل سے ظاہر ہے :

خان بسادر سولوی محمد باقر خان صاحب دارالشیعیان کا کامٹر دریس  
راہے ہریں ناتقل ہیں کہ حضور انور ہبڑا تج تشریف یہے جاتے تھے پر اگ پوس  
ائیشنا پر ایک انہوں خلافتی تھا جو قد مبوح کو کے بیے بڑھا پڑتا تھا یہ مجید رکیج  
کر ریل کا گھار ڈبہت پریشان ہوا اور زائرین کو بید کے فردی یہ سے بدلنے  
اور ایک آدھ بید کسی کے مار بھی دیا۔

اس وقت حضور انور نے اس کی ضرر دیکھی مگر زبان مبارک سے کچھ  
ارشاد نہیں فرمایا۔

جب ہبڑا پچ کے ایشنا پر ریل سچی تروہاں ہنایت اعلیٰ پہنچانہ پر جلوس  
کا استھام تھا ہبڑا شصت صاحب کے بیے بھی نہیں ہوتا۔  
اس گھار ڈکر اس گستاخی کی یہ سزا فی کہ وہ ایک ماہ کے اندر مقدمہ فوجہ  
میں چھنس گیا اور برخاست ہو گیا۔

حضرت انور پر طعن کرنے والوں کا انجام اپنائیں ہوا اور یہ اس بید  
پلانے کی سزا ملی کہ مقدمہ فوجداری میں ماخوذ ہو مانپڑا۔  
مولوی شاہ عبدالبصیر صاحب تخلیف حضرت میاں محمد شیرشاہ صاحب  
حضرت اللہ علیہ (پسلی) بصیت، برداشت پندرہ یہ حضرت نئیے میاں صاحب بجاوہ  
نشیں حضرت میاں محمد شیرشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

ایک بہت بڑے تاجر کا داعی ہے جن کی ایک لاکھ روپے کی تحدیت تھی۔  
اور ہنایت ذمی وجہت لوگوں میں ان کا شمار تھا کہ وہ حضرت حاجی صاحب  
تلہ سے بیعت ہوئے۔ جب بیعت ہو پکے تو لوگوں نے ان کو بہکایا کہ وہ تو  
بے نازی ہیں تم کیروں ان سے بیعت ہوئے۔

کہنے سننے سے ان کے عقیدے میں فرق آگی۔ آپ کے ایک مریضہ آن سے  
لئے آئے تو تاجر نہ کمر نے آپ کی شان میں ہنایت ناروا الفاظ استعمال  
کیئے۔ آن کے پاس آپ کا تھہ پندرہ بھی تھا۔ وہ بھی انہوں نے غیض دعصب

کی حالت میں اُن مرید صاحب کے اوپر پھینک دیا۔ تب تو وہ مرید یہی جو  
ملئے کے لیے آئے تھے اپنے غصہ کو خوبی نہ کر سکے اور کہنے لگے :  
”تم نے حضرت کی شان میں اگت فی کی ہے اس کا انجام اچھا نہ ہو گا“  
چنانچہ یہی ہوا کہ اُس روز سے اس تاجر پر نکبت داد بار کی گھٹا چھائی  
وہ تجارت اور ان کا مال و م產業 سب برپا ہو گیا۔ یہاں ہمکہ کہ ان کو دربدہ  
بھیک مانگنے کے بعد مردت ضیب ہوئی۔  
ان کی حالت واقعی ہبایت عبر تناسک تھی۔ خداوند کریم نبڑگانی دین  
کا بد گولی سے ہر شخص کو محظوظ رکھتے۔

تاخیری رحمت علی صاحب اکر آبادی مکھتے ہیں :

قصبہ ملاڈی مطلع میں پوری میں حضور پر نذر و فتن افزود تھے ایک ہندو  
فقیر جو موضع مذکور کے نواحی میں رہتا تھا وہ حضور انور کی تشریف اور کی کافر  
کن کر حاضر ہوا اور دروازہ پر کھڑا ہو کر ناروا اتفاقاً استھان کرنے لگا۔ اس  
قسم کے الفایحی کہتا تھا :

”تو نے لوگوں کے دھرم بگارڈ دیئے اور یہ کر دیا، وہ کر دیا“  
حضور انور کو اطلاع ہوئی تو اپنے لئے طلب فرمایا۔ وہاں جو سامنے  
گیا اس کے لیے عطا و بخشش کے سو اکیا تھا۔ آپ نے اس کو نصف  
تہہ بند عطا فرمایا۔ بگرد وہ بدستور بدکلامی کرتا رہا اور وہ تہہ بند بھی نہیں لیا۔  
حضور انور نے اس کی مدد سے زیادہ بے ادبی و گستاخی دیکھ کر  
ارشادر فرمایا :

”اس کو نکال دو“

جیسے ہی حکم ہوا اور وہ پاہر نکلا گیا تو زار و قطار روتا تھا اور وہ دیوار  
سے سرا تنا تھا اور کہتا تھا :

”میں لٹٹ گیا کسی کام کا نہ رہا۔“

خابنجی محمد اروت خاں صاحب متوفی مرسان مطلع علی گرد حد جو خاندان

نضبند یہ میں حضرت شاہ رفعت خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت  
ہیں۔ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ میرا پڑھ دیا ہے :

ایک مرتبہ حضور اور مقصہ چاند پور میں مرازا خوشعل صاحب رئیس چاند پور  
کے بیان قیام پذیر تھے۔ اکثر لوگ خدمت عالی میں حاضر تھے، میں خود بھی اس  
میں درست کی محفل میں موجود تھا کہ دشمن اپنے کم خدمت عالی میں حاضر ہوئے  
یہ دونوں آپ اپنے کو بڑا صاحب کمال درویش مشہور کرتے تھے۔

جس وقت یہ دونوں حاضر ہوئے تو ہبایت جملات سے یہ گستاخانہ  
الخاطر زبان پر لائے :

”فیقیری تو دوڑ رہے، آپ کے ول کی سیاہ بیجی ابھی نہیں گئی۔“

آپ نے یہ سن کر ان کی طرف نظر فرمائی اور صندل را سقدار ارشاد

فرمایا :

”تم خود سیاہ ہو۔“

یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگوں کے دمکتے دمکتے ان کا تمام جسم یا  
ہو گیا۔۔۔۔۔!

حاضرینِ محفل پر اس وقت عجیب عبرت اور حیرت کا عالم ملاری تھا  
وہ دونوں سیروں کو اسی وقت پریشان و بدحواس رخصت ہوئے اور اسی  
حالت میں تیرے دن دونوں فوت ہو گئے۔

یہ بلے ادبی کا فردی نتیجہ ظاہر ہوا۔

اللہ ایسے خیالات سے پناہ مید کتھے :

از خدا خواہیم توفیق او ب

بے ادبِ محروم ماند از لطفِ رب

ایسے و اتحات بھی گذرے ہیں کہ اکثر من اغین اعڑاضی کرنے کی غرض  
سے حاضر ہوئے اور اطلاع ہونے پر ان کو باریابی کی اطلاع میں تونف کی  
وجہ سے حاضر ہی نہ ہو سکے۔

چنانچہ ایس غلام حاجی صاحب متولی را نے بریلی کہتے ہیں :  
میرسکر مکان پر حضور انور قیام پذیر تھے، ایک موسمی صاحب تشریف  
لا نے جو کہنے لگے :

"میں دریافت کر دل گا کہ آپ نماز کروں نہیں پڑھتے" ۔  
چنانچہ اطلسی ہونے پر بلاۓ گئے تو دروازہ پر منجھے ہی مولوی صاحب  
کے تمام بدن میں رعشہ آگیا۔ ووقدم اعتمانا دشوار ہو گیا ناچار سب اہر ہی سے  
حضور انور کی حقانیت سے مغلوب ہو کر پڑھنے لگے۔ لوگوں نے پہت کہا چلے  
گر مولوی صاحب ایسے حواس باختہ ہوئے کہ انہوں نے ایک ذہنی اور اپی  
چلے گئے۔

حضور انور پر اعراض کرنے والوں کو بھی خدا کی طرف سے مختلف نظریں  
ملی ہیں۔

## اکھڑا خست کی حقیقت

حضور انور کے بعض  
و اتعات دیکھنے

— سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین و منکرین کو آپ کی ذات محمود اصفہات  
پر کچھ اعراضات بھی تھے اور تمازج کی درجہ گردانی سے یہ بات اپنی طرح  
ظاہر ہوتی ہے کہ کسی بھی ولی کی زندگی مخالفین کے اعراضات سے پاک  
ہشیں گزری۔

یہ بحث بہت طویل ہے اور اس بحث میں بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔  
حضور انور پر مخالفین کے دو اعراضات ہمایت شد و مد کے ساتھ  
تھے جو حسب ذیلیں ہیں :

- ۱۔ آپ نماز نہیں پڑھتے تھے۔
- ۲۔ آپ طوانغوں کو علائیہ مرید کرتے تھے اور ان کو اس ناجائز پیشہ  
کے ترک کرنے کی ہدایت نہیں فرماتے تھے۔

یہ دراز اغتر ارض بہت شہر ہیں جو فنا یعنی دنکرین کی زبان سے اکثر  
نہ گئے۔

پہلا اغتر ارض واقعات سے نہاد ثابت ہوتا ہے کیونکہ اکثر واقعات  
میں آپ کے خارق عادات و کلامات کے ضمن میں ناز کا ذکر آیا ہے۔  
جس سے نماہر ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے جویں و استغراق کی حالت میں  
بعض واقعات نماز نہیں بھی ہوتی اور یہ از خود دشکل کا عالم ہے جیسا کہ خود  
حضور انہر نے چار عالمیں سے ان کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا  
”جو روزگارہ اس پر کب فرض ہے جو کچھ نہیں رکھتا اگر تم شراب بجاز  
کے سکر کے قابل ہو تو لا محال اس شراب حقیقی کے سکر کا بدرجہ اویں قابل  
ہونا پڑے گا۔ پھر کب سکر میں نمازو زدہ ہے؟“

اسی قول کے مطابق ایک بزرگ کاشمر ہے:

فَتَيْتَ الْيَوْمِ مِنْ عُشْقٍ صَلَّى

فَلَدَادِ رَحْ عَشَادِ مِنْ عَدَادِ

اسی مضمون کو مولیانا روم بھی اس طرح ادا فرتے ہیں ہے:

مِنْتَهِيَّ كَاهِيْدِ زَبُوْنَيْ شَاءِ فَسَرَدِ

صَدَّحِمِ نَيْ دَرَسِ وَمَغْزَانِ نَكَرَدِ

پَسِ بَرَا وَسَلَكِيْتِ پَوَلِ باشَدِ رَوَا

اَسَّبِ سَاقِطَ گَشْتِ دَشَدِ بَيْ دَرَتِ پَيَا

مولو کی رونقی علی صاحب دارثی الرزاقی پیغمبر پوری لکھتے ہیں کہ  
حضور انہر کی خدمت عالی میں ایک بڑے زاہد حنف عالم حاضر ہوئے جو اپنے  
نہدو علم پر بہت نماز متعے انہوں نے دروازہ ہی سے کتنا شروع کیا:  
”آج نماز کا جنگل اسہوگا اور یہ مشد طے ہو کر رہے گا (یہ عالم حاصل  
شاید سید محمد ابراہیم شاہ صاحبؒ کے رشتہ داروں میں سے تھے) جب خدمت  
عالی میں پہنچے تو پہنچے نماز کے فضائل از روئے قرآن اور حدیث شریف بیان

کرتے رہے جحضور پر نور بخندہ پیشانی سب کی تصدیق فرماتے رہے ہے۔ پھر ترک صلوات کے احکام سزا و جزا بیان کرنے لگے۔ حضور انور ان کی بھی تائید فرماتے رہے اور برضا و رغبت سنتے رہے۔ جب وہ خوب بیان کر کچھ تو آپ نے مسکرا کر نہایت شفقت سے ایک گھومنا ان کی پشت پر مارا اور فرمایا:

”مولانا یہ سب پوچھ بے گریہ بتاؤ کہ جب کوئی کس کے پاس بیٹھا ہو تو وہ اس کو نام یکر کس طرح پکارے۔ وہ تو کوئی حرکت ہی نہیں کر سکتا اور مولینا ادب کی لذت میں اور عبادت کی لذت میں بُرا فرق ہے۔“ اس وقت حضور انور کا ہبھے نہایت امکار و ادب اور بے پار گئی کاشا تو خداوند تعالیٰ کی شان کے مقابلوں حضور فرمادیستھے اور ارشاد فرماتے وقت پشمائن مبارک بھی آبدیدہ معلوم ہوئی تھی نہداہی ان انعاموں کیا تاثیر تھی کہ مولینا سب دلائل ذمہ دشہ ہو گئے اور ان کو جواب بٹانی مل گیا کہ باپشم پر فرم و پر کیت وہ حضور کی مفضل سے باہر آئے۔ حضور انور نے یہ ارشاد فرمایا:

”علمائے خواہی کا ہبھے مذہب ہے کہ جو دیکھ کے سجدہ کرے اس کو کو تو کافر کہتے ہیں اور جو بے دیکھے سجدہ کرے وہ مومن کہلاتے۔ اسی کو اندر مھاپن کہتے ہیں۔ بلکہ حق یہی ہے کہ جو دیکھ کے سجدہ کرے وہی مومن ہے۔“

جیسا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ویسا ہی مولینا و مرتضیۃ اللہ علیہ بھی مٹنوی شریف میں فرماتے ہیں ہے:

ہر کہ خراب لفڑاں گشت عین  
سوئے ایمان رفتش میں اں تو شین  
ہر کہ شد مرشد عراوجا امردار  
ہست خسراں بہر شاہیں اجتار

ہر کہ با سلطان شد او ہمیشیں  
 بروش بودن بو وحیفت و غمین  
 دست بو شش چور سید از بادشاہ  
 گرگزیند بوس پا باشد گناہ  
 گرچہ سر بر پا نہادن خدمت است  
 پیش آں خدمت خطاؤ ذلت است  
 شاه راغبیت بود بر ہر کہ او  
 بوگریسند بعد ازاں کہ دیده رو  
 حضرت مولیانا شاہ ہدایت علی صاحب محدث کھنلوی ہر کہ محراب  
 نازش گشت عین ایک شرح کشف العلوم میں تحریر فرماتے ہیں جو حسب  
 زیل ہے :

”جس شخص کی محراب ناز عین اللہ ہو گئی۔ یعنی اس کو عین مشاہدہ ہو رہا ہے  
 تو اس کے واسطے ایمان کی طرف جانا ایک قسم کی برائی ہے اور عیوب ہے کیونکہ  
 جس پر ایمان لایا ہے وہ خود سامنے موجود ہے پھر اس وقت و درستی طرف  
 متوجہ ہونا عین خطاء ہے کیونکہ پھر ایمان لائے تو کس پر لائے۔  
 جس کی چشم باطن کھل گئی اور مشاہدہ عین حق ہو گیا تو اس کو ناز خلا ہری  
 اور عبادات و درستی قسم کی گوئے بظاہر مفہوم سی معلوم ہوتے اور ایمان  
 بالغیب سے اس کو کب تسلی ہو گی۔

خلا ہری قیود و اسلط خلا ہریں کے ہیں۔ ان کی تکلی ایسی عبادات سے نہیں  
 ہوتی ہے۔ ہاں البتہ ایسی حالت میں بظاہر گونہ بخلاف طریقہ آنحضرت لازم  
 اور گی یہ آخر ہے۔

لیکن اس کے بیان میں زبان ساکت ہے اور عاقل کے واسطے مشاہد  
 کافی ہے کہ

مشلاً آنتاب کے غرائب کا وقت ہے اور ایک شخص پہاڑ کی چوڑی

پر بیٹھا ہوا آفتاب کو دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ وہ عزوب ہو گیا ہے۔ اور دوسرا شخص جو کہ پیار کے نئے گھری ہاتھ میں لیے کھڑا ہے وہ کہتا ہے:

”ابھی عزوب نہیں ہوا ہے اور اس کے ٹوٹنے میں دس منٹ باقی ہیں۔“

اب اس وقت — ایک چوٹی پر بیٹھا کیکھ رہا ہے اور اپنے مٹ سے دلچسپی کرتا ہے اور دوسرا پیار کے نئے ازروے گھری و خوشی کرتا ہے۔ پس ایسی صورت میں ہر شخص کے نزدیک قول پیار کی چوٹی والے کا مقبرہ ہو گا۔

اسی طرح مشاہدہ عین ذات کا مقابلہ ار باب شریعت کے زیادہ تر قابل تبoul دو ثوقہ ہے (از کشف العلوم) مولانا محمد ہدایت علی محدث نکحی) مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مشوی شریعت میں متعدد مقام پر عارفان باللہ کے فلسفہ عبادت پر روشنی ڈالی ہے کہ احکام شریعت اور خاکہ دروزہ اسبابِ ظاہری ہیں۔ جب نشہ شرابِ محبت میں انسان سرشار ہر جاتا ہے اور اس کو شاہزادی کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تو ایسا کفر بھی ایمان سے بڑھ کر ہے۔ ایسی خطابیِ ثواب و اطاعت سے زیادہ ہے:

آتیش از عشق در جان بر فروز  
سر بر فنکر و عبادت بالبوز  
موسیا آدابِ دانان دیگر اندر  
سر خستہ جان دروانان دیگر اندر  
عساشقاں را ہر نفس سور زید نیست  
بر رودہ دیران شرایق و عشر نیست  
خون شہیدان را ز آب اولی تراست  
ایں خطاب از صد ثواب اولی تراست

در درون کعبه رسم مبدل نیست  
 چونم از غواص را پا چپد نیست  
 از سرستان مسلام زمی بجو  
 جامه حاکم را پس فرمای رفو  
 بنت عشق از همه دین با جد است  
 عاشقان را نه بدب و ملت خدا است  
 لعل راگر نهر بنود پاک نیست  
 عشق در دنیا نه غم غفت ک نیست

حضرت مولیانا قدس سرہ العزیز ایک دوسرے موقع پر نماز روزہ  
 کی حقیقت پر بحث کرتے ہیں کہ یہ اسبابِ محبت ہیں۔ جس طرح آغازِ الغت  
 میں مجبوب کو تھافت وغیرہ بھیجتے جاتے ہیں جن سے مراسم دار تباہیں پکیں  
 پیدا ہوا سی طرح یہ صوم و صلوٰۃ لوازمِ محبت ہیں۔ بگرہبِ عشق میں بخستگی  
 آجائی ہے تو معاشر قبیل عاشق کی طرح عشق کی متناہیں کشش سے سخنخی آتا  
 ہے اور من و تو کی گفتگو نہیں رہتی تزالہ ہر می اسباب پر بھی نظر نہیں جاتی یہ سب  
 ابتدائی مراحل ہیں۔

مولیانا فرماتے ہیں ہے :

در اثر بنود سبب ہم مظہرت  
 ہمچو خوشی کر محبت فبد است  
 بنود آنکہ نور حقش شد امام  
 مراثر ہا یا سبب ہرا غلام  
 چونکہ نور اللہ در آمد مشام  
 مراثر ہا یا کس بنود غلام  
 تا محبت در درون شعلہ زند  
 زفت گرد و دوز اثر فدار غ کند

حاجتیش نہ بود پسے اعلام ہر  
چنوں محبت لوز خود زد بسہر  
ہست تفضیلات تماگ دستام  
ایں سخن میکن بخو تو واسلام

ان اشعار کی شرح مولینا بحر العلوم حبیب ذیل فرماتے ہیں :

”حاصل آنکہ ایں افعال بیرون چوں صوم و صلواۃ آثار محبت ست اگر  
لا غلط کر دہ نشوون آنکھ دہ باشد پس مظہر سبب محبت ست مر جمیعت راد  
آں علم تو حید و قدرت کاملہ حق و غرق کر دن در غیرہ تائے خود ایں سبب  
محیط است و مضر عمان تغییر است یعنی چنانکہ محبت نہیں ماہین راخیشی سبب ظہر  
و بورن خوشیں سان محبت مخلوقی منافی تغییر نہیں چنانکہ ولی محمد گان کروہ (بجز المعلوم)  
صفحہ ۲۶۰، ایک اور مفہام پر حضرت مولینا روم فرماتے ہیں :

”احکام شریعت نمدوں کے لیے ہیں۔ مردوں پر ان کا اجر ایسیں ہو سکتا  
جو خدا کے نیکے بندے خدا کی محبت میں فنا کا جام پل کچے ہیں ان کی حالت مردوں  
سے بدتر ہے :

شرع بہر زندگان داغنی است  
شرع بر اصحاب گورستان کجا است  
آن گرو ہے کو فقیری پے بزند  
صد جہت زال مردگان فنا نی ترند  
مردہ از یک روست نی در گزند  
صومیان از صد جہت فانی شدند  
مرگ یک قتل است دائیں کی صد هزار  
ہر یکے را خون بہتے ہے شمار  
ظاہر ہے کہ اہل عشق و محبت کا کوئی کام عشق و محبت کے خلاف  
نہیں ہوتا اور کمال عشق میں غلبہ محبت است خراق عجب حقیقی کے ساتھ

لازمی ہے۔ ایسی حالت میں جب ظاہری زندگی کا رخ پلا ہوا ہے تو الحکم شریعت کی اگر بجا آمد سی شد کیجیے جائے تو محل اعتراف نہیں ہے۔ حضرت انور کی ذات اقدس پر تحریقی زمانہ ملکرین کو اعتراف ہے یہ انکی ناد اقتصیت پر عینی ہے ورنہ ارباب شریعت و طریقت نے اکثر زمانہ نے سلف میں بھی ایسے مخدوس نفوس کو دیکھا ہے اور ان کی بزرگ و برتر سی کام اعتراف کیا ہے۔

پشاچ پر مولیٰ ناجانی رحمۃ اللہ علیہ نعمت الاش میں مکتوب ہے :

شیخ عبداللہ یافی رحمۃ اللہ علیہ گفت کہ یکے از اہل علم مر اخبر واد کیے از فقر ارا نیمید یند کہ نماز گزارو۔ روزے امامت میکر و نہ داونشستہ بود فقیہے از سرانکارا اور اگفت بر خیز نماز بہ جماعت گزار برخاست دیا اشن تبکیر نماز گفت رکعت اول گزارو و فقیہے مکفر در پلسوئے او برو و چوں پر کعت دو مرم بخاستہ۔ فقیہے نظر بود کے دیگر وید غیر آن ووکس کہ اول نماز می گزار و نہ دو کعت چہارم دیگرے وید غیر آنہا چوں سلام داد نہ دید کہ ہا کس اول سرت بر جائے خود نشستہ واذ آن کس کر در حال نماز دیدہ بود اثر سے نبڑو۔ آن فقیہہ نظر پر کرد اذ بخندید و لے فیقد کدام کیک ازاں چہار کس باشناز گزارو۔

شیخ عبداللہ یافی گوید کہ مثل ایں فقیہہ شنیدم کر صادر شد اوقضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ تبا بخشی از فقیہہ اوقاضی موصل راشبت بھے انکار تمام برو یک روز وید کہ در بیکھ کو جھائے موصل از مقابل وے قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ می آید خود اندیشید کہ بر اوقضیہ دیرا بحاکم رسانم تا دیرا بیسیا بر ساند ناگاہ دید کر بصورت پلڑوان گز دے بر آمد و چوں مقدارے دیگر ویں آمد بصورت اعزابی بر آمد چوں نزدیک ترشد بصورت عاملے بر آمد چوں بر قاضی رسید گفت اے قاضی کرام قضیب البان را بحاکم میسر سی دیست

یکنی قاضی از انکار نہود تو بہ کر دو مرید شد، پسچے عبدالقادر صنی اللہ تعالیٰ عنہ گفتہ کو قصیب ابان نازنہ می گذر دکھت آیچ گھویند کہ "سرور در خانہ کعبہ در سکون است" (نفحات الانس)

### ترجمہ: نفحات الانس

شیخ عبداللہ یا فضیل فرماتے ہیں کہ ایک عالم نے مجھ سے بیان کیا،  
ایک فقیر ہے جس کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ ہر چیز  
اس سے تائید کی جاتی ہے گروہ گزینہ کرتا ہے۔  
ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا کہ نماز کے لیے اس سے کہا گیا وہ شریک  
جماعت ہو کر نماز پڑھنے لگا۔  
جب دوسری رکعت ہوئی تو دیکھا کہ کوئی اور شخص ہے۔ جو تھی رکعت  
میں دیکھا کہ اور کوئی ہے، جب سلام پھیرنے کے بعد دیکھا تو وہ ہی فقیر  
اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا اور انہر سے افادہ میں سے جن کو حالت نماز میں دیکھا تھا  
کوئی نہ تھا۔

فقیر نے اس کی طرف دیکھا تو اس فقیر نے مسکرا کر کہا:  
اں چاروں میں سے کس نے تمہارے سامنے نماز پڑھی؟  
عالم صاحب کا بیان سن کر شیخ عبداللہ یا فضیل نے فرمایا:  
ایک ایسا ہی واقعہ مجھے ہمیں معلوم ہے کہ موصل کے قشرع اصحاب  
کو جناب قصیب ابان علیہ الرحمۃ سے انکار تھا۔ ایک روز حسن اتفاق سے  
ایک گلی میں شہر کے قاضی و مفتی صاحب جان سے مل بیٹھر ہو گئی۔ ان دونوں صاحبوں  
کے دل میں خیال آیا کہ ان کو پچھلے کے ماکم وقت کی خدمت میں لیجا ناچا ہے  
تاکہ ان کو منزلا ملے۔

جب یہ دونوں قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضرت قصیب ابان علیہ الرحمۃ

ایک قوی ہیکل پر اون کی شکل میں ہیں۔ جبکہ کسی تعداد زدیک ہوتے تو کہیا کہ  
ایک اعلیٰ بک صورت میں ہیں۔ جبکہ بالکل قریب ہوتے تو وہ ایک فشرے  
عالم کی شکل میں نظر آتے۔

جب تاضی صاحب سے چار ایکھیں ہوئیں تو فرمایا،  
کہ تو قصیب البان کو پکڑا کے حاکم کے پاس لے جاؤ گے اور کے سزا  
دراؤ گے؟

تاضی صاحب نے تو پہ کہ اور فوراً مرید ہو گئے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا،

«قصیب البان نماز نہیں پڑھتے!»

تو آپ نے فرمایا،

«کچھ نہ کرو ان کا سر خاڑ کعبہ میں سجدہ میں ہے!»

نعمات الاش کی جو عبارت نقل کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت  
غوث الاعظم کے زمانہ میں بھی ایک بزرگ گزرے میں جن پر نماز نہ پڑھتے کہا  
ازام تھا مگر حضرت غوث الشعین نے ان کی سمت فرمایا:

«یچھ مگوئید کہ سروے در خاڑ کعبہ دبودست!»

حقیقتہ وہ تاکہ نماز نہ تھے یہ نہ ہر بیان نگاہ ہوں کا تصور تھا کہ ان کو  
مورداً ازام بنایا۔

اسی طرح دیگر بزرگانہ دین نے بعضی کھابے چنانچہ مولیانا شاہ تراب  
علم صاحب تلمذ قدم سرہ العزیز فتح الکنوز میں تحریر فرماتے ہیں،

و بدان لے برادر بعضی بندہ ہائے خدا انہ کہ ہر چنچ نماز نہ گزارند گویا کہ  
و بعضی بر مدینے و بعضی در بیت المقدس و بعضی فرقہ سید اسکنندہ بعضی  
بر جبل تلاف و بعضی در قبیہ و بعضی بر جبل عظیم کم مشرفت است بر جرسیں  
ہم اکثر ایسیں قسم مردان را جنتند و گریند تاکا لاصقاً استخلاکر دو اہل ایسی مقام

مے وانہ کتارک صلوٰۃ از چه باشد از کسل و تہادن یا وجہ دیگر و عبد العالوٰر  
و شطوطی گفت چند کو یہ مل مصرا کے عبد العالوٰر نماز میں گزارو و اللہ باہرگز  
قطع صلوٰۃ نہ میکنم مارا اماکن سست آجیا میخواشم و خبر داو ادا شیخ محمد نیز کر  
ابراہیم المبسوٰلی بادیہم کر ہرگز ظہر در مصرا می گزارو و مردم گفتند گفر ظہر در  
ابراهیم فرض نیست اذ ظہر اور جامع ابیض میخواهد و سید علی خاص میز ظہر در ہمان طبق  
میخواهد

---

دیشیخ بدر الدین اوسا  
میگفت یا شیخ ظہر برکو قریضہ است و شیخ ساکت یہا نہ دو شیخ یوسف  
کرو خبر داو مارا کر اذ ظہر را با سید ابراہیم در جامع ابیض بارہ خواند و دیدم  
امام آن مسجد امر و بوجوان نجیف البدن وزیر ڈگ پچھلے غفاران کیلئے حاضر  
شد مزد عباد العالوٰر و شطوطی و تکیہ اذ ان ظہر شنید بغایطیہ و گفت مارا پوشا  
نید بخلاف پوشانیدم دیدم کہ زیر غلاف کے شریود بحد ازان پیا اس بعد پا  
نزدہ در جمود علی خاص میز بعد ازان ظہر در واڑہ خود بند می کرو بعد ساعتے  
میکشاد روزے وقت بند کردن ویدندا در ایسا فتنہ حاصل ایک احوال  
را در کار آہنا تسلیم باید کرو و عارفان را کہ مقتند ائے هر دم اندھن ظہار  
ضرور سست کہ حق بجا ہے تعالیٰ حرام رابر کے اولیا مباح نکر ده و نہ شرعاً  
را منحر و بنی ما آخر رسیل سست و نیت ناسخ شرع اور اکئے و شیخ  
فرمودہ ولی رامبادرت نیا یہ بر معصیت کے مطلع شدہ در تقدیر ایسی در حقیقت  
چنانچہ جائز نیست کے لاؤ کہ کشف شدہ یوے کے ملاں روزہ رمضان سیار  
خواہ شدہ مبارتہ بر فطر آن روزہ نکنند تا و تکیہ سیار مشود پر کہ حق تعالیٰ  
مشروع نہ کر ده فطر بر دے گل در سیار می تا انتظار سیار می صبر نماید ایسیست  
مذہب سیار مذہب محققی والسلام

## ترجمہ: فتح انکنوز

اور جاننا چاہیے کہ بعض خدا کے بندے ہیں جو بظاہر پانچ وقت کی نماز ادا نہیں کرتے مگر کہکش میں اور بعض بدینہ میں اور بعض بیت المقدس میں اور بعض سید سکندر می پر اور بعض کوہ قات پر اور بعض قبر میں اور جبل معالم پر جو بزرگوں میں ہے۔ پس اکثر لوگ اس قسم کے افراط کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں:

”یہ تارک الصلوٰۃ ہیں“: ایسے لوگوں کو جو تارک الصلوٰۃ کہتے ہیں وہ بزرگ خطا ہیں اور اس مقام پر پہنچنے والے جانتے ہیں کہ تارک الصلوٰۃ کس وجہ سے ہے۔

کسل سے یا سستی سے یا دوسرا وجہ سے اور عبد القادر و شاطری نے فرمایا ہے کہ بہت سے اہل شہر کہتے ہیں:

”عبد القادر تارک نماز ہے“:

ولئے ہم ہرگز نماز ترک نہیں کرتے ہمارے لیے مواضع ہیں وہاں نماز پڑھتے ہیں“: عجکلو شیخ محمد سے بھی معلوم ہوا کہ ابراہیم ملتونی کو دیکھا گیا کہ ہرگز نماز نہ صریں ہیں پڑھتے لوگ کہتے ہیں:

”شاید ظہر، ابراہیم پر فرض نہیں ہے“:

وہ نماز ظہر کو جامن ابیض میں ادا کرتے ہیں۔

شیخ بدر الدین جو تید علی خواص کے مرید تھے۔ وہ اپنے پیسے کہتے تھے،

”اے شیخ نماز ظہر آپ پر فرض ہے۔“

شیخ یہ سکر فاموش رہتے تھے۔

اور شیخ یوسف کردی نے ہمکو خبر دی کہ انہوں نے ظہر کی نماز تید

ابراہیم کے ساتھ بامح ابیض میں بار بار پڑھی اور میں نے دیکھا کہ امام اس  
سچد کا بینی جامیح ابیض کا بے ریش جوان ندو رنگ مثل زعفران کے تھا۔  
ایک مرتبہ میں شیخ عبدالقدوس و شٹوٹی کے یہاں حاضر ہوا۔ اس وقت  
ناز ظہر کی اذان تنگی گئی بس وہ زمین پر لوٹنے لگے اور مجده سے کہا:

”مُجْكَحُو غِلَافَ سَهْقِيَادُ“

بس میں نے ڈھاکہ دیا۔ میں نے دیکھا کہ غلاف کے اندر کوئی نہ تھا  
پسندہ منت کے بعد وہ آگئے، اور علی خواص بھی بعد اذان ظہر اپنے دروازہ  
بند کر لیتے تھے اور ایک گھنٹہ کے بعد کھولتے تھے۔ ایک روز دروازہ بند  
کرنے کے بعد ان کو دیکھا تو موجود نہ تھے۔

حاصل یہ ہے کہ اس باب مال کو ان کے کاموں پر چھوڑ دینا چاہئے  
اویتا اللہ کو جو مقصد ایں ظاہر ک حفاظت ضرور ہے۔ اس لیے کہ حق بجاہ  
تعالیٰ نے حرام کو اویتا میں سے کسی پر مباح نہیں کیا اور نہ شرع کو منسوخ  
کیا۔ اور ہمارے نبیؐ آخر رسول میں اور آپؐ کی شریعت کو کوئی نسخ کرنے  
والا نہیں ہے۔

”نسخ نے فرمایا ہے کہ ولی کو ایسی معصیت پر بوجتہ دیرا الہی میں اس کے  
لیے مکن ہو جلدی نہ کرنا چاہئے۔

چنانچہ یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ نہ لال  
روز رمضان میں وہ یہاں ہو گا تو اس روز انتظار میں جلدی نہ کرے۔ بیمار  
ہونے مکہ انتقال کرنا چاہئے۔

یہ ہے سارا اور عقیقین کا مذہب۔ دامتلام۔

حضرت قطب الشیخ بندر گل مولانا شیخ محمد اکرم صاحب رحمی الحمد و سی و ہم در  
لطائفِ تدویسی از پر خود قطبِ عالم شیخ عبدالقدوس شترمی الحنفی نقشہ میں کہ کہ  
فسود حضرت شیخ اشیورخ رعایت شرع کردہ کو حفظ اذن اصلی حکیمیہ فرمودہ راقمہ دینہ

کر در ترک فرا اپنے باک شو اشتداد چنانچہ حضرت شاه شرف بولی تلکند ربانی  
 پتی دخواجہ کر تلکند و اشایہ با خود دیده ایم کر شیخ حسین ہبہ درست ٹھم جو شوری  
 تلکند مسلطان ترک فرا اپنے داشت با وجود آنکہ از علامتے مخلوک برو حضرت ناطب  
 عالم می فرماید کہ شیخ محمد جو شوری را گفتم کہ شیخ حسین نمازی کنار و شیخ محمد  
 فخر الدین فرمود مانع می گویم کہ شیخ حسین نمازی می گزار و شیخ حسین یکب  
 ترکت ای در راه خدا تعالیٰ است یکن و سے راه تلکند ریه وار و مار اقصو  
 د ہم شیخ رکن الدین در طالعت قدوسی می گویید عزیز من ترک فرا اپنی از  
 تلکند ریه من حیث از تاہیر یا از آنست کہ حق تعالیٰ ایشان رامرت پر روحی عطا  
 فرموده است و قدرت داده است کہ چند ارواح در یک حال و یکت تلت  
 خود را چند جا بنا یند پس اگرچہ دو قتے و در مقامے ترک فرا اپنی  
 از ایشان دیدی شود تو ان بود کہ سید رین وقت در مقامے دیگر فرا اپنی بجا  
 وہ و ناز آنست کہ در عقل شان کر مناطق تکلیفت سنت خلیله پدید آمدہ است  
 و معتره شده اند و بر عتره تکلیفاتِ شرعیہ نیست چنانچہ پر محظون نیست  
 پس ایشان بر خصت شرع غیر مکلف شده اند اگرچہ من حیث الظاهر  
 در بعضی امور ہوشیار می از ایشان دیده می شود چون عقل کر مناطق تکلیفت  
 ندارند غیر مکلف اند۔

### ترجمہ : مصنوعت باد

البراسوی رحمۃ اللہ علیہ اعتباں الانوار می تحریر فرماتے ہیں۔ لطائف  
 قدسی میں اپنے والد بزرگوار شیخ عبد القدوس تکلیف ہی سے نکل کرتے ہیں کہ حضرت  
 شیخ الشیوخ نے فرا اپنی کی تکلیف اشتہر تلکند ریہ میں فرمائی ہے وہ شرع  
 کو رعایت سے ہے اور ہم نے تلکند ریہ کو دیکھا ہے کہ فرا اپنی کے ترک  
 کرنے میں کسی قسم کا خوف نہیں رکھتے۔ جیسے کہ حضرت شاہ شرف الدین بولی  
 تلکند پالنی پتی یا خواجہ کر کے تلکند را در مثل ان دونوں کے ہم نے خود دیکھا ہے

کر شیخ حسین سہروردی جو شپوری تلمذ رضا افضل بالکل ترک کر دیتے تھے با وہ تکریب  
وہ بڑے پایا کے ملائیں سے تھے۔

حضرت قطب عالم فرماتے ہیں: «شیخ محمد فخر الدین جو شپوری سے میں نے کہا کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتا۔

شیخ محمد فخر الدین» نے فرمایا:

«سم نہیں کہ سکتے کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتے۔

شیخ حسین ایک نزکت ان خدا کے راستے میں ہیں بکیں وہ طریقہ تلمذ ریہ  
رکھتے ہیں اور سہمِ صنوف کے طریقہ میں ہیں۔»

ادریسی شیخ رکن الدین اطاعتِ تہذیب میں لکھتے ہیں۔

اعضنِ ترک فرا افضل تلمذ ریہ سے باعتبار ظاہر کے ہے یا اس وجہ سے  
کر خداوند تعالیٰ نے ان کو مدارجِ روحانی سے سرفراز فرمایا ہے اور یہ ملت  
عطاؤ رہا ہے کہ چند رواح کے ساتھ ایک حال اور ایک وقت میں اور ایک  
تمام میں ترک فرا افضل ان سے دیکھا جاتا ہے تو مکن ہے کہ اسی وقت کسی  
دوسرے مقام میں فرا افضل ادا کرتے ہوں۔

یا اس وجہ سے کہ ان کی عقل میں جو دار و مدارِ تکلیف ہے کوئی تبدیل  
ظاہر ہوئی ہے اور معنوہ ہو گئے ہیں۔ اور معنوہ پر تکلیفاتِ شرعی نہیں ہیں۔  
بیسے کو مجتوں پر نہیں ہیں۔

پس یہ لوگ موجب شرع غیر مکلف ہیں اگرچہ باعتبار ظاہر بعض امور  
میں ان سے ہوشیار میں رکھیں جاتا ہے۔

جب عقل جو دار و مدارِ تکلیف ہے نہیں رکھتے ہیں تو غیر مکلف ہیں۔  
مندرجہ بالا اقتباس جو نہایت سختند علماء اور اہل اللہ کی روایات کی بنیاد پر ہے  
ان کو بعض اس نے درج کیا گیا ہے کہ منافقین و ملکرین کو معلوم ہو کہ زمانہ نے  
ساخت میں بھی اکثر ایسے درویش اگزرسے ہیں جو ظاہر سریانہ شریعت نہ سنتے  
اور لوگوں کو ان پر بدگانی کا موقع ملا مگر وہ نہایت ابرار اور تقدہ سے۔

پر گولہیں تھے اور اس نار کے قشیر اولیاً افسوس ان کے دستیں  
کو پہنچانا اور کسی قسم کا ان پر احترامنہ نہیں کیا۔  
یہ بھی نظر ہے کہ ان میں وہ کامات رو جانی موجود تھے کہ ایک وقت  
میں تعدد و متعدد تپر خود کو کہا سکیں اور اس قسم کے دوسرے نزدیکی عادتاً  
بھی ان سے نلہ ہر ہونے جان کی وجہ سے علماء شریعت کو بھی ان کا  
تکالیف ہونا پڑا۔

اس موقع پر تم اپنی طرف سے کچھ بھی کہنا پا ہے بلکہ حضور انبیہ کے  
حالت دو اقسام تھیں ایک نظر میں جو آپ کے صدر ہی و معنی کی بخشیات کے  
خود شاہزادی ہیں۔

اسی وجہ سے اس افتراض کے جواب میں تم نے اپنی طرف سے کچھ  
بھی نکھلنا منع کو گول کو بدھانی سے بچا شکے یہ ان کے سامنے ورثے  
بزرگوں کے تذکرے پیش کرو۔

اب دوسرا افتراض جو طور ہوں کہ دریکرنے کی بابت ہے اسکے  
محضہ ملود پر حقیقت بیان کی جاتی ہے:  
حضور انصور بے شک ملدا اُنھوں کو مرید کرتے تھے مگر مرید فرماتے  
وقت اس سے توبہ کرتے تھے اور اکثر مرتبہ پیش ترک کر دیتے اور نکاح کر  
لیئے کی خاص حدایت فرماتے تھے۔ اس بارہ میں حضور انصور پر کوئی شرعی ایمام  
عامد نہیں ہو سکتا کیونکہ آٹھ نے تینیں و تہ دید محدود فرمائی ہے بلکہ بعض  
مریدیں ہاتھیں جو قشری لوگوں میں ہیں ان کے علم میں یہ بات ہے کہ جس تدری  
ملوا لیفیں حضور انصور کے دست مبارک پر بعیت ہوئی ہیں وہ سب اپنے  
پیش سے تائب ہو گئی ہیں۔

پناپنچ مولوی ردنق علی صاحب دارثی الرزاقی چیختے پوری لکھتے ہیں:  
“حضور سے اکثر ملدا اُنھیں بعیت تھیں مگر جو طرائف مرید ہوں وہ رقص  
و سرود اور اپنے پیش سے تائب ہو گئی۔

قصبہ محمد آباد کی ایک شہر اور نہایت متول طوائف امامن نامی نظر  
سے بیت ہوئی اور اپنے پیشے سے تائب ہو کر حضور کے عشقی و بحثت میں  
فیرا زندگ اختیار کر لی۔  
مولینا تجیر و ارش عین العین میں لکھتے ہیں کہ موضوع ملکی معلم فرض آباد  
کا واقعہ ہے:

ایک مرتبہ آپ دہان تشریف لے گئے تو آبادی نامی ایک طوائف  
نے اگر حضور کو گانا سایا حضور پر خوب کیفیت طاری کیتی۔ اس نے بھال  
اوہ درخواست بحثت کی تو آپ نے فرمایا:  
”اس پیشہ سے تائب ہو کر مرید ہو سکتی ہو۔“  
اس طوائف نے اسی وقت قبور کی اور ایک دیندار مسلمان نے کھان  
پڑھوایا۔

اور بھی ایسے واقعات ہیں اور بعض واقعات حضور انور کے نہ ابھی  
خیالات کے ذکر میں اسی کتاب میں درج ہو چکے ہیں۔  
حضور انور کا حکم ہدایت ضرور فرماتے تھے اور بعض کو غایب ہو گیتے  
استغراق کے باعث اس وقت خاص طور پر ہدایت فرماتے تو دوسرے  
وقایم متنبہ فرماتے تھے۔  
بعض محققین نے نقاداٹ حیثیت سے بھی حضور انور کے حالات کی  
چھان بین کی ہے۔

پناہنچ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اخبار و کلیل مطہر، جنوری  
۱۹۰۹ء میں حضور پر انور کے حالات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:  
”ان کے سامنے جو آیا اور وہ تجھی کا طالب ہوا انہوں نے اس کا باقہ  
پڑھ لیا۔ باضابطہ تعلیم و تلقین کی پرواڈمی البتہ جو تائیر خدا نے تعالیٰ نے انکو  
عطافرما لی تھی اس سے کوئی محروم نہ رہتا تھا۔ اعتدیر اور رضیب کے سوانح  
کچھ ہر شخص کو مل جاتا تھا۔ بعض طوائفوں کی سنبت سنائے کروہ حاجی صاحب۔“

کی مریدی کے بعد پیشہ سے تائب ہو گئیں، بعض میں ایک قسم کی حیا پیدا ہو گئی اور دہ عالیاً نہ آوارگی بدھنی سے کنارہ کش ہو گئیں، بعض میں وینیتیت اور بزرگ دین کے احترام کا جذبہ زیادہ پڑ گیا۔

مذکورہ بالا شہادتوں سے ظاہر ہے کہ حضور انور کے فیوض وہیات سے اکثر طوائفِ اغول کو حقیقی توبہ رضیب ہوئی۔

سدر طوالف سکنے بدایوں شرایف جو عصر سے لکھنؤ میں بود و باش رکھتی تھی اور نہایت مشہور تخاصہ و مغلیہ تھی، نہایت متول تھی، علیش و عشر کی زندگی بس کرتی تھی۔ جس کی نازک کہ مزاں اب کے واقعات اس وقت کے ناص طور پر لوگوں میں مشہور ہیں۔ اور جو دیوہ شرایف میں تقریب عرس پاک حضرت سیدنا قربان علی شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ آتی تھی تو اس کے نہایت ایرانی طھاٹھ ہوتے تھے ڈر سے نیچے اس کی جانب سے نصب ہوتے تھے غرضک دنیادی اعتبار سے ہر شاندار زندگی کا لطف اس کو حاصل تھا۔ وہ حضور انور کے عشق و محبت میں ایرانی لوگوں کی اپنے پیشہ سے اس کو تو پنیب ہوئی اور اس نے وہ علیش و نشاط کی زندگی سب فاک میں لاد دی۔ اب ہر ہی اس کا پر تکلف بابس ہے اور برہنہ پائی اس کی زیب و زینت کا زیر ہے۔ اس کی حضوری کی محبت میں بخوبی مالت ہے وہ قابلِ رشک ہے۔ لوگ اس کی گذشتہ حالتوں اور اس زندگی کو دیکھ کر زمین و آسمان کا فرقی نہ سوسکرتے ہیں اور تعجب کی مکاے دیکھتے ہیں۔

ماجی او گھٹ شاہ صاحب دارثی رکھتے ہیں کہ

”مساہ رفتا سکنے کلکتہ یہودن ہے جو توریت خوان بھی ہے اور انگریزی بھی پڑھی ہوئی ہے۔ اس نے حضور انور کی بیعت کے بعد اسلامی عقیدہ اختیار کیا۔“

اور مشہور ہے کہ اپنا ناجائز پیشہ بھی حضور دیا اور دستکاری پر اوقات بس کرتی ہے۔

اس قسم کے اکثر واقعات ہیں اور یہ بالکل غلط اور خلاف توقیت ہے کہ حضور انور نے قویہ کہ ہدایت نہیں فرما لگا کہا جائے کہ بعض کمیان بیت ہر ٹین اور بیت ہوتے ہوئے کے بعد ٹھیک وہ اسکی پیشہ میں طور پر ہی تو یہ ان کا فعل ہے اس سے یہ کیون کہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے اپنی اپنا پیشہ ترک کرنے کی ہدایت نہیں فرمائی تھی۔ البتہ وہ مودودی اسلام ہیں کہ با وجود حضور انور کی ہدایت خاص کے انہوں نے نافرمانی کی اور اپنے ناجائز پیشہ سے دست بردار شروع کی۔ اس کا موافقہ اور باران کی گردان پر ہے اور ان کو اس وقت سکھ حضور انور کی محبت کا وہ بھرنتے سے شرمناچا ہیئے جب تک وہ اشارہ عالمی کی تعییل پر ثابت قدم نہ ہوں۔

کیون کہ جب ان کے افعال شفیعہ کے باعث حضور کی تقدیر اور پردگر ذلت پر منکریں و حادیہ نویی طعن کرنے کا موقع طلا (اگرچہ وہ طعن اصولاً غلط ہے) تو ان پر اس طعن کا باعث ہوئے کی وجہ سے ایک اور فرقہ اور جرم مگر کیونکہ وہ حضور انور کے سامنے تھی مجوب ہیں۔ حضور انور کی ذات اقدس پر ان کی نافرمانی سے کوئی اسلام عائد نہیں ہو سکتا وہ خود قصور و ایسی اور یہ ان کا نوشۃ تقدیر ہے بزرگان دین کا کام ہدایت کرنا ہے۔ اس مسئلہ کو حضرت مختار محدث لاہور پوری نتے بالکل صاف کر دیا ہے جو حسب فیل ہے۔

## مکتوب چھمارم حضرت مختار محدث لاہور پوری بنام شیخ عبد الرسول کچنڈی کا ز خلفاء ارشدبو

---

جامع المعقول والمنقول عنوان پناہ حقائق و معارف آگاہ شیخ عبد الرسول ساکن کچنڈ و متن اللہ السالیم بطول بتعابہ از درویش محبیہ اسودت بر مختار محدث

وہ مائے تجیت موصول باما سے برادر ہر طالب کر پیش تو آیدہ در تربیت اور  
تفصیل کرن باقی سعادت و شفاوت بدستِ ترقیت برید قدرتِ عناۃ  
بازبہ است پسخان نہ تو استند کر مرد و داں لی را مقبول گرداند پر ان  
تواند کہ مہجر لازمی را موصول گرداند تکچہ دلیل صطفیٰ علیہ السلام متوات  
کر اپنی طالب را بہراؤ رہ است بیان نہیں من و تو کے توانیم کہ بھر ان ازل  
را و اصل گردائیم لیکن چون کے پا کہ دولتِ مقبول دراز رفتہ است صحبت  
من دلوفی ہرگز درین فتویٰ نیکنام می شویم فلاں پر صحبتِ فلاں  
را اصل گشت و بخدا رسیدہ و قدر اشناخت لے برادر صحبت  
را اثر است کہ در غلوتِ نیست اپنکے از صحبت ادیا یک ساعت حاصل  
شد و از خدمتِ ہشاد سال متوازن کر و من ارادا نیجس مع اللہ فی جوئی  
مع اهل القصود ہر کہ کم شنی با خدا خواہ گوکر نہیں براہیں تصرفِ حرمت  
بر بانش بار کہ گفت سے : ہر کو خواہ ہسم تینی با خدا

**گزنشیں اندر حضور اولیاء**  
 شیخ عبداللہ انصاری میضا یوند کہ خداوند با وستان خود چیفضل رہ  
 ہر کہ ایشان راشناخت ترا یافت و ہر کہ ترا یافت ایشان راشناخت جان  
 کن ایضھے از جہاں گاں برفند کر ادیا گاں شندیعج دریں زمانہ دمانہ رہ است  
 سے : گچھ خود شید بوم بے فرست  
 از پئے ضعف خود رہ از پئے اوست

کم تریب مندرجہ بالا سے ناظرین خود میچہ اندر کر سکتے ہیں کہ شفاقت و صفات  
 ازل ہوتی ہے اور نو شفقت تقدیر طہور ہے، آئے بغیر میں رہتا۔  
 مگر حضور اولیاء کو عشق و محبت کی محکم تصریح تھے اور غلبہ استراق و  
 محیت و از خود رفتگی میں ضرب الش تھے۔ آپ اگر ہمایت نہ فرماتے  
 تو بھی آپ کی ذات گھروال صفات پر کوئی اعز ارضی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ  
 حالت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اور آپ کی مقدس روحانی تاثیرات

مانی ہوئی ہیں۔

اکثر طوائف چین حضور امیر کے دستِ مبارک پر حقیقتی طور پر تائب ہوئی  
ہیں اور انہوں نے اپنے پیشے کو ترک کر دیا۔ جیسا کہ بعض کاتبین کہ مذکور ہمرا  
ہے، اور خود بھی حضور امیر نے جس شد و مدد سے تعمیر و تعمیہ فرمائی ہے  
اور ایسی طورانقوں پر جو بعد سیاست تائب ہیں ہوئیں، اس قدر انہیں ناراضی  
فرمایا ہے جو حدود جلال پر بیٹھی ہے۔

حضور امیر کے مذاقِ عشق کو دیکھتے ہوئے جہانِ مجتہ کے سوا کسی بگ  
کا پتہ نہیں چلتا۔ امورِ عربیت میں اسقدر انہاں کے اور ایسیں قیروں ظاہری کی  
ہدایت حقیقت اس بات کی قیمت شہادت ہے کہ آپ کی ذاتِ جمیع البرکات  
سے ہر قسم کی شبتوں کا اعلیٰ سے اعلیٰ ظہور ہوتا تھا اور کیفیاتِ باطن کی طرح  
ظاہری قیروں میں بھی آپ بدرجہ اتم کمال رکھتے تھے۔

خانیشین کے اعتراضات و اتفاقات سے باکل علیحدہ ہیں۔ حقیقت  
کسی بات کے اسباب و عمل دریافت کرنے کے لیے اچھے دل و دماغ کی  
 ضرورت ہے، اپنی حالت کے اعتبار سے اہل اللہ پر معتبر ہونا ایک فعل  
لاماکلہ کی نہیں بلکہ گراہی ہے جیسا کہ مولیانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

۔

جلد عالم زمین سبب گراہ شد  
کم کے ز ابدال حق آگاہ شد  
ہمسری با انسیا برداشتند  
اویسا را ہچو خود پنداشتند  
گفتہ ایک ما بشر ایشان بشر  
ما د ایشان بستہ خوابیم و خور  
این ز داشتند ایشان از علی  
سبت فتنہ دریاں بے منتها،

ہر دو گول ز شبور خور دندراز مسل  
 لیک شد زین بیش دزار دیگر مسل  
 ہر دو گول آہو گیا خور دندراز آب  
 زین یک سرگمیں شد و زان مشکنا ب  
 جڑ کے صاحب ذوق کے شناسد طعوم  
 شہد راتا خور ده کے داند ز موم  
 سحر را بمحضہ کردہ قیاس  
 ہر دو رابر کر پسندار داس  
 ساحران با موسمی استینڈہ را  
 برگرفتہ چوں عصٹا اوعصا  
 ایں عصاتا آں عصا فریقیست ثرف  
 زین عمل تا آں عمل را ہے شکرت  
 لعنت اللہ ایں عمل را در قضا  
 رحمت اللہ آں عمل را در وفا

بادجو غلبہ بمحیت د استغراق اور دیگر کمالات رومنی آپ قیود  
 ظاہری کا بھی سختی سے پرایت فرماتے تھے۔  
 حضور انور بظاہر بھی نماز کے پابند تھے اور بعض اوقات کی نماز  
 روزانہ پڑھتے ہوئے لوگوں نے بچپن خود دیکھا ہے۔  
 معترضین کا اعتراض بالکل خلاف واقعہ ہے حالانکہ حضور انور کی  
 حالت دیکھتے بالکل نماز پڑھتے دیکھنا کچھ بھی باعث استبعاب نہ تھا  
 البتہ بعض اوقات کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا قابل ہیرت ہے۔  
 تمام حضور انور قیوو و ظاہری کی بیت زیادہ پابندی فرماتے تھے اور  
 اس زمانہ کے اکثر بزرگوں کو حضور انور کے ساتھ شرکیب جماعت ہوتے کا  
 موقع ٹلا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا مولوی حاجی عابد صین صاحب قبلہ رئیس فتح پور  
صلح بارہ بیکی جواپنے زمانہ طہولیت کے اکثر حضور انور کی خدمتِ عالی  
میں تھنا اور اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ ندری علی صاحب قبلہ حضرت اللہ  
علیہ کے سہراہ بھی آتے رہے۔

اپنی عینی شہادت پر حضور انور کی نماز کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:  
”میرے نزدیک وہ پابند تھے، اگرچہ جماعت کے نادک تھے تو کبھی  
انکار نہیں اس کے کہ دوچار مرتبہ میں نے باجماعت نماز پڑھتے دیکھا اور  
شایہ“

معترضین کے اعتراضات کی حقیقت بیان کرنے کے بعد جوان کی  
ناواقفیت پر مبنی ہیں اب یہ دیکھنا ہے کہ اس زمانہ کے علمائے کرام اور  
شاخُنظام آئیں کی اعتماد رکھتے آئے۔ آیا وہ بھی حضور انور کو  
ایک سلکر بزرگ سمجھتے آئے کہ نہیں۔ ان کو بھی امورِ ظاہری میں حضور انور پر  
کوئی اعتراض ہوا یا نہیں۔

انہوں نے حضور انور کے مادر جن و مراتب اور آئیں کی مقدس زندگی  
کے متعلق جوابیں رائی قائم ہو گی وہ اقیناً غیر جانشداری کا پسلوک حصہ ہو گی۔  
اس تینے ان کی رائیں ایک دو عنوان سے لکھی جاتی ہیں۔

”ماکر معلوم ہو سکے کہ اس زمانہ کے شاہیر علماء و شاخُنظام کے حضور  
کی نسبت کی خیالات ہیں اور حضور انور کی مقدس روحاںیت کو انہوں نے  
کس حد تک تیکم کیا ہے۔“

یہ مختلف بیاناتِ نہایت روشن پلور کھتھے ہیں جو اس زمانہ کے خلاف  
و معارف آگاہ بزرگوں کے بیانات پر مبنی ہیں۔

### حضرت کی نسبت علمائے معاصر فی شاخُنظام کی رائیں

حضور انور کے زمانہ میں جو علمائے کرام اور شاخُنظام عظام گذرے ہیں

ان میں سے اکثر بزرگوں کی حضور را فر سے ملاقات ہوئی ہے اور بعض بزرگوں کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس باب میں حضور را فر کے متعلق تمام بزرگوں کی رایمیں درج ہوں گی، بلکہ بعض ایسے بزرگوں کے بھی مالا دریافت نہ ہو سکے جن کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ بعض جلیل القدر بزرگوں کی بیان کردہ روایات دوسرے مواقع پر لکھی جا چکی ہیں۔

بعض معاصرین سے ملاقات ہمی کا اتفاق نہیں ہوا اور بعض سے ملاقات بھی ہوئی تو ان ملاقاتوں کے صحیح حالات نہیں مل سکے۔ بعض لوگوں نے اپنے پیر و مرشد کے کلامات ملیتات تو تحریر فرمائے کہ حضور کی نسبت ان کا کیا خیال تھا اگر بدلہ روایت اپنا نام ظاہر کرنے کی نہت کرو سی۔

اس لیے راقم المحدث نے ان روایات کو بالکل درج کتاب نہیں کیا۔ بعض نے ایسے واقعات دیئے ہیں جنکی مخالف فرمایا۔ بعض نے کسی وجہ سے مجبوری ظاہر فرمائی۔ جیسا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ نے اپنے والانا مردیں راستم کتاب ہذا کو تحریر فرمایا ہے جو حسب ذیل ہے:

”اس سرا پاناس بخار کو حزرو اس عالی جاہ سے نسبت رسمی ہے۔ انہیں کے صدقہ میں خداوند کریم محبکو صحیح القلب رکھئے۔ بندا لا ایزال چند باتیں ایسی ہیں کہ جن میں علمائے دین و عوام کا تو کیا ذکر بہت سے اہل نسبت دردشیں پر خاش پر آمادہ ہو جائیں گے“

تمام جو کچھ بھی راقم المحدث کو صحبت کے ساتھ حالات دستیاب ہوئے ہیں وہ لکھے جاتے اور ان کے اسماے گرامی خود اس بات کی بین شہادت ہیں کہ وہ اس زمانہ میں کس پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ اور راویوں کی شغا بھی ملتہ ہے ان واقعات و حالات سے علاوہ اس بات کے کہ حضور کے بارہ میں اس زمانہ کے ارباب شریعت و طریقت کے کیا خیالات

تھے۔

حضرتو انور کے اخلاق و صفات کے تذکرے سے بھی ناظرین استفاضہ  
روحانی حاصل کریں گے کہ آپ سے علمیے کرام و شائخ عظام بہ طلاق تھے  
اور آپ جہاں تشریف لیجاتے دہاں کے بزرگان دین آتے اور ملے تھے  
علاوہ ازیں اگر کوئی بزرگ مختلف ہوتے تو حضور انور خود ان سے ملنے  
جاتے تھے۔

جو آپ سے ملنے کے لئے آتے تھے آپ ان کی بیرونی تعلیم و تکریم فراہم تھے  
اپنے بتری مبارک سے اٹھ کھڑے ہوتے اور چند تدم چل کر ان سے معافہ  
فرماتے تھے اور وہ ہبایت شاد و مسرور ہو کر حضور انور کی محفل سے جاتے  
تھے۔

غرضکہ اپنے معاصرین سے آپ کا خاص ارتبا طتحا اس باب میں  
اگرچہ مختلف واقعات ہیں۔ مگر ہبایت و تکریم اور حقاہیت و روحاہیت  
کا پیڈر سمجھتے ہیں جو علمائے فرنگی محل کھنوں کے خیالات حضور انور کی نسبت  
تھے۔ وہ خاص سند الحدیث فخر التخلیقین مندا رائے مشریعت و طریقت مولیانا  
مولوی قیام الدین عبدالباری صاحب قبلہ فرنگی محلی کھنوں نے تحریر فرمائی  
کہ اسال فرمائے ہیں۔ حضرت مولیانا مدد و حاشاشان کے دو  
والاناموں کا انتساب حسب ذیل ہے۔

## علمائے کرام فرنگی محل

جناب حاجی سید شاہ وارث  
علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سللا

قادر یہ رزاقیہ کثرہم اللہ کے شاہیر ازاد سے تھے جن کے توسل سے بست  
کثیر تعداد لوگوں کی شریت بہ بیعت اسی سلسلہ عالیہ سے ہوئی علمائے فرنگی محل  
و امت فیوضہم کا بھی سلسلہ وہی ہے اسیے قریب تر تعلق نبنتی تھا۔ احوال  
زمانہ میں جیکہ نہ نبی ہیں ہوا تھا۔ حاجی صاحب فرنگی محل میں اکثر آتے تھے۔

اور جناب مولانا مولوی ابرا الحسن صاحب حفیدہ مولانا مولوی بخار العلوم  
سے ان کی بہت دوستی تھی۔

چنانکہ مجھے علم ہے علمائے فرنگی محل حضرت حاجی صاحب کو نامی  
سے اعتقاد کرتے تھے اور بے قید ہی شریعت سے ان کا مخدود راوی وہ  
کا ایسے امور میں جو شریعت کے بظاہر خلاف ہوں ان کا انتباخ کرنا نامرو  
سمجھتے تھے۔

میرے دادا صاحب مولانا محمد عبدالرزاق صاحب قدس سرہ سے  
۱۳۷۰ھ میں آخر مرتبہ ملاقات کی غرض سے تشریف لائتے تھے اسی سال  
میرے دادا کا انتقال ہوا۔ میں ان کی عیادت کو حاضر ہوا تھا۔ وہ  
ان کا آخر وقت تھا مجھے بہت زیادہ صحبت کرنے کی خوبی نہیں آئی۔ میں نے  
ان کی تعریف کرتے اپنے والد مولانا عبدالوالہ بابا قدس سرہ اور مولیٰ  
عبد العفار صاحب حفیدہ مولانا بخار العلوم قدس سرہ اور حضرت محمد وہزادہ  
والاتبار شجاعہ نشین حضرت باشہ قدس سرہ اور دیگر اکابر کو دیکھا ہے۔

جناب مولوی کرامت اللہ صاحب مغفور حفیدہ مولانا محمد رضا شاہی  
مسلم واڑ خلقائے حضرت شاہ عبدالرزاق بالمشوی قدس سرہ العزیز  
مولوی وجید اللہ صاحب فرنگی محلی کو بیحت ارادت حضرت حاجی صاحب  
سے تھی۔

## مولانا عبدالوالہ بابا قدس سرہ نجی محل

حضرت والد ماجد مولانا عبدالوالہ بابا قدس سرہ نے بارہ میسری  
لطفت طالب علی کے باعث حاجی صاحب کے بارہ میں ان کی ظاہری بے

قیدی کے تاویلات بیان فرمائے۔ دو مرتبہ میسکے سامنے ملاقات کی پہلے موضع رہا مندوں باشیر شریعت کی والپی کے وقت جب کاشش مبارک علی صاحب کے یہاں حاجی صاحب مقیم تھے۔ ملاقات کی اور بھدے سے فرمایا:

”میں بر اطینان نہ مل سکا۔ اس درجے سے کو غیر محروم عورات کا ہجوم تھا۔ حاجی صاحب چونکہ اپنے مشتعلہ میں ہیں ایک لوگوں چاہے کچھ نہ ہو مگر ہم ایسے بارہوں لوگوں کو ایسے وقت میں اطینان نہیں ملتا ہے۔“  
دوسری مرتبہ وقت والپی روولی شریعت یہ رے والد ماجد اور حضرت حاجی صاحب ایک درجہ میں تھے باہم ملاقات رہی۔ میں دوسرے درجہ میں تھا۔

بادہ بُنگی کے اسیش پر مجھے والد صاحب نے بلایا اور حاجی صاحب سے کہا:

”یہ میرا چھوٹا سا لڑکا ہے۔“

حاجی صاحب نے بہت جلد جلد کچھ فرمایا اور میری پشت پر دو ہین ہاتھ مارے۔  
میں اس وقت صیغہ السن تھا۔ مجھے اس فعل سے تعجب ہوا۔ والد صاحب نے کہا:

”حاجی صاحب نے تکوٹھانی عطا فرمائی ہے۔“

چنانچہ ایک خادم نے چھاہے مٹھانی کا اور اس میں ایک مٹھی دہی ڈب کی تھی میسکے آدمی کو دید کی۔

خود میں دیر میں راجہ رام نگر سابق آئئے۔ حاجی صاحب نے ان کو بھی مارا۔ اس وقت میرا تعجب رفتہ ہو گیا۔ میں نے والد ماجد صاحب سے عرض کیا:

”یہ کون فیکر ہیں جو لوگوں کو مارا کرتے ہیں؟“

اپنوں نے فرمایا:

” حاجی صاحب ہیں جس سے خوش ہوتے ہیں اس سے اسی طرح  
پیش آتے ہیں۔“  
والد صاحب نے حاجی صاحب سے میرے لیے دعا کرنے کی  
خواہیں کی۔

## مولینا عبدالغفار قادر سرہ فرنگی عمل

مولینا مولوی عبدالباری صاحب تبلہ فرنگی عمل بخوبی فرماتے ہیں کہ  
میں بعد فراغتِ کتب درسیہ علوی مولینا ردم قدس سرہ حضرت مولینا  
عبد الغفار صاحب سے پڑھنا تھا اور میرے ہمراہ جناب اخی معظم مولینا  
عبد الروف صاحب مرحوم و اسٹاؤٹی کرم مولینا عبد الباقي صاحب ساکن  
دریشہ طیبہ بھی درس میں شرکیک تھے۔ اثنائے سیقی میں علامت اویسی کرام  
کے متلئی گفتگو ہوئی۔ میں نے مدار تقویٰ پرشہر کرتے ہوئے حضرت حاجی صاحب  
کا ذکر کیا تو میرے والد ماجد صاحب قدس سرہ و مولینا عبد الوہاب صاحب  
نے مولینا عبدالغفار صاحب سے کہا:  
”آپ ان کا بشرہ تفصیل سے رفع کر دیجئے۔“

اور فرمایا:

” حاجی صاحب سے چنان اعمال ایسے منسوب ہیں جوان سے سرزد ہیں  
ہو سکتے۔ جیسے اکابر انبیا مثل حضرت موسیٰ و حضرت علیہم السلام سے  
بے ادبی۔“

یہ حاجی صاحب کی شان ہیں ہے تو گوں نے ان پر اعتمام کیا ہے۔  
البتہ بے قید میڈیا فرائض تو وہ ان کی ادائیگی سے تاحد و معذور ہیں۔ اگر  
کھانے یا ویگر راحت جسمانی کی طرف وہ مائل ہوتے اور اس کو باہر خوش

لوگوں کی طرح بر تے تو البتہ ترکِ ذرا اپن کا الزام ان پر عائد ہوتا بگل بخوبی  
معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء محسن و تقویٰ میں بھی ان کو کامل اتنا  
بوجہ دوسرے قلبی مشاغل کے باقی نہیں ہے:

پھر جناب مولانا عبد الغفار صاحب نے فرمایا کہ مجھ پر آیس واقعہ ادا  
ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کو کیفیتِ بالغین حاصل ہے  
واقعہ یہ ہے:

” حاجی صاحب کھٹو میں آئے ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں مجھے فقیروں  
سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ حاجی صاحب لوگوں  
کی طرف سے کروٹ لیئے ہوئے لیٹے تھے۔ میں جا کر بیٹھ گیا اور ایک ذکر  
جو میں نے اپنے جہاں مولانا ابوالحنی صاحب کو اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا  
عبدالولی صاحب قدس سرہ کے رو بروکر تے دیکھا تھا حاجی صاحب کی  
مجلس میں چکے چکے کرنا شروع کر دیا اس خیال سے کہ ایک بزرگ کی موجودگی  
میں دنیا وی خیالات شانتے پائیں۔

تحویلی دیر میں حاجی صاحب نے فرمایا:

” یہ کون آیا ہے اس کو نکالو۔ ”

میں نے اس طرز کے کلام کو کسی سے نہ تھا۔ سخت ناگوار ہوا یہ کہتا ہوا  
چلا آیا:

” ہم جاتے ہیں، ہم تو بزرگ سمجھ کر آئے تھے۔ اخلاقِ محمدی اگر نہیں ہے تو  
ہم کو اعتماد بھی نہیں ہے۔ ”

حاجی صاحب مکراتے رہے اور کچھ نہیں فرمایا۔  
میں چلا آیا۔

اتفاق سے دوسرے یا تیسرا دن حاجی صاحب میرے مکان پر  
آئے اور مجھ سے مولانا ابوالحنی دمیر سبڑے جہاں صاحب، کو دریافت  
کیا۔ میں ان کے اخلاق کا شاک تو تھا۔ ان سے نہایت درشت بھی میں کہا:

”جا یئے وہ مکان پر تو نہیں ہوں یا“

حاجی صاحب والپس جار ہے تھے کہ مولانا ابوالحسن صاحب آگئے اور دیر تک باقی میں کرتے رہے۔

جب حاجی صاحب رخصت ہوئے تو میں نے مولینا ابوالحسن حساب سے کہا:

”یہ شاہ صاحب تو بہت بد اخلاق ہیں۔ میں ان سے ملنے گیا تو مجھے انہوں نے مکلوادیا یہ“

بھائی صاحب نے فرمایا:

”ایسا تو نہیں ہے، یہ تو بہت خوش خلق ہیں، تم نے ذکر کیا کس طرح ملشاہی  
تم نے کوئی فعل ایسا کیا ہو گا جو ناگواری کا سبب ہوا۔“  
اس پر میں نے کہا:

”میں تو یہ ادب، ذکر و شغل میں مصروف تھا۔“

انہوں نے فرمایا:

”کونسا ذکر تھا؟“

میں نے ذکر بتایا تو بھائی صاحب بہت ہنسنے اور فرمایا:

”ان کو تم غضہ دلا ڈا در کہو کہ وہ بد اخلاق ہیں۔ یہ تو تمہاری غلطی ہے۔  
وہ ذکر سلب کیفیت کا حضرت پیر مرشد مجھے تعلیم کر رہے تھے، تم کو بغیر  
دریافت ذکر نہ کرنا چاہیے تھا۔“

اس واقعہ کو مفصل فرمایا اور کہا:

”تم اس سے سمجھ سکتے ہو کہ حاجی صاحب تھے کو اس وقت اس تک کیفیت  
لکھی کر سلب کیفیت کے ذکر سے ناگواری نظاہر فرمائی۔“

# مولینا عبد الرؤوف صاحب فرنگی محلی

مولینا عبد الباری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت انجی کرم مولینا

عبدالرؤوف صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں حاجی صاحب کے بارہ میں بہت تاثلی تھا ایک معتبر زرگ جنہوں نے اپنے نام کے ظاہر ہونے کی نافعت کر دی ہے ایک شخص کا اسی کی زبانی قصہ بیان کیا جس سے میرا تاثلی جاتا رہا وہ دانچہ یہ ہے:

وہ شخص مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ پیر کامل کی بہادیت ہو، خواب میں ارشاد ہوا،

وکھنوڑی مکمل میں (مولینا شاہ، عبدالرزاق رقدس سرہ) سے بیعت کر لو۔

یہ شخص چلا آیا، مگر جدہ سے کچھ ایسی تعریف ہوئی کہ لکھنؤ جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت نے دنات فرمائی۔

وہ پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور عرضِ حال کیا خواب میں پھر ارشاد ہوا کہ: "مولینا مفضل الرحمن یا حاجی وارث ملی کے مرید ہو جا ہو۔" وہ شخص واپس آیا، بوجہ اتباع ظاہر شریعت مولینا مفضل الرحمن صاحب کا مرید ہو گیا۔ مگر یہ خیال اس کو رہا کہ حاجی صاحب یعنی ان اکابر سے ہیں جن کی طرف اشارہ روحا نیت حضرت رسالت نامہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا، اس وجہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا چاہیے۔

چنانچہ وہ بہ اجازت اپنے پیر و مرشد کے حاضر ہوا۔ حاجی صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا،

"ہم کو یا میں تھے، ہم تو یا میں تھے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کو قوتِ کشی بھس کامل حصل تھی۔

پیر سے بھائی مولینا عبدالرؤوف صاحب نے فرمایا،

"جیسے تاثلی اس وجہ سے تھا کہ اپنے دادا صاحب قدس سرہ (مولینا شاہ عبدالرزاق) کو حاجی صاحب کے ذکر پر ایسے کلمات کہتے سنتا تھا کہ

جس سے حکوم ہوتا تھا کہ اب ملک کی صبحت کو پنڈتین فرماتے۔  
جب کولینا عبد الدین خارصاً حب اور مرید تفتہ ہوئیں فضل الرحمن صاحب  
کا واقعہ بھی حکوم ہوا تو میرا تعالیٰ رفت ہو گیا۔

حضرت خواجہ بیان الدین نقشبندی قدس سرہ کے قصہ کو سن کر کہ  
مشہور ہے زماں دیات شیخ اکبر قدس سرہ میں شیخ کی صبحت سے لوگوں کو من  
زماتے تھے۔ جب دفاتر ہولی تو لوگوں سے فرمایا کہ ملتو فاب وقت نہ اتنا  
ذیما ہے۔ سعادت شرکت جنازہ ماحصل کرو یعنی لوگوں نے عرض کیا:  
”حضرت آپ نے حیات میں توان کی ایسا فرمایا، ان کی صبحت نیچی سی محروم  
دکھا ب بعد دفاتر ایسا ارشاد ہوتا ہے“  
فرمایا:

”دہ ترا یہی ہی تھے جو میں اب کہتا ہوں لگر تھا میں عقول ان کے اقبال  
کے مطالب سمجھنے سے قاصر تھے تم گمراہ ہو جاتے اس دربار میں نے مش  
کیا۔

اس کے بعد میرے بھائی صاحب نے فرمایا:  
”کیا عجب ہے اگر دادا صاحب کا انتقال بعد حاجی صاحب کے ہوتا  
تودہ بھی ایسا ہی ارشاد فرماتے۔

## شاہ احمد حسین صاحب بالسوی

حضرت میاں احمد حسین صاحب بالسوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:  
”میں حاجی صاحب کو اپنے لڑکپن سے جانتا ہوں۔ ابتداء میں بڑے  
نمازی اور پاپندر شریعت تھے۔ جماعت کسی وقت کی ترک نہیں ہوتی تھی مرتول  
سخرد سیاحت میں برکت ہے۔ آخر میں بوجہ مشغولی بعض اذکار کے ایسی حالت  
ہو گئی ہے جو تم لوگ دیکھتے ہو۔

مولینا عبدالباری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں حضرت حاجی صاحب کے

ایک سمول فیقر بھتار تاگران و اتعات کے باعث دینز انتقال کے زمانہ میں  
ایک امر پڑی آئنے سے (یہ واقعہ "حسن اخلاق" کے مذکورہ میں درج کیا گیا  
ہے) مجھے ان سے حسن عقیدت ہو گیا۔ فناضت شریعت کو تو انہیں سمجھتا ہو  
گران کو مدد و راد اکابر وقتی سے اعتقاد کرتا ہوں۔

## مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی

مولوی محمد ناظم محلی صاحب فضلی نائب مفتیم مدرسہ عالیہ فتنائیہ کھنڈ پور  
زماتے ہیں کہ جب حافظ سراج المیتین صاحب فیریہ و صاحب سجادہ حضرت  
شاد بخارات اللہ صاحب صادق محب قادری قدس سرہ نے اپنے فرزند کو  
تقریب سجادہ نشینی کی توا اتفاقاً بوجہ عرس کے حضرت حاجی صاحب دینز  
حضرت مولینا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی قدس سرہ حاجی شرکیہ جلسہ شنخ مولینا  
محمد نعیم صاحب شریعت و طریقت کے اعتبار سے ہنایت بلند پایروں کھتے  
تھے اور اکابر وقتی میں سگذرے ہیں۔

حاجی صاحب ہنایت مذاق آمیز جملہ کو زبانِ مبارک سے ادا فرمائے  
ہوئے اُنہے کر مولینا کی طرف معاف فر کے لیے چلے مولینا محمد نعیم صاحب بھی  
دیے ہی مذاق آمیز لفظوں کے ساتھ حاجی صاحب کی طرف بڑھے اور بام  
دو نوں بزرگوں میں معاف فر ہوا۔ اس وقت ماضرین جلسہ پر عجیب باہر  
تھا۔

## حضرت مولینا شاہ فضل الرحمن حسہ قبلہ نقشبندی

. و اتعات مذکورہ بلالے سے خلا ہر ہوتا ہے کہ حضرت انر کو اپنے معاصرین  
سے خاص ارتبا طتحا۔

حضرت مولینا شاہ فضل الرحمن صاحب قبلہ (گنج مراد آباد) رضی اللہ عنہ  
کے آپ کی ملاقاتات کے بعض و اتعات شہود ہیں۔

او ریاضت ایسی روائیں درج کرتا ہوں جن سے حضور انور کے اور حضرت  
مولینا صاحب قبلہ کے مراسم و احتجاد کا پتہ چلتا ہے اور غالباً ہر روتا ہے کہ  
بائیم خاص ارتبا طبقاً۔

مولوی روائقی علی صاحب دارالشیعہ الرزاق میتھے پوری کھتے ہیں کہ مجھے  
مشی عبد الرحمن حسنا قاتلانگو فتح پور مسلم بارہ بکل نے بیان کیا جو حضرت مولینا  
صاحب قبلہ کے مرید زبانی ہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولینا صاحب قبلہ  
کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا:  
”تھارے جوار میں دیوبہ شریف ہے تم جناب حاجی صاحب سے لئے  
رہو، اور اپنا اصول رکھو“

چنانچہ وہ اس کے مزادل ہو گئے۔

یہ واقعہ بھی مشی عبد الرحمن صاحب فضلی کا بیان کردہ ہے کہ شیخ  
ہادی حسن صاحب پیرزادہ بندگی مکر حضرت مولینا صاحب قبلہ کی خدمت  
میں بیعت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت مولینا صاحب نے فرمایا:  
”تم کو حاجی صاحب سے خلوص و ارادت نہیں ہے تھا رسی بیعت  
رکون لگا۔“

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضل بن ابی مہتمم مرثیہ عالیہ فتنیہ کھنڑ  
تحریر فرماتے ہیں:

”تھارے مدرسہ میں مولوی عاپد حسین صاحب سہراںی موجود ہیں جو  
نشر میں مرزا ناگلب و ہبھی کے اور نظم میں ایک اہل زبان کے شاگرد ہیں  
ایک چشتیہ سلسلہ کے بزرگ سے شرف بیعت رکھتے ہیں اور ایک شیخ عالی جام  
نقشبندی سے متقدید ہیں۔ انہوں نے تھارے مولینا رئیس مراد آباد کی کی زبان  
سبارک سے دیکھ مرتبہ سنا کہ ” حاجی صاحب مقام حیرت میں ہیں۔“

حضرت مولینا احمد میاں صاحب قبلہ تجدید نظر میں فرزند حضرت مولینا  
شاہ فضل رحمن صاحب قبلہ نے ایک دالانا میں بھوج جا ب مولوی حسام

الدین احمد صاحب تبلیغ فضل مؤلفت انوار العبران و لباس المحجب و غیرہ (پڑھو  
ڈپی کلکٹر درمیں سراوہ خلخ میر بندھ) کو لکھا ہے اسیں دوسرا کی ملکات کا دائیں  
حسب ذیل تحریر فرمایا ہے:

”اور دوسری مرتبہ جب تشریف لائے تو پونے بارہ بجے دن کے ہر نگے  
(مریلنا صاحب سے جو مقبرہ کی کویا یعنی محلی آمد و رفت کی ہے دہبی بلکل  
ہوئے)، اور یہ فرمایا:

”اپنے چھوٹے طلاق کے کربلا یہی ”ذینی میر نام لیا“  
چنانچہ محبکو حضرت نے بلوایا۔ مجھ سے بھی حاجی صاحب بلکل سرہنے۔  
برام اشخاص بہت سی باتیں میرے حق میں فرمائیں۔ میں نے اور مریلنا صاحب  
نے مسجد کے باہر دروازہ تک پہنچایا۔

وہاں سے پھر باہر مسوگئے۔ میر کا مرتبہ جب تشریف لائے تو ایک  
صاحب کے بیہاں شب کو دعوت تھی۔

جب کھانا حاجی صاحب کے سامنے آیا تو یہ فرمایا:

”پیشتر کھانا مو لینا صاحب کو سمجھاؤ“  
چنانچہ کھانا آیا اور حاجی صاحب لم بجے شب کے باگرہ منور شریف  
لے گئے۔

## حضرت حاجی مدد اللہ صاحب، مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

جناب سید غفرنہ شاہ صاحب حسام الوارثی نے ایک کتاب لکھ کیا  
زبان میں حضور اولر کے حالات میں تائیت فرمائی ہے۔ اسیں لکھا ہے  
کہ رسولی احمد سعین صاحب متtron را ہروان خلخ بارہ بجی کے بعد ناکام  
دا قلعہ ہے کہ:

جب وہ مجھ کو جانے لے تو حضور اندر کی خدمتِ عالی میں اجازت  
کے لیے حاضر ہوئے حضور اندر نے ان سے ارشاد فرمایا:

”میرا اسلام حاجی امداد اللہ صاحب سے کہنا، وہ ایک وقت میرے ساتھ  
قئے اور اب تک نظریت میں رہتے ہیں۔“  
ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کا اسلام پہنچایا تو حضرت حاجی امداد  
صاحب پر ایک خاص اثر ہوا اور ان کے آشونگل آئے۔  
جو اب میں فرمایا:

”میری جانب سے سندھ و سستان کے آفتاب سے درخواست کرنا  
کہ بسودی کی دعا کریں کیونکہ میرا وقت آگیا ہے۔“  
جب میں نے آپ کی خدمت میں ماضی ہو کر یہ پیغام پہنچایا تو حضور اوز  
نے فرمایا:  
” حاجی امداد اللہ صاحب خود والی کامل ہیں ان کو دعا کی کیا حاجت  
ہے۔“

حضرت مولینا شاہ سیماں صاحب قادری سی شیخی چلواروی رائفل اخروف  
کو تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت حاجی قبلہ امداد اللہ صاحب ہمارے مکن  
رحمة اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

” حاجی وارث علی شاہ سامنہ پھر سکھنے میں نہیں آیا۔“

### حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پیلی بھیت)

مولوی وارث علی صاحب متوفی قصبه اترول مساجیح علی گڑھ در حضرت  
میاں محمد شیر شاہ صاحب قبلہ کے مریدین خاص میں ہیں۔ بیان فرماتے  
ہیں کہ حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحب قبلہ کے روپ و حضرت حاجی صاحب  
قبلہ کا تذکرہ آتا تو فرمایا:

” وہ بہت بڑے آدمی ہیں جو شخص ان سے خلاف ہوتا ہے اس کی  
صورت دیکھنے کو میرا جی نہیں چاہتا۔“  
مولینا صفت ابو ذر صاحب وارث سنجل فرماتے ہیں:

”میں حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحبؒ سے بد عقیدہ تھا جب حضور  
دارث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مستفید ہوا تو بعد  
بیعت خود بخود مجھکو حضرت میاں محمد شیر شاہ صاحبؒ سے عقیدت ہوئی اور  
میں دلوہ شریعت سے پہلی بصیت گیا اور حضرت میاں صاحب قبلہ کی خدمت  
میں حاضر ہوا۔

مجھے دیکھ کر فرمایا:

”تو خود نہیں آیا ہے، کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے۔“

پھر فرمایا:

”بعض کو باپ دار اکی دولت ہاتھ آجائی ہے تو وہ اس کے لئے  
میں فریق نہیں کرتے۔ میری تو اپنی کامی ہے۔“

مجھے اپنے کانوں سے یہ ارشاد سنکر حضرت میاں صاحب قبلہ کے  
اس مقولہ کی تقدیر ہو گئی جو میں نے بعض اکابر سلسلہ سے سنا تھا کہ  
حضرت حاجی صاحب میاں محمد شیر شاہ قبلہ نے حضرت دارث پاک کا  
تذکرہ پھر فرمایا کہ: ” حاجی صاحب کو باپ دار اکی دولت ملی ہے۔ وہ  
جس فیاضی سے چاہیں ٹھائیں۔ میری تو کامی ہے مجھے درد ہے۔“

حافظ شاہ محمد حکیم صاحب قبلہ میاں محمد شیر شاہ حاج  
الله مرقدہ کے غفاری کے کبار میں ہیں، فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت میاں  
محمد شیر شاہ قبلہ سے میری سکردار و حضرت حاجی صاحبؒ کا ذکر آیا تو فرمایا:  
” حاجی صاحبؒ بہت بزرگ اور بہایت مقدس ہیں۔ ایک مرتبہ  
پہلی بصیتِ شریعت لائے تھے تو معلومات ہوئی تھی۔“

### مولانا حکیم مشتاق علی صاحب قبلہ رقدس سرہ

مولانا حکیم مشتاق علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال تھا کہ عالم

لہ مولانا حکیم مشتاق علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں پوری میں طبابت کرتے

میں جو مشہر ہے کہ حضرت حاجی صاحب نماز نہیں پڑھتے کسی موقع پر غناہو  
تو وہ یافت کرتا چاہیے۔

حکیم صاحب کا مسئلہ تھا کہ بعد نماز بعد حضرت حافظ شاہ محمد عارف  
صاحب ابوالعلاء (جو میں پوری میں ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں)  
سے ملتے جایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ بعد نماز بعد حافظ محمد وحید سے ملنے لگے تو دیکھا کہ حاجی

### باقیہ : حاشیہ

تھے اور حضرت مولینا شاہ تراب علی صاحب تلندر کا کو روئی کے خلافتے کیا  
تھے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے پروردشہ کو کجا کہ جقدار ذکر اشتغال تھیم  
ہوئے تھے وہ یہ رے درد میں ہیں اب کچھ اور عنایت فرمائیے۔ تو جواب آیا کہ آپ  
جو کچھ کرتے ہیں وہ کافی و دافی ہے۔ فیر سے اتنا بھی نہیں سو سکتا۔ حضرت مولینا حکیم  
مشتاق علی صاحب نے اس منقص دلالت مکو اپنے بھرہ کے ساتھ قبریں رکھنے  
کی وصیت فرمائی تھی۔

ایک مرتبہ میں پوری میں شیخ اکرام حسین صاحب مختار کے بیان حضرت مولینا  
عبدالله شاہ صاحب کل پوش کی دعوت تھی اور ان کے ساتھ حافظ شاہ محمد  
عارف صاحب اور حکیم مشتاق علی صاحب اور مولوی حسین بخش صاحب نجفیہ شاہ نیز  
محمد تلندر برادر خود شاہ محمد کاظم تلندر اور بزرگ بزرگوں کی بھی دعوت تھی حضرت  
مولینا عبدالله شاہ صاحب کل پوش نے مولینا حکیم مشتاق علی صاحب کی طرف سے  
پڑھک بخوبی دیکھا اور زیارتیا، با پا ڈیکھ کٹو شرسر، دعوت کے بعد لوگوں نے حضرت مولینا  
عبدالله شاہ صاحب کل پوش سے استفسار کیا کہ آپ نے مختصر من طرقی سے ان کی فہر  
ڈیکھ کر ایسا کیوں فرمایا تو انہوں نے جواب دیا "میں نہیں" ڈیکھا کہ ان کے ساتھ  
شہر دم زکر و شان عمل ہیں۔ اس طرح کے اور دفعات بھی مولینا حکیم مشتاق علی صاحب  
کا مشترکہ میں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے بڑے کے بزرگ گزرے ہیں۔

صاحب قبلہ بھی دہاں رونت افروز ہیں۔ معاویہ میں خیال آیا کہ یہ موقعہ اچھا ہے آج دریافت سرنا جائے گر جب اتفاق ہوا۔ جیسے ہی مولینا حکیم مشتاق علی صاحب پہنچنے تو آٹھ صبح کھڑے ہوئے اور اسی وقت دہاں سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مولینا حکیم مشتاق علی صاحب نے فرمایا:

”آج میں نے حاجی صاحب کے اشتبہ پر جو غدر کیا تو محلوم ہو اکارا پ کا بر رونگٹاڑا کرو شاغل ہے۔“ ایسی حالت میں نماز کے بارہ میں ان پر کیا اغترف کیا جا سکتا تھا۔

مولینا حکیم مشتاق علی صاحب مولینا محمد جبیب علی حنابکے والد بادجہ تھے اور یہ واقعہ خود مولینا محمد جبیب علی صاحب نے راقم الحروف سے بیان فرمایا تھا۔ مولینا حبیب علی صاحب قبلہ اپنے تقدیس ذاتی اور عالم باعمل ہونے کے باعث مسلمانان اُبا وہ میں ہنسایت و قیح نظروں سے دیکھے جاتے تھے اور حضرت مولینا شاہ علی حیدر قلندر رحمات و خلیفہ اکبر مولینا شاہ تراپ علی قدس سرہما کے مریدین خاص میں تھے۔

راقم الحروف نے اس واقعہ کی تازہ تصدیقی جناب مولوی حکیم محمد وحی علی صاحب کا کوروسی سے بھجوکی کی ہے، بحد جناب، مولوی محمد جبیب علی صاحب قبلہ کے پوتے ہیں اور اپنی ذاتی خوبیوں کے علاوہ مذہبی و روحانی اور صفات میں اپنے اسلام کے قدم بتندم ہیں۔

### مولینا حاجی زیر الدین صاحب پشاوری

حاجی زیر الدین صاحب دریہ حضرت مولینا شاہ عبد الصمد صاحب سہراںی رحمۃ اللہ علیہ ماتقل ہیں:

”مُخْتَوِّر میں ایک سیاح درویش مولینا حاجی زیر الدین صاحب پشاوری تشریف لائے جو سلسلہ انصبندیہ کے شیخ تھے۔ داروغہ جین علی صاحب کی مسجد میں قیام فرمایا۔ پڑے تشریح بزرگ تھے ان کی صحبت میں اکثر لوگ بیٹھے ہیں۔

تھے حضرت حاجی صاحب قبلہ کا بھی تذکرہ اُگایا۔ لوگ آپ کے میادوں میں  
بیان کرنے لگے۔ مگر دورانِ گفتگو میں کسی مخالف نہ یہ اعتراض نہیں کیا کہ آپ  
نہیں پڑھتے۔

یہ ذکر سہ ہی رہا تھا کہ اتنے میں دیکھا تو اس مجھ میں خود حاجی صاحب  
تبعد ہی تشریف لے آئے اور حسب دستورِ سلام میں سبقت فرمائی۔ مولینا  
زید الدین صاحب نے جوابِ سلام کے بعد آغازِ کلام ان غنوٹوں سے شروع  
کیا کہ:

”شاید آپ تاک الصلوٰۃ میں میں جوابِ سلام شدیں۔“  
آپ نے اتنا سنتے ہی فرمایا:  
”ایسا تو شہیں ہے!“

آپ کے ان اخفاظ میں خدا جانے کیا تائیریقیں کر مولینا ساکت و درم بخود  
رہ گئے۔

عصرِ کا وقت تھا مسجد میں نماز کی تیاری تھی آپ بھی شرکیہ ہوئے اور غرب  
مک دہی اشتہر فرمائی۔ بہت تھوڑی نشست آپ نے مولینا کے درم بخود  
لپھ کر مولینا نے کہا:

”بس“  
آٹھ کر چلے گئے۔

سم لوگ دہیں موجود تھے۔ آپ کے جانے کے بعد مولینا نے ایک دھبہ کر فرمایا  
”لوگوں کا بیان غلط نکلا۔“

حاضرین نے چاہا کہ اس بات کی حقیقت دریافت کریں مگر مولینا نے فرمایا:  
”میں اس باب میں گفتگو کر نہیں پاتا۔“

**مولینا شاہ عبد القادر صاحب براہی رحمۃ اللہ علیہ**

---

خاذل سراج العین      محمد ذاکر صاحب مدرسہ براہیون شریعت

رمدیشہ حضرت شاہ ابوالحسن صاحب مارہروی نوں میاں تدرس سرہ،  
تحریر فرماتے ہیں : ایک مرتبہ کس شخص نے عالم کیتا ناضل بے ہستا جناب مولینا و مقتدا ما  
شاہ عبد القادر صاحب پر اپنی قادری یعنی وجدیدی رحمت اللہ علیہ سے دیکھتے  
کیا :

”حضرت حاجی صاحب نازہیں پڑھتے آپ کو کچھ علم ہے؟“

آپ نے فرمایا :

”جگنو حاضری کا اتفاق دو مرتبہ ہوا لیکن وہ وقت نماز کے نتھے، مگر  
سامن نماز سب مہیا پایا تھیں ہے کہ نماز حضور پڑھتے ہیں کیونکہ بغیر اتباعِ مت  
بھروسی در دیشی محل ہے“

### **مولینا شاہ عبد الصمد صاحب سہسوائی رحمت اللہ علیہ**

مولوی رونق علی صاحب دارثی ارزاق پیٹھے پوری کھتے ہیں کہ حضرت  
مولینا شاہ عبد الصمد صاحب سہراں رحمت اللہ علیہ جو عرصہ سے قصیدہ پھیپھوند  
صلح اٹاواہ میں تشریف رکھتے تھے اور جن کے نیوض و برکات مشہور خلائق ہیں، انکی  
علاقات کا واقعہ جگہ خود مولوی حاجی نصیر الدین صاحب فتحوری صلح بارہ بیک  
نے اپنا چند یہ لکھایا ہے جو حضرت مولینا کے مرید خاص ہیں اور سخرون لفہ بزرگ  
ہیں، واقعہ جران کا بیان کر دہ ہے وہ حسب ذیل ہے۔

ہمارے مولینا صاحب قبلہ کا قیام پھیپھوند میں تھا، زبانی پیام وسلام حضرت  
 حاجی صاحب قبلہ کی خدمت میں اکثر پہنچتے رہے مگر علاقات کا اتفاق نہیں ہوا مالا کہ  
صلح اٹاواہ میں مولینا صاحب کا قیام تھا اور خاص اٹاواہ میں اکثر حاجی صاحب  
تشریف لیجاتے تھے۔

لينا صاحب کی خواہش پر حاجی صاحب نے پھیپھوند بھی تشریف لیجائے  
کا قصد کیا اور جب اس طرف کا سفر فراستے تو مولینا صاحب کو تاریاخ

کے ذریعہ سے املاک دسی جاتی تھی، مگر عجب اتفاق ہے کہ جزو ماڈ آپ کے سفر کا  
جزء مادہ حضرت مولینا کے قیام پھونڈ کا شہر تھا۔ حتیٰ کہ حضرت حاجی صاحب  
نے ترک سفر فرمایا اور آپ کا دیوبہ شریعت میں مستقل قیام ہو گیا۔  
ہمارے حضرت مولینا صاحب قبلہ کا اشتیاق رو بہ ترقی تھا، مولانا شاہ  
نور صہب پر بندیوہ شریعت لائے میں بھی سہراہ تھا۔

جیسے ہی مولینا صاحب پیچے آپ نے بھڑے ہو کر صفائی اور اپنے اشتیاق  
درستات کا بھی انصرت نہ کرہ فرمایا۔ حضرت مولانا صاحب قبلہ کو علمِ مناظرہ سے فائدہ پیسی  
تھی جناب حاجی صاحب نے حاجی مولینا سے مولینا صاحب کی ایسے اخاذیں تھیں تھیں  
فراہی ہن سے مناظرہ سے سکوت کی بدایت مترشح ہوتی تھی اس کے بعد سکوت  
کا عالم اس مثل میں طاری ہو گیا وہ ایک باتیں ارشادوں میں ہوئیں جن کو حاجی  
ذمہ گیر کے۔ اس وقت تا شیر استغراق تمام حاجیوں پر طاری تھی اس کے بعد سکوت  
ہو گئی اور ہم لوگ باہر چلے گئے۔

حضرت مرشدنا و مولانا صاحب قبلہ کچھ عرصہ کے بعد باہر شریعت لئے  
تو وجد کی حالت تھی۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے بطور مراتب قیام کے  
یہی فرمایا تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ جو غرضِ عدالت سے تھی  
وہ بحمد اللہ حاصل ہو گئی۔

## مولینا شاہ نذرِ علی صاحب فتحوری رحمت اللہ علیہ

مولینا حاجی نا بد حسین صاحب مدظلہ العالمی رئیس فتح پور ضلعہ بارہ بکر  
جوئی زنگناہیت ابرا میں سے ہیں۔

اپنے پروردہ حضرت مولینا شاہ نذرِ علی صاحب قبلہ کا اور حضرت  
 حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کا باہمی ارتبا طحیر فرماتے ہیں۔ چنانچہ مولینا  
مددوچ کے درود ایسا میں کا انتباہ سے حسب ذیل ہے:

”حضرت مولینا در شدن قبلہ و کعبہ رشاہ نذرِ علی صاحبے، کی مراہی

میں جب جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب بہت تپاک سے سرد قدر کھڑے ہو کر بچپوں نے کام کنارہ تک اگر ہاتھ کپڑے کے اپنے برابر بٹھایتے تھے اور میں بھی بعد مصالحہ کنارہ بچپوں نے کے بٹھے جانا تھا پہنچ سات منٹ بٹھے کر اٹھ جاتے تھے۔

دو چار مرتبہ شاید جلسہ طویل کی فربت آئی وہ بھی بوجہ نذکرہ کسی مشکل خاص کے جتنا حاجی صاحب کو مولینا سے اور مولینا کو جناب حاجی صاحب تبلہ سے بہت رطف تھا اور جناب حاجی صاحب کے حضرت مولینا بہت اچھا جانتے تھے بعد عملت حضرت مولینا و مرشدنہ کے بھی میں کبھی کبھی پرستور سابق حاضر ہوتا رہا اور بعد سلام علیک و مصالحہ درماج پر سی دو چار منٹ حاضر ہی دیکھ کر اُمکھ آیا کیا....."

## حضرت حاجی منصب علیشاہ حشمتی سلوانی و حضرت میاں سید مقصود علی شاہ

مولیٰ رونق علی  
صاحب دارثی  
ارزاقی پیغمبر پری  
لکھتے ہی کہ اس

جو ایں فقرائے تاخیریں میں دو بزرگ بڑے پایے کے گذرے ہیں ایک تو حاجی منصب علی شاہ حشمتی سلوانی پیغمبری خلیفہ خاص حضرت شاہ نعمت اللہ و حضرت شاہ ابوالحسن صاحب انچھواروی قدس سرہما اور دوسراے حضرت میاں سید مقصود علی شاہ صاحب حشمتی ماہا پری خلیفہ جماشاہ قلندری لاہور پری ان دونوں حضرات سے بخوبی مخلوقِ الہمایا ضیا بہر قل قلی اور یہ دو بزرگ اپنے اپنے مقام پر مرحمہ امام تھے۔

جب سے حضرت اقدس حاجی صاحب تبلہ نے بیت لیشاہ روایہ زمانی ان دونوں بزرگوں نے طالبانِ بدایت کو حضور اناور کے ملکہ نہلی میں اغل ہوتے کے لیے ارشاد فرمایا۔

حضرور اوزر حب پہلے پہل میتھے پور رشراحت لائے اور حضرت حاجی منصب  
علی شاہ صاحب کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا  
”وہ بہار سے جمالی میں اور سخنور جمیں ہم کو ان سے ملتا چاہیے“ اور یہ  
فرماتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

میتھے پور کے اکثر عالمدین حضور اوزر کے ساتھ تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ  
حاجی منصب علی شاہ صاحب کو کیوں کہ علم ہو گیا کہ وہ مسجد سے چند قدم باہر  
نمکل کرائے اور حضور پور سے مصافت کیا۔ جیسے ہی نظر اٹھا کر آپ کی طرف  
دیکھا حاجی منصب علی شاہ صاحب قبلہ نے ایک چینچ ماری اور بے پوش ہو گئے  
حضرت زیریں بنسر فرماتے ہوئے دہان سے چلدی ہے اور حاجی منصب علی<sup>ر</sup>  
شاہ صاحب کے فدام و معتقدین ان کو اٹھا کر جگہ میں لے گئے۔ اس وقت  
ان کے منہ سے کھجور کے کھنڈ جاری تھا اور ان پر بیخودی کا عالم طاری تھا۔ یکشیت  
ان کی کئی دن تک رہی۔

حضرت میاں سید مقصود علی شاہ صاحب خلیفہ بیشاہ قلندر ری  
جو مانا پور میں رہتے تھے رہانا پور میتھے پور سے ایک کوس جانب شمال واقع  
ہے، وہ اپنی محفل میں اکثر آپ کے مدد و شناخوان رہا کرتے تھے اور اکثر آپ  
کے ملنے آیا کرتے تھے۔ بعد وصال حضرت سید مقصود علی شاہ صاحب دیکھا  
گیا ہے کہ جب حضور اوزر کا گذران کے مزار پر افوار کی طرف سے ہوتا تھا تو  
آپ دہان پھر جایا کرتے تھے اور ان کے طریقہ فرقہ کی تعریف فرماتے تھے۔

## سامیں توکل شاہ حب نقشبندی مجددی انبالوی

انبالہ میں سامیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان نقشبندی مجددیہ  
کے ایک نامور شیخ گزرے ہیں۔  
حاجی او گھٹ شاہ صاحب رارثی حضور اوزر کے حکم سے ان کی خدمت

حضرت را اور بے پڑلے سلیمان میتھے پور تشریف لائے اور حضرت حاجی منصب  
علی شاہ صاحب کا تند کرہ آیا تو آپ نے فرمایا  
”وہ ہمارے بھائی ہیں اور سہنپر جی میں ہم کو ان سے مٹا چاہیے“ اور یہ  
فراتے ہوئے اٹھ گھر سے ہوئے۔

میتھے پور کے اکثر عالمین حضور اور کے ساتھ تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ  
حاجی منصب علی شاہ صاحب کو کیونکر علم ہو گیا کہ وہ مسجد سے چند قدم باہر  
محفل کرائے اور حضور پیر نور سے مصافحہ کیا۔ جیسے ہی نظر انہا کر آپ کے طرف  
دیکھا حاجی منصب علی شاہ صاحب قبلہ نے ایک چینی ماری اور بے ہوش ہو گئے  
حضرت زیر لب تبریز فراستے ہوئے دہان سے چال دیتے اور حاجی منصب علی<sup>ؒ</sup>  
شاہ صاحب کے فدام و معقدہ میں ان کو انہا کر جوہر میں لے گئے۔ اس وقت  
ان کے منہ سے کھٹ جاری قہار ان پر بخوبی کا عالم طاری خطا۔ یکیشیت  
ان کی کئی دن تک رہی۔

حضرت میاں سید مقصود علی شاہ صاحب نلینہ بنا شاہ قلندر ری  
جو مانا پوری میں رہتے تھے راما پور میتھے پور سے ایک کوس جانب شمال واقع  
ہے، وہ اپنی محفل میں اکثر آپ کے مدح و شاخوان رہا کرتے تھے اور اکثر آپ  
کے ملنے آیا کرتے تھے۔ بعد وصال حضرت سید مقصود علی شاہ صاحب دیکھا  
گیا ہے کہ جب حضور را اور کا گذران کے مزار پر افوار کی طرف سے ہوتا تھا تو  
آپ دہان شہر بایا کرتے تھے اور ان کے طرفی نظر کی تعابی فرماتے تھے۔

## سامیں توکل شاہ صاحب نقشبندی مجددی انبالوں کی

انبالہ میں سامیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ  
کے ایک نامور شیخ گزرے ہیں۔  
حاجی او گھٹ شاہ صاحب دارثی حضور اور کے حکم سے ان کی قیامت

میں کئے قرود کیجا کہ زمین پر بستہ رکھا ہوا ہے اور شاہ صاحب آنکھیں بند کر کے ہوئے استراحت میں ہیں۔

حاجی او گھٹ شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں :

”میں تھوڑی دیر تک کھڑا رہا۔ جب شاہ صاحب نے آنکھیں کھولیں تو مجھ سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور ایک آہ سرد بھر کر اپنی پنجابی زبان میں فرمایا ”رسول کریم دا اور حاجی صاحب داساڈے نال فیض آونڈا لے“ مجھکدا پسند یہاں کے منگر میں کھانے کا حکم دیا اور اگلے روز سرمند ٹریک کو رخصت کیا۔

**حضرت شاہ ابوالحسن صاحب تبلہ  
لوری میاں مارہرو می رحمۃ اللہ علیہ  
لهم مندی اگرہ**

جو حضرت لوری میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر چند مجھکو صرف ایک بار زیارت نصیب ہوئی۔ بیان اللہ سبحان اللہ، کیا ہن ہے۔ میں ہرگز ہرگز ان کے اوصفات میں قلم نہیں اٹھا سکتا اور نہ زبان کو خبیش دے سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔

میں نے اپنے شیخ علیہ الرحمۃ سے جو اپنے وقت کے کامل گزرے اور آپ ہی اپنا جواب تھے بر سیلِ تذکرہ نہیں ہے:

ارشاد فرماتے تھے:

” حاجی دارث علی اپنے وقت کے کیتائیں اور بزرگ ہیں سلسلہ رزاقیہ میں آفتاب ہیں۔ جو ان کو بڑا کہے خود بڑا ہے۔ فیقر ہیں کبریشی انہیں کا حصہ ہے اور بہت اچھے ہیں، حکام پاک کے حافظ ہیں اکٹی جج پا پیارہ کئے ہیں۔“ جب کبھی تذکرہ درو شد کہا ہوتا تو یہی فرماتے کہ حاجی صاحب نے بڑے بڑے مجاہدے کئے ہیں فیقری کر رہے ہیں ان کی جانب سے بذلن نہ

ہونا چاہیے۔"

عرض کیا گیا:

"یا حضرت ایسا سنا گیا ہے کہ حاجی صاحب نماز نہیں پڑھتے؟  
فرمایا:

"ہاں نہیں پڑھتے، اول تریکہ ان لوگوں کی نمازو کھانے کے لیے نہیں  
ہوتی اور سو اس کے بعد درویش کو حدیث سلوك سے باہر آگ کتم زن ہوتا ہے  
اس کو جذب ہو جاتا ہے اس پر حدیث شرع شریعت نہیں، مگر میں نے مٹا ہے کہ  
وہ نماز گزار ہیں امیتیح شریعت عزاء ہیں بغیر اتباع شرع شریعت فیقر نہیں ہوتا۔  
کیونکہ اتباع شریعت عین اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

خلاف پیسہ کے راہ گزید

کہ ہرگز بمنزلِ خواہد رسید

ایک مرتبہ میں مارہرہ شریعت میں حاضر تھا اتفاق سے ایک مجلس میں  
شرکیب ہر اچان اکثر بزرگ رونق اور ذرستھے، مجملہ ان کے ظہوری میان حصہ  
قبلہ بھی تشریع فرماتھے۔ کچھ خاصان خدا کا تکرہ ہو رہا تھا اسی مجلس میں کیا  
غیر نئے دریافت کیا کہ:

" حاجی وارثہ علی شاہ صاحبؒ کی نسبت آپ صاحبوں کے کیا خیالات

ہیں؟"

ایک صاحب نے جواب میں کہا:

"میاں یہ کیا سوال ہے؟

خاصان خدا خدا نباشد  
لیکن خدا بدنا نباشد

ہم سے اس سلسلہ میں دریافت نہ کرو اس لیے کہ ہم سلاسل میں واسط  
رکھتے ہیں، چارا اور حاجی صاحب کا سلسلہ ایک ہے، یہ سوال کسی غیر واسط  
والے سے کرنا چاہیے۔"

یہی گفتگو تھی کہ حضرت نبی میاں صاحب برادر حضرت اقدس نبی  
میاں صاحب قبلہ نے ذیا یا:

”میاں اس فقیر کی طرف متوجہ ہو جائیے اور جو دریافت کرنا ہو فیرت  
فرمائیے۔“

”جاجی صاحب قبلہ شیخ وقت اور بڑے شیخ کامل زبردست ہیں۔ ان کی  
نسبت کیا کسی کا خیال ہو سکتا ہے ایسے لوگ تیامت ہمک پیدا ہونے والے نہیں۔  
ان کے اوصاف کا حصر میں نے اکثر میاں بھائی صاحب سے نہیں ہیں فرماتے  
تھے کہ بہت بڑے فقیر ہیں۔“

پر قوبسا اوقات میاں بھائی صاحب قبلہ سے ناکر میکے خیال  
میں ایسا شیخ ہونا مشکل ہے۔ تم کبھی اپنا خیال بد کر کے اپنے کو کندہ نار نہ بنا  
خداء ایسے لغو خیال سے پناہ دے۔

جن لوگوں کے خیال ان کے جانب سے اچھے نہیں ہیں ان پر یہ شعر  
شیخ سعدی رحمۃ اللہ کا صادق آتا ہے ہے:

گر ز بیمند بروز شپرہ چشم  
چشمہ آفتاب را چھا گنہ

حضرت مولیٰ  
شاہ سید ابو محمد  
علی حسن صاحب

## حضرت مولیٰ شاہ سید ابو محمد علی حسن صاحب اشرفی الجیلانی

اشرفی الجیلانی تحریر فرماتے کہ حضرت حاجی صاحب تدرسہ ایک بڑے پایہ  
کے ولی کامل تھے۔ اس قدر محیت کا غلبہ تھا کہ ایک دن آپ نے بتام سید پور  
ارشاد فرمایا:

”ابھی ہمکو دعو کرنے کی ترکیب یاد ہے۔“

اللہ رے محیت گو بنا ہربات چیت کرتے تھے گرا ایک لمحہ کے لیے

محیتِ ذات و احده لا شریک سے غافل نہ تھے۔ میں ان کو عارف بالله  
صاحب مقامات عالیہ جانتا ہوں۔ گو لوگ ان کو ہر وقت کی نماز پڑھتے ہوئے  
نہیں دیکھتے تھے مگر کوئی نمازان کی بھی فضائیں ہوئی ۔ ۔ ۔ نمازوں  
کی عقل میں یہ راز ہیں سا سکتا بقول حضرت احمد چام زندہ پیرے:  
عقل کر داند کہ ایس رمز از کجاست  
ایں حکایت را بیان نہ دیجھست

## حضرت حاج الحسین مولینا سید ابو محمد شرف سیم صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی

حضرت مولینا سید ابو محمد علی حق صاحب اشرف الجیلانی منذر آئے کچھ جو  
شرین اپنے پیر مرشد حضرت حاج ا<sup>1</sup> بن شریعتین مولینا سید ابو محمد اشرف حسین  
صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی ظلم العالی کے ہمراہ جبی حضرت سے روایی شریعت  
میں ملے جتنا پچھے مولینا شا قید علی حق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رشیس  
کے مکان پر جہاں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ ٹھہرے تھے وہیں اُم  
جاکر طے تو بعد تنظیم ملاقات حضرت حاجی صاحب نے معاف و مصالحت کیا  
اور فرمایا:

”تم حضرت پیران پروردگیر کے فرزند ہو اور ہمارے مرشدزادے ہو“  
اس کے بعد چند شمار عاشقانہ جو توحید کے اردو زبان میں تھے اپڑھ کر  
ٹائے اور فرمایا:

”صاحبزادے او لیا اللہ کو موت نہیں، ہمیشہ زندہ رہتے ہیں قرآن شرین  
میں کل نفسِ ذاتِ الْعَتْدَۃِ الموت آیا ہے کل روحِ ذاتِ الْعَتْدَۃِ الموت نہیں آیا  
پس نقوسِ کو موت ہے روحِ قبورت سے آزاد ہے：“

بعد ملاقات حضرت حاجی صاحب مجھ سے حضرت پیر مرشد نے ارشاد

نشر مایا:

”جنا ب حاجی صاحب اعلیٰ در جک کے درویش مقام متوسط میں میں جنکو  
ہاسوی اللہ سے قطعی خبر نہیں زمانہ میں اس پا یہ کا درویش ہزاروں میں ایک ہوتا  
ہے۔“

## حضرت رہبہ اور شاہ صاحب نقشبندی

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی امام مدرسہ عالیہ فتنائیہ کھنڈوں خیر  
فرماتے ہیں:

ایک من بنوگ رہبہ اور شاہ صاحب نقشبندی چشم نظاہر سے نایدنا اڑولہ  
صلح گونڈہ میں ایک شخص کے زنا و مکان میں پہنچا تھے۔ اتفاق سے مجھکو پڑے  
چل گی تو ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اثاد القیری میں حضرت حاجی صاحب  
کا ذکر آیا تو نہایت جوش میں اکر فرمایا:  
”شیخ رہبہ ہے ہیں۔“

## حاجی سید علی عابد شاہ صاحب حضرت اللہ علی

سید علی عابد شاہ صاحب حضرتی تواریخ سیشن ساندھی صلح ہر دوں  
لکھتے ہیں کہ میں ہر اعتماد نظاہر حاجی صاحب قبلہ سے خوش اعتماد نہ تھا۔

ایک مرتبہ جا ب قبلہ و کعبہ مولیانا عمر شدن حاجی سید علی عابد شاہ صاحب  
نے میرے مشکوک خیالات کی بنی پارشاو فرمایا:

”عزیز حضرت حاجی صاحب قبلہ کے متقلقی خلن بیک رکھنا چاہیے جس  
مقام پر وہ فائز ہیں اپنے سلوک کے نزدیک وہ معراجِ روحانی کا آخری زینہ  
ہے۔ ان کے اعلیٰ مارچ سے روگر رانی کرنا ایسا ہی ہے جیسے روزِ وشن  
سے انکار کرنا۔“

ان کی نماز کیاں اور کیسی ہوتی ہے اس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ ان کے  
کمال استفراط کرو گئی ہے یہ امراض صحیح نہیں ہے۔ اس پر امور بنائے  
میں ان کو جنید شانی نہ تھا چاہئے:

البته بعض مریدین اسے حضرت مددوح الشان کے ظاہری حال سے سبق  
لیا۔ اپھا ہوتا اگر وہ ادامر و نزاہی کے سختی سے پابند رہتے تو ظاہر بینوں  
کو حضرت حاجی صاحب کی نسبت امراض کا موقع نہ دیتے۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے سوال کیا،

”طرائفوں کو بحشرت بغیر پداشت مرید کرتے ہیں ہے؟“ تو حضرت قبلہ نے  
ارشاد فرمایا:

” حاجی صاحب قبلہ ایسے مقام پر ہیں جہاں خیر و شر کی تیزی نہیں رہتی اور  
یہ شعر لشی کرایتے کا پڑھاتے:

ہر چیز گیر دلتنی علت شود  
کفر گیر دکانے لمحت شود

### مولینا سید محمد کریم

### رضاصاحب بہاری مذکولہ العالی

جنی زمانناشاہیہ علمائے کرام میں سے اور باعتبار طریقت بھائیت  
متاز مشائخین میں ہیں۔

تخریج فرماتے ہیں کہ ”اگرچہ میں حاجی صاحب قدس سرہ کا نام مرید ہو  
نہ فقیر گرانہاڑھا ضرور ہے کہ وہ ذات بارکات کامل اولیا نے زمان صاحب  
خوارق عادات فراوان عاشق مدد اتارک دنیا اور جو جرأۃ صاحب اولیا ہیں  
ان کے ساتھ متقدست تھے۔ مولوی غنی حیدر صاحب دوکیل گیاہ ہنگو

حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خدمت بارکت میں لینا کر تھی محبوبی کرتی۔

## مولینا شاہ محمد سلیمان صاحب

### قادری پشتی ہمپلواوی بہاری

حضرت مولینا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری پشتی چلواری نے حاجی یہ  
غفور شاہ صاحب حسامی الوارثی کو ان کی حصوم دختر کے انتقال پر تعزیت  
نامہ تحریر فرمایا ہے جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

آپ کی دختر کے انتقال پر آپ کی تردد خاطر کا متعلق ہوا اگر پھر یہ خیال ہوتا ہے  
کہ آپ دردیش ہیں اور دردیش کی آنکھوں کے سامنے حیات و موت کوئی تجھب خیز  
و اقہر ہیں اور بالخصوص آپ حضرت قبلہ حاجی وارث علی شاہ صاحب قدس اللہ  
نفسہ کے فیقر ہیں جن کے بیان جیلنے اور مرنے کی خوشی اور نعم کا سبقی پڑھایا ہی نہیں  
جانا۔ وہاں عناد و فخر اور عزت دے و قصتی سب کا خالق ایک ہی مانا گیا تھا اور  
خالق بھی محبوب ایس محبوب کی ہر ادا محبوب ہے پس حضرت موصوف کا ملک رضا  
لپھاتا۔

اور یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا اصل  
رینگ یہ تھا کہ دریائے وحدت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ فروغیریت ان کے  
سامنے باکل محو تھی۔

میں نے نکتہ مختصر میں حضرت شیخ العالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ  
کی زبانِ مبارک سے مٹا ہے کہ حاجی وارث علی شاہ سامودر دیکھنے میں نہیں آیا۔  
سچان اللہ ایک شیخ الشیوخ جس شخص کو بے شل سمجھے اور دریائے  
توحید کا مٹا در جانے وہ کس پایا۔ اور تبہ کا شخص ہے ..... والسلام

حضرت مولینا شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ قادری پشتی چلواری نے راقم  
المحروف کو جو دلالانامہ لکھا ہے اس میں بعض مذرا تھے خرقہ پوش کے متعلق ان

کی تلاہری حالت کے اعتبار سے) افسوس کیا ہے اور آخر میں تحریر فرمایا ہے:

”آپ کے اصرار سے مجور آئیں تے استقدار انہمار کیا ہے۔ درد کم نہیں  
کے دل سے اتنا بھی میں بون نہیں چاہتا، اور معاف کیجئے کہ پھر میں اپنا اتفاقاً خدا کر  
کرتا ہوں کہ جب تک دریاۓ تغیرید و تجزیر کا شاور نہ ہو حضرت قبلہ حاجی  
دارث علی شاہ صاحب کا نزفیقہ ہو سکتا ہے ز خلیفہ ہو سکتا ہے۔ دنیا وار میں  
خود اسی کے ساتھ دارثی نظر مرگ جنم نہیں ہو سکتا، حضرت قبلہ حاجی صاحب  
وہ مقامِ ریش رکھتے تھے ہے:

ما میمان کوے دلدار یم

مرخ پر دنیا و دیں نے آریم

حضرت مولیانا شاہ محمد سیمان صاحب قبلہ نے جو خالی ظاہر فرمایا ہے  
وہ بالکل حق بجا نہیں ہے حقیقت جب تک حضرت رانور سے حقیقی نسبت نہ پیدا  
ہو گی تو نکلا اس معتقدس ذات سے منسوب ہو سکتے ہیں ہے،

خلعت گلاس کا اپنے بدن میں نہ شیک آئے

ہے جسم کی خطایہ قصور قلب نہیں

اور اسی مہنوم میں ایک بند رگ عالی نسبت کیا خوب فرماتے ہیں ہے،

آنپر را ہست از ناسازی اندام ناست

درست لشرا ہست توبہ بالائے کس کو تاہ نیست

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ذاتِ محمد و الصفات سے حقیقی نسبت د  
محبت رکھتے ہیں۔

## مولوی سید محمد صاحب سندھ یلو می رحمۃ اللہ علیہ

حافظ سراج الدین صاحب باریونی دخلیفہ حضرت نوری میان صاحب

قبلہ مارہ بڑی گلے تحریر فرماتے ہیں:

شمس ۱۳۲۰ء میں مکھو حضرت آتاوہ می زاکر و داح جدیب خدا مولیٰ ناسید  
مود رضا صاحب قبلہ سندھیوں کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے کا اتفاق ہوا  
آپ کی صحبت میں مجھ دشام خاصان خدا کا تذکرہ رہتا تھا۔

ایک در تبر عصر کے وقت مشی محمد بشیر الزماں صاحب جو ایک معوز رفیعی  
ہیں اور عالم دین سندھی میں نہایت مشہور و معروف ہیں پر شریعت لائے  
اور بندگان خدا کا پکھڑ کر فرمائے گے۔ اس مجلس میں ایک مکھتوں کا قول بھی  
حاضر تھا۔ اس کو بزرگان دین کا تذکرہ منستہ شستے کچھ ایسا جوش پیش اہوا کہ  
کہبے ساختہ اس کی زبان سے بکلا:

"ہمارے حاجی صاحب کا بھی دم غیرت تھا"

مشی بشیر الزماں صاحب نے فرمایا:

"بے شک یہ سچ ہے ایکیں مرمر فرقہ نہیں"

جتناب نولینا صاحب قبلہ مددوح الصدید مظلہ خاص طور پر متوجہ تھے

یکبارگی میری طرف نظر کر کے فرمایا:

"کچھ مٹا کس کا ذکر ہے، یہ سچ وقت تھے بلکہ شیخ زماں ان کی نسبت

جو کچھ کہا جائے سو بجا ہے۔ پھر جتناب مشی صاحب کی جانب مخاطب ہو کر

حق و باطل کا فرق بتایا۔ اور فرمایا:

"یہ پھر سے بہر ہیں ان کا نام ادب سے لینا چاہئے"

پھر کیا رگی مستانہ دار جو تم کی یہ شعر زبان فیض تر جان سے ادا

فرمایا اور آنکھوں میں آشوب جراحتے ہے:

ہزار بار بشویم وہن و مشک و کلاب

ہنوز نام تو گھن کمال بے اربیست

پھر سکوت نہایا اور ایک آہ سرد پھر کر فرمایا کہ

ان لوگوں کا تذکرہ بھائی تکر۔ یہ لوگ ذکر و نکر سے بہر اور مشتمل ہیں۔

یہ خاص خاص بارگاہِ بکر یا ہیں۔

از حضرت حاجی مولینا شاہ شاہزادہ سید جبوب عالم  
صاحب قبلہ قادری حنفی الحسینی نبیرہ حضرت مولینا  
شاہ محمد اکمل آفندی متوفی بعثداد شریف،

جن کا قیام زیادہ تر استاذ حضرت خواجہ عنیب نماز پرست ہے فرماتے ہیں  
میں لے بغدار میں اپنے دادا صاحب تبلہ حضرت پیر و مرشد مولینا شاہ محمد اکمل  
صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کی نسبت آپ کا کیا فیال  
ہے؟

آپ نے فرمایا:

”اس روز میں کوئی ان کا شان نہیں ہے، ان کا عرفان استقدار زیادہ ہے  
کہ جس کی انتہا نہیں ہے۔ میں نے بہت سے فقرا و مشائخ کو دیکھا ہے اور  
چنان بکر غور کیا ہے ان کے مارچ کی انتہا نہیں ملی۔ ان کی اعلیٰ درجہ کی تکمیل  
ہوئی ہے۔ میں نے بہت سیاچی کی ہے گمراہیسا خاص اور مکمل بزرگ دیکھنے  
میں نہیں آیا۔“

حضرت اقدس و پیر و مرشد، دادا صاحب قبلہ کی زبانِ فیض ترجمان  
سے یہ تعریفِ حسن کرنے پڑے بھی کمالِ اشتیاق پیدا ہوا کہ ان کی زیارت سے  
بڑہ منہج ہوں۔

چنانچہ میں دیوہ شریفِ خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اور یہ خیال کر کے  
گیا کہ مجھے بھی دیکھنا چاہیے کہ حضرت کیسے ہیں۔  
تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا:

”شاشناہم ہم ہی خوب ہیچانتے ہیں، جس گھر کے تم ہو میں کے ہم ہیں۔ تم  
محمد اکمل کے کمرے ہو، بناء کے رہنے والے ہو، ابیر شریف ہیں۔“ پہنچتے ہو

پیرانِ کلیہ ہوتے ہوئے آئے تو، سنبھل کر بیٹھ جاؤ۔ فقیر کا امتحان یعنی کی کوئی خودرت نہیں ہے۔

اس کے بعد میری پشت پر دستِ مبارک مارا تو اس وقت جو میری قلبی کیفیت ہو گئی وہ لفظوں میں ادا کرنے کے قابل نہیں۔

حضرت موصوف فرماتے ہیں :

”جب دن میں حاضر ہوا اسکی دن شام کو مجھے خیال ہوا کہ ہمیں بچے حصہ رہیں نہ کھلیں، کسی طرح اجازت لینا چاہئے“ تو میں انگوروں میں نک ملا کہ حاضر ہوا اور پیش کیا تو فرمایا:

”سنائتم پلے جاؤ تم ہم تینی نہیں روکتے۔“

جب حضرت حاجی صاحب مدینہ منورہ سے ملک شام ہوتے ہوئے بغداد شریعت پرنسپیلیں تو آپ کے پیشے کے قبل حضرت شاہ محمد اکمل صاحب اور حضرت سید محمد مصطفیٰ صاحب سجادہ نشین بغداد شریعت جوینداباہیم سیف الدین صاحب قادری البغدادی موجودہ سجادہ نشین بغداد شریعت کے دالد تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو آپ کے پیشے سے ایک ماہ قبل سرکار حضرت محبوب سبحانی غوث پاک کی زبان مبارک سے خواب میں ارشاد ہوا کہ ہمارے ایک فرزند ہندوستان کے رہنے والے عرب سے آتے ہیں انہوں نے تمام عمر کوئی کپڑا نہیں پیتا، احرام باندھتے ہیں ان کے لیے دو قسم احرام تیار رکھو۔“

جس وقت آپ پیشے تو صاحب سجادہ نے اور حضرت شاہ محمد اکمل صاحب نے اور دیگر بزرگوں نے چلتے وقت حضرت غوث پاک کی جانب سے پہنچ دیا۔

کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ سب کو عالمیا خرقہ ملتا ہے یعنی تباہ کیسی کران کو احرام دیا گیا۔“

تو ان دونوں بزرگوں نے جواب دیا:

وَوَغُولُ كُوسِمِ اپنی طرف سے خود دیتے ہیں مگر ان کے لیے فرمان نوٹیت  
بھی ہے جس کی تعلیل کی عنیٰ ہے :

میرے دادا صاحب قبلہ نے حضرت سے کہا :  
آپ کے بیان آپ کا بناشیئن کون ہو گا :  
آپ نے فرمایا :  
”سن اتنا وارث کا کوئی دارث پہنچ ہوتا ہے“

خوش ہندو شریعت میں ہمارے نامانہ میں ہر قسم کی زبان بھس باتی  
ہے اور ٹپتی باتی ہے اس وجہ سے انہوں نے سمجھ دیا۔  
بتکلم خود شاہ محبوب عالم عین عرش  
۲۰ ستمبر ۱۹۷۸ء مطابق ۱۳ اوزی الحجۃ

بتھام اگرہ محلہ کڑوہ نیل شہی  
مکان امیر الدین شاہ

حضر انور کے مختلف جواں زمانہ کے علمائے کرام و مشائخ نظام کے اقدامات  
خلافات و خیالات متنہ فرازخ سے دسیا فت ہو سکے وہ درست کر دیئے گئے  
ان راتقات سے ہر شخص نیچنے کمال سکتا ہے کہ جس زادت محمد را صفات کی نسبت  
ویگر سلاسل کے واجب التعلیم علماء مشائخ کے یہ خیالات ہوں وہ حقیقت  
کہن کن خوبیوں سے آرتے ہوں گے۔

اس زمانہ کے بعض ممتاز اور مقدس بزرگوں نے اپنی اولاد کو حضور  
کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی ہدایت فرمائی۔ جیسا کہ حاجی اوحیۃ شاہ  
صاحب کا واقعہ ہے۔ اور بھی بعض راتقات ایسے ہیں۔

چنانچہ حاجی سید عظیم حضور شاہ صاحب حسام الدارثی عین عنفوان شباب  
میں حضرت مخدوم حسام الدین ماچبوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ روایات  
سے حضور انور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور نلحت فقر ماضل کیا۔  
حضر انور کے معا مد و معان مختاری دعائیات کرامات آیات کا کام

پڑنگانہ نہیات دشوار ہے۔ میں کیا اور سیری ہندو و مسلمانات کیا ہیں نے  
بخار کچھ حالات جمع کئے ہیں وہ ہر یہ ناظرین ہیں۔  
حضرت انور کے واقعات عالم ہی مثلاً آفتاب تابان و درختان ہیں اور  
بقول خواجہ حافظ شیراز ہے:

نہ من بر آں گلِ عارض غزل سرا یم دلیں  
کہ عنده لیب تو از هر طرف هزار اشند

## حالات و صال

ایعنی حضور انور کا ہماری نظر ہر یہ آنکھوں سے جا ب فرما نا ہے:

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی

بازار خوش و آتش ما تیز می کنی

حضرت انور کو ۲۳۔ یا ۱۵ محرم ۱۳۲۳ھ سے محول طور پر زکام کی شکایت  
پیدا ہو گئی تھی۔ ۲۰ محرم ۱۳۲۳ھ روز روشنہ سے مزانِ سبارک زیادہ ناساز  
ہو گیا اور بخار کی بھی زیادت ہو گئی جس سے عام طور پر انتشار پیدا ہو گیا اور حکما و اطباء  
وغیرہ کو بلایا جانے لگا، مگر حضور انور کی زبان سبارک سے کوئی شکایت نہیں سنی  
گئی۔ روز سے سبارک پر انتشار کے آثار دیکھنے لگئے۔ بلکہ اس عالم میں بھی وہی  
فیروز عنی نکا ہرمی و باطنی وہی تعلیمات فیض آیات اسی انداز سے جاری تھیں۔

مولوی حکیم سید شاہ محمد حیدر صاحب فردوس ابو العلاء ہماری تحریر  
فرماتے ہیں کہ ۲۱ محرم المحرم ۱۳۲۳ھ کو دن کے ۱۰ بجے ہوں گے کہ ایک شاہ  
صاحب دیوبہ شریف سے حضرت اسٹاذ مولیانا مولوی حکیم محمد عبد الحفیظ حسین  
قبلہ مذکولہ الغالی کی خدمت سبارک میں تشریف لائے اور فرمائے گے:

”مجھے نوا ب عبدالشکورخان صاحب نے بدیں غرض بھیجا ہے کہ ایک  
ہفتہ سے حضرت اقدس حاجی صاحب قبلہ کا مزادِ عالی ناساز ہے۔ آپ تشریف

لے چکیں تو ہر ہت اچھا ہے۔ ۱۲ بجے دن کی گھاڑی سے آج ہی تشریف لے چکیے اور حضرت قبلہ و کعبہ کو دیکھ لیجئے یہ کم صحت نہیں عالمت کی کیفیت دریافت فرمائی تو انہوں نے بھارا کھانی، صبغت، و نقاہت کی شکایتیں ظاہر فرمائیں۔

میں اس وقت حکیم صاحب کے سامنے حاضر تھا۔ میں نے پوچھا:  
”حضرت کہاں تشریف لے جائیں گے؟“

حکیم صاحب قبلہ نے فرمایا:

”یہاں کے قطب الاقطاب پیر و مرشد عالم جناب عالیات جامی سید شاہ وارث علی صاحب قبلہ و کعبہ کا مراجع بارک ایک ہفتے سے ناساز ہے۔“  
جو حکیم صاحب قبلہ کو لینے آئے تھے ان کی نشت فرمایا:  
”آپ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ آج ۱۲ بجے دن کو ہمارا قصد دیوہ شریف جائے کا ہے۔“

میں نے جناب حکیم صاحب قبلہ سے عرض کیا:

”مجھے بھی اگر آپ اپنے ہمراہ لے چکیں تو میں بھی اپنے بزرگ باغدادی زیارت شریف حاصل کروں۔“

حکیم صاحب قبلہ نے میری درخواست قبول فرمائی اور جو صاحب آئے تھے ان سے فرمایا:

”دیوہ شریف میں دو ایں اچھی نہیں میں گی اس لیے آپ کو ایک فہرست دواؤں کی دیجاتی ہے۔ آپ کسی عطار کے ہاں سے وہ دو ایں لیکر آئیے تو ایک کی گھاڑی سے ہم چلیں۔“

مگر دواؤں وغیرہ کی فراہمی میں کچھواہی تصوری ہو گئی کہ دن کے چار بجے گئے شب کی گاڑی سے حکیم صاحب کا جانا نہ بسب نہ معلوم ہوا اور یہ طے پایا کہ حکیم صاحب قبلہ تشریف لے چکیں۔

ناپچھے حکیم صاحب نے بھاگر شاہ صاحب کے ہمراہ کہ دیا اور فرمایا:  
”ہمارے خاص شاگرد ہیں۔“ اور مجھے اشارہ فرمایا:

”قہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کی حضور میں میری طرف سے سلام نیاز عرض کرنا اور میری طرف سے عیادت کر لینا اور بارہ بیکی میں سواری کا نظام درست رکھنا اور بند بیٹھتا ر مجھے اطلاع دینا یا خود سکھنا کہ مجھے اطلاع کرنا۔“  
 چنانچہ میں شاہ صاحب کے ہمراہ ۹ بجے شب کی گاڑی سے بارہ بیکی  
 روانہ ہوا اور ہاں سواری کے لئے تممِ موڑ و تختی۔ ۱۲ بجے شب کے ہم لوگ دیوبھ شریعت پڑھ گئے اور میں فواب عبدالشکرخان صاحب کے مکان پر فروز ہوا۔ کھانا آیا کچھ کھا کر میں مدد ایجاد کیا۔ عجیب دغیرہ سب فواب و دیکھا کہ ایک مجھ کی پیر ہے لاکھوں آدمی یا ہیں جن کی درد پایاں نہیں ہے۔ تمام خلقت اُندھی پڑھی ہے اور وہ سب حضرات حاجی صاحب قدس سرہ کے آستانہ عالی میں جا رہے تھے۔ اُس مجھ میں میں بھی ہوں اور میسکے ساتھ بہار کے چالیس طباہی ہیں جو بھی مجھ سے پیش  
 کی جائی صاحب قبلہ کی زیارت کا اتفاق ہیں ہوا تھا اور دل کو تحریک سے اشتیاق دیوار تھا اس لیے تلبیب پسے چینی تھامیں نہیں دیکھا کہ آستانہ عالی کا دروازہ چھوٹا ہے اور آدمی جو قدر جو قدر دروازہ میں بچک جا کر جا رہے ہیں۔ میں بھی بچک کر اُس دروازہ کے اندر چلا گیا۔ دروازہ سے گزر کر میں اندر گیا اور ہاں میدانِ حشر کا نونہ نظر آتا تھا۔ آدمیوں کی ایسی کثرت نظر آتی تھی کہ بیان سے باہر ہے لیکن سارا مجھے عالم پیش ہیں محو تھا اور حاجی صاحب قبلہ کا ایسا عرب سب پر طاری تھا کہ کسی کو جمالِ درمِ زون نہ تھی ساری خلقت لرزی و ترسان ہمہ رہی تھی اور سب کی بخاری اپنے اپنے قدموں پر تھیں۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ اس وقت سخت جلال میں تھے اور آپ کے دو نوں لاکھوں میں باش کی تھیاں تھیں اور باہمِ دو لال قبیلوں کو حزب دے رہے تھے اور بڑی سرعت کے ساتھ سی فیار ہے تھے اور اس وقت آپ کوٹھ پر تھے اور ساری مخلوقی خیچے صحن میں تھی آپ کے اس کیفیت سے تم لوگ مر عرب ہو رہے تھے۔

یک ایک حضرت حاجی صاحب قبلہ کی نظرِ غصہ ارش مجھ پر پڑی اور مجھکو بناست شفقت سے دیکھا۔ میرے قریب ایک ہوت بہت دیرے کھڑی تھی دہ بھی

سنت مرغوب تھی اور کانپ رہی تھی۔

جب حضور مجھے دیکھ دیے تھے تو مجھ پر بھر بڑھی دشست طاری تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ میری طرف متوجہ ہوئے کام کیا سبب ہے مجھے قربیت ہو چکی ہے اور تعلیم و تعلم رشد دار شادا پتے والہ ماجد صاحب تدرس رہنے والے اعزیز سے حاصل ہے۔

میں اسی فکر میں تھا کہ ایک عورت نہایت سلیمان و خواصورت آئی اور میرے قریب جو ایک عورت بہت دیر سے کھڑی تھی اس کے پاس کھڑی ہو گئی۔ اس عورت کے کھڑے ہوتے ہی حضور کوٹھے سے یکبار گل کو دیڑھے اور اس کے نزدیک تشریعیت لائے وہ شیخی نظر کیے ہوئے خاموش و میحران طور پر ایسا رہ تھی۔ آپ نے ان تجوییں کو اس کے منہ پر پھیردیا۔ وہ تھیاں پھیرتے ہی اس عورت کی شکل خنزیر کی ہو گئی۔ اور وہی حرکات اس سے خاہر ہوئے تھے۔ پھر دوبارہ آپ نے اس کے منہ پر تجویں کو پھیرا تو وہ اصلی حالت پر آگئی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس کی شکل حسین ہو گئی قبل و الی عورت اس سے ملنے لگی اور دیری تک دونوں ملکی رہیں۔

اب حضور میری جا شہ مخالف ہوئے اور فرمایا:

”تم اس عورت کو پہچانتے ہو؟“

میں نے عرض کیا:

”نہیں! مجھے ملطقاً واقعیت نہیں ہے یہ کون عورت ہے؟“

آپ نے فرمایا:

”یہ سائلہ تھی“ اور جو شخص سوال کرتا ہے اس کی شکل خنزیر کی سی ہو جاتی ہے۔

پھر آپ میرے نزدیک تشریعیت لائے اور بتیم ہو کر میری جانب نظر فرمائی اور بتیم زدن میں کوٹھے پر تشریعیت فرماؤ گئے۔

میں پہلے سے خوفزدہ تھا مگر اس واقعہ کے بعد جو علم کی حالت تھی۔

— وہ تقدیمیان سے باہر ہے۔ —

اپ باتھے بام آہستہ پڑیں تدبی فیض ہے تھے اور نظر میری جانب تھی  
کہ اتنے میں چند اصحاب تشریعت لائے اور جو بسے کہنے لگے :  
”حضرت حاجی صاحب نے اپ کی دعوت فیضی ہے، کھانا تیار ہے و ترخان  
بچا ہوا ہے، تشریعت لے چلئے اور طعام تناول فرمائیے“  
نبھے بیوک نہیں تھی اس لیے میں نے غدر کیا لیکن انہوں نے نہ اتنا اور کہنے  
لگے :

”پکو تو کھا لیجئے“

میرے ساتھ جو بیمار کے طلباء تھے میں نے کہا :

”آپ پہلے ان موگوں کو بھلوادی بیجئے“

چنانچہ وہ میرے ہمراہ ہیوں کو لے گئے اور و ترخان پر بھادر یا بچر  
مجھ سے وہ لوگ کھانے کے لیے اصرار کرنے لگے .  
بالآخر جہاں سب کھانا کھا رہے تھے میں بھی گیا اور کھڑے کھڑے بطور  
تبرک کوئی پیزا اٹھا کر میں نے کھالی اور باہر کی طرف ٹکلنے لگا۔ چند قدم چلا تھا  
کہ وقت خاصہ کعبہ زار اللہ شرفاً و تینیطاً کے اندر داخل ہو گیا اور اپنے پیر و مرشد  
حضرت والد ماجد سید شاہ امین الدین احمد فردوسی قدس سرہ العزیز پر  
یکاک نظر پڑھی کہ عصر کا ذلیفہ پر ہر ہے میں اور روئے انور جانب جنوب  
ہے ۔

میں ۔۔۔ سلام دنیا زمرو بان بجا لایا اپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا  
اور ذلیفہ سے نارٹھ ہو کر مجھے گلے سے گالیا اور فرمایا :

”ڈر لے کی کوشی بات ہے“ اور دیر تک کچھ ارشاد فرماتے رہے .  
اتنے میں صحیح کی آذان بھلی اور میری آنکھیں کھل گئی۔ اس وقت میرا دل گنجید  
اسرار ہو رہا تھا میں صحیح کی نماز پڑھ کر اور کچھ ٹھہر ہے تھے لگا۔ اب آنتاب بھی قریب  
طلوع تھا کہ حضرت حاجی صاحب تبدیل نے مجھے بلوا بھیجا۔ فرو میں حاضر قدمت عالمی ہوا  
تو تجھ سے دیکھا کہ دروازہ بھی دیسی ہے جو خواب میں دیکھا تھا اور مکان بھی

ربی تھا۔ اس وقت حضرت حاجی صاحب قبلہ ایک گھنے پر بیٹھنے لگتے ہیں  
سلام سوڑ باشنا بجا لیا اور دست مبارک کو بوس دیکر حسب اجازت آپ کے  
قریب بیٹھ گیا اور حکیم صاحب قبلہ کی طرف سے تسلیم عرض کی اور مراجح پرسی  
کی۔

اس وقت آپ نے مجھ کو نظر عنایت و شفقت سے وکیسا اور دیکھ دیکھتے ہیں  
شب کا خواب میری آنکھوں کے سامنے تھا لیکن خوف بالکل نہ تھا بلکہ دل  
سرت اور قلبی بھیت کے آثار نہیاں تھے۔

آپ نے اپناؤہتا دستی مبارک میری جانب نہیں دیکھنے کے لیے ڈھا  
دیا۔ میں نہ خص دیکھی بچپن و سرا درست مبارک عطا فرمایا اس دست اطمک  
بھی نہیں دیکھی۔ اس وقت سید محمد ابراہیم شاہ صاحب بھی تھے۔ انہوں نے  
مالت دریافت کی تو جو میری سمجھ میں آیا تھا میں نے بیان کیا۔

پھر خود حضور اخوند نے دریافت فرمایا۔ میں نے ادب سے عرض کیا۔  
آپ شکر بہت خوش ہوئے اور بہائے مبارک سے آثار تبسم نوادر  
ہوئے۔

مجھ سے فرمایا:  
”تم نہیں کھدو و“

اسی وقت ایک صاحب تلمذ روات کا غذ لیکر آئے۔  
میں نے عرض کیا:

”حضرت کی تعیل حکم میں میری عین سرفرازی ہے لیکن حضرت اقدس  
کے لیے لئے کھنا مجھے زیبا نہیں۔“

اس خدمت کے لیے عالی جناب حضرت استاذ المعلمین مظلہ العالی زیاد  
مناسب ہیں اور انش اللہ وہ آج کسی وقت تشریف لاتے ہیں۔ وہ خود اگر  
لئے تحریر فرمائیں گے۔

لوگوں نے اصرار کیا۔ میں نے پھر حضور اقدس کی خدمت عالی میں یہی عرض

کی توحضتہ نے میری استدعا کو منظور فرمایا۔

تیسرا دن حضرت اتاڑی حکیم محمد عبدالعزیز صاحبؒ بھی دیوبہ شریعت  
تشریعیت لے آئے تھے اور پھر انہیں کام عالیہ ہوتا رہا۔

میں نے اس کبر سنی میں ایسی قری نبض کسی کی نہیں دیکھیں البتہ پیسہ و مرشد  
قدس سرہ العزیز کی نبض وقت وصال تک قری تھی۔ ان بزرگوں میں قوتِ قلبی  
ایک ہوتی ہے کہ عام اہل اس کی تکشیف نہیں کر سکتے۔

حضرت حاجی صاحب قبلہ میں انقطع عن الدنیا میں نے کامل طریقہ  
سے دیکھا۔ تلب ماہیت کی طبی نزد دست قوت آپ میں تھی جس کا مشاہدہ  
میرے سامنے ہوا ہے۔

الشیخ ایسے بزرگان دین کے طفیل سے سب مسلمانوں کو اعلیٰ درج  
عطافہ مائے اور اپنی محبت کا ذائقہ چکھا ہے۔

«آمين اللهم آمين»

یہ رویا نے صادقہ جو مولوی شاہ محمد حیدر صاحب ابوالعلاء کو نظر آیا۔  
اس سے علاوہ دیگر امور کے حصہ اور کسی یہ تعلیم بھی ظاہر ہوتی ہے کہ دلت میں  
یہ حضور پرورد نے ظاہری و باطنی طور پر سوال سے منج فرمایا اور یہ اس  
بارگاہ عالیٰ کی خاص بُرایت ہے۔ جو عام متولین کو فرمائی گئی اور اس کی نسبت  
شد و مدد سے بُرایت کی گئی ہے۔ زمانہ وصال میں بھی حضور اور کے فیوض ظاہری  
باطنی کے مشاہدات لوگوں کو ہوتے تھے اور بدستور وہی بتیں جا رہی تھیں۔  
قری نبض کے متعلق جیسا کہ مولوی حکیم شاہ محمد حیدر صاحب ابوالعلاء کا یہ  
ہے۔ دیگر حکما کو بھی حرمت ہوئی ہے۔

چنانچہ حکیم محمد احمد صاحب متوفی کرسی ضلع بارہ بنکی بیان کرتے ہیں کہ  
مودع سے خود بجا۔ حکیم عبدالعزیز صاحب کھضروی مرحوم و مغفور نے بیان فرمایا  
کہ اس تدریض حضور اور کی نبض زمانہ وصال میں قری تھی کہ حرمت ہوتی تھی اور میں  
نے مدتِ السرای میں قری نبض نہیں دیکھی۔

حضرت انور کے زمانہ وصال کے واقعات بھی عجیب و غریب ہیں اور قسم کی باتیں لوگوں نے دیکھی ہیں۔ جناب حاجی افغان شاہ صاحب مکتبہ تو اس بارگاہ و ارشی تحریر فرماتے ہیں کہ زمانہ وصال میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپ بہتر مبارک پر امکنت شہادت سے ایک مردی شکل بناتے اور اُس پر امکنت مبارک رکھ کر فرماتے تھے: "چمچا کچھ ہے یہ جھوڑاں کے چاروں طرف مھٹلے پناک فرمایا،" یہ چاروں مھٹلے ہیں۔ ادھر بھی نماز ہوتی ہے، ادھر بھی نماز ہوتی ہے۔" پھر فرمایا: "چا ہے کی طرف آدمی ہو گر نماز کعبہ کی طرف ہو گی،" پھر پوپڑا ہاتھ مار کر فرماتے: "بس یہی کچھ ہے۔"

حضرت انور کا زمانہ وصال بھی غرضِ ظاہری و باطنی کے اعتباراً پہلا تینی ہے۔ زمانہ وصال میں ہزاروں آدمی شریعت حاصل کرنے کیے آتے تھے اور جمیع کشیر کی لمبسوں مبارک کے ذریعے سے بیعت لی جاتی تھی۔ ایک نانک شاہی ہند اور دوسرے ایک سوات نبیرہ کے مولوی صاحب بھی اسی غرض سے حاضر ہوئے اور دونوں کو خود حضرت انور نے اپنے درست مبارک پر بیعت لی اور فیقر بنایا تھا بند عطا فرمایا۔ مولوی صاحب کو فیقر شاہ کا القب عطا ہوا اور نانک شاہی ہند کو رسول شاہ کا خطاب مرحت فرمایا۔

حضرت فضیحہت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں ۲۶ محرم کو ۲۷ بجے دن کے دیوہ شریعت حاضر ہو کر حضور انور سے قد ممبوس ہوا۔ بخار ننانے سے درجے تک ترقی کر جاتا تھا، صنعت بے حد تھا اگر با ایس ہر سو حرف شکایت یا کسی قسم کا اشرمندی کا حضور انور زبان مبارک سے ظاہر نہیں فرماتے تھے۔

حضرت اطہار معاجم تھے۔  
 حکیم عبد العزیز صاحب کھصتوں میں حکیم عبد الرشید صاحب حکیم عبد العزیز مہنگوی، حکیم عبد الباقی صاحب فیضوری حکیم محمد یعقوب بیگ خیر آبادی حکیم سلطان محمود صاحب اٹھادی وغیرہ۔

امرأة غرباً ودر سرطان کے اذاؤں حضور انور کی عیادت کے لیے موجود تھے۔  
امرأة جي کھول کر زر کشیر صرف کیا۔ اور خیرات وغیرہ میں کوئی کثر باقی نہ رکھی۔  
حضور انور کا مرض رو بہتر تھا، بلختم شنک ہو گیا تھا۔ اس کے محلے میں سخت  
مکلیف ہوتی تھی، بخار پر شدت تھا اور جبکہ بول کا حرش بھی واقع ہو گیا تھا مگر  
با اسی ہر شر بان مبارک سے کراہنے کی آواز مکملی قسم نہ نشست داستراحت میں کوئی  
فرق تھا۔ وہی سیدھی کروٹ دی انداز نشست تھا۔ حرکات و سکنات میں شستہ  
بلبر فریت تھا۔

مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی دوکیل بارہ بیکی تحریر فرماتے  
ہیں کہ حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنؤی نے حضور پر انور کی بخش ویکھ کر کہا:  
”حضور کے سینہ میں درد ہے“ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:  
”تم تو بڑے حکیم ہو، تم تو بڑے حکیم ہو!“

جب دو ایثار ہو کر حضور انور کے رو بروائی تو تھوڑی خود پلی باقی ایک  
ضعیف شخص کو مرحمت فرمادی جو قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور فرمایا:  
”تم پل لو جا جی فیض شاہ صاحب“ خادم نے عرض کیا:

”حضور! یہ دلان کے داسطے نہیں ہے۔“ فرمایا:

”ان کو بھی تو بخار ہے؟“ وہ اسی وقت سب دوپہلی گئے حالاتِ مرض  
میں بھی حضور انور کو دوسروں کے مرض کا زیادہ احساس کرتا تھا۔  
مولوی نادر حسین صاحب وارثی نگرامی لکھتے ہیں:

اسی زمانہ علاالت میں ایک روز حضور پر انور کا مزاچ مبارک بہت  
ناساز تھا۔ حضور انور آرام فزار ہے تھے میں حاضر ہوا تو حکیم عبدالعزیز خان  
نے مجکور و کا اور کہنے لگے: ”حضرت تبدیل کی اس وقت طبیعت بہت  
ناساز ہے، فسریب نہ جاؤ۔“

میں نے کہا اپھا سامنے جا کر قد مبوحی کرلوں“  
میں دلان کے اندر گیا اور تھوڑے فاصلہ سے زمین ہی پر قد مبوح

ہوا حضور اندر اس وقت فروادھے ہوئے یہ بھئے تھے۔ سربراں  
سے فردوک شاکر خود رسی فرمایا، ”کون؟“

میاں نبھوار شرمن صاحب نے عرض کیا، ”مشنی نادر حسین ہیں۔“

فرمایا، ”آؤ!“ اور وستہ مبارکہ بڑھایا،

اس وقت جو حاضرین حضور کے قریب بیٹھے تھے مجھ سے کہنے لگے:

”جلدی آؤ، جلدی آؤ حضور بلاتے ہیں ہمچکو قریب پہنچنے میں چار قدم  
چلنا و شوار ہو گیا۔ میں نے قریب پہنچکر دستہ مبارک کو بوس دیا۔“

اس کے بعد مجھ سے چائے پینے کے لیے ارشاد فرمایا۔ سب کو تعجب  
تحاکر کیا ارشاد ہے۔

تحوڑی دیر کے بعد جب باہر آیا تو کل شاہ صاحب وارثی نے  
کہا، ”مشنی چائے تیار ہے پل لیجئے“ میں نے کہا، ”کیمی چائے ہے؟“  
کل شاہ صاحب نے کہا:

”وہی چائے ہے جو شاہ صاحب نے فرمائی ہے۔ دوا ساز دو اپانے  
کا ڈوبہ لایا تھا۔ وہ ڈوبہ چائے کا تھا اس لیے چائے تیار ہو گئی ہے پل لیجئے“  
میں نے پل لی۔ حالت علاالت میں بھی حضور پر نور کو لوگوں کا اس قدر  
خیال تھا کہ حرمت ہوئی ہے۔ اللہ اکبر کیا شفقت ہے جو موی سید غنی حیدر  
صاحب قبلہ وارثی (سامنے دیکھ سکا وہ میں گی) فرماتے ہیں:

حضور پر نور کے زماں علاالت میں میں قین دن حاضر ہا میں نے دیکھا کہ  
اس شدت مرض کی حالت میں ایک ضعیف حاضر ہوئی اور حضور اندر کی اس  
حالت مرض کو دیکھ کر ہنایت بیقراری سے عرض کرنے لگی،

”میاں ابتو اچھے ہو جاؤ!“

حضور اس عنینہ کی بُغرا کے اخاطر سکراں سے دس حصہ زیادہ بیقرار  
ہو گئے اور اس سے منا طلب ہو کر فرمایا:

”ہم تو بالکل اچھے ہیں، ہم تو بالکل اچھے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بیمار  
ہیں!“

مولوی صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ حضور اس ضعیفہ کی بیقراری سے جو قدر اس کریمین دینے کے لیے بیقرار ہو گئے اس شدت مرض میں یہ مالک ایک عجیب حالت تھی جو اس وقت نگاہوں کے سامنے پیش آئی۔ میں اس بیقراری کی حالت کا نقشہ اخفااظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

مولوی محمد ناظم علی صاحب فضلی نائب انتظام درستہ مالیہ فرقہ نیسہ کھنڈو تحریر فرماتے ہیں :

قریب وصال میں عیادت کے لیے گیاتو اپنے حسبِ ستور داہی کروٹ سے لیٹتھے اس وقت سخت تنفس ہو رہا تھا۔ کسی شخص نے مرا ج مبارک کی حالت دریافت کی تو فرمایا : "المحمد للہ" میں اچھا ہوں ڈالو گوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا : " یہ لوگ بیمار کہتے ہیں "۔

حضور زانور کی زبان مبارک سے وقت وصال تک کوئی لفظ استیکم و رضا کے خلاف نہیں بکلا۔ شدتِ مرض میں بھی مرض کا نام تک نہیں لیا جسی کہ کسی طبیب کی تشخیص پر کوئی معنوی طور پر بھی شکایت نہیں فرمائی کہ ہاں نہ لاس بلکلیف زیادہ ہے حالانکہ مرض رو بڑ ترقی رہا اور ضعفت بہت بڑھتا گی۔ بعض اطباء کی رائے سے حضور پر نور کو جواہرِ مرہ و کابھی استعمال کرایا۔ مگر اس سے بغیر اور خنک ہو گیا۔ ہنچوں کی خشکی سے معلوم ہوا کہ خنک بھی بڑھ گئی کیونکہ جب پانی پیش کیا جاتا تھا تو حضور انور دو ایک گھوٹے تو نوش فرمائیتے تھے۔ سیدِ عروف شاہ صاحب قبلہ دارثی صاحب فرماتے ہیں کہ اسی زمانہ علالت میں حضور پر نور نے ایک مرتبہ غلامان بارگاہ کی طرف

فیض بکر فرمایا :

" یہ دنیا خوا بگاہ ہے ایک نہ ایک دن ہز در سب کی نگاہوں سے غائب ہوتا چرتا ہے جس بگہ اور جس مقام پر ہم سو جائیں وہیں ہم کو زمین میں اُثار وینا چاہیئے کہ عاشق جس انساں میں ہو اسی میں دفن کر دینا لازم ہے "۔

سید معرف شاہ صاحب تبلد و اثر فراستے میں کرتب خلافت بھی  
حضور نے اکثر مرتبہ بینی فندر مایا تھا۔

حضرت انور کے دو آخری کلمات مفارقت تھے جن سے اہل بیت کے  
حوالے جاتے رہے اور حضرت سے باری دہ پر نام ایک دوسرے کا منزد کیئے  
لگا۔ حضور پرور کے اغاظ کا اہل ول پر جواز ہوا وہ حقیقت قیامت کا اثر تھا  
جو بیان سے باہر ہے (ماز حضرت ریاس ٹونگی)

قیامت تھا یہ کہ کر ان کا پہلو سے تکل بانا  
خدا حافظ ہے اب میرے تقتوں سے بہل بانا

حضرت فضیحت شاہ صاحب نائل ہیں : ۱۳۲۳ھ پنجم کے دن  
حضور انور نے شام سے انگشت شہادت اٹھائی اور فرمایا :  
”اللہ اکیم ہے“ پھر کچھ رات گئی تھی کہ حکیم محمد عقیوب صاحب  
خیر آبادی سے پوچھا : کیا وقت ہے؟ انہوں نے عرصہ کیا :  
”وسن بجھے ہیں“ پھر ارشاد فرمایا : کیا وقت ہے؟

حکیم صاحب نے کہا : ”وس بجھے ہیں“ ارشاد فندر مایا :  
”ہم چار بجے کے بعد اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جائیں گے“  
جاہی فیض نو شاہ صاحب خادم، عہد دے پانی میں شہد بلکہ سار بار بار دیتے  
تھے فضیحت شاہ صاحب اور حافظ عبدالقیوم صاحب کرمانی کلہم کی انگلی سے  
حضور کو چھاتے تھے۔ اس وقت ذکر انہی کی ضربیں جو بلغم کی ششکل کی وجہ سے  
ہے اور انگلی رہی تھیں کچھ آہستہ ہو گئیں۔ اسی حالت میں چار بجکر ۱۳۲۳ھ  
پر قریب صبح صادری جو وقت کہ اس محبوب حبیقی سے قربت خاص کا ہے  
حضر انور نے شربت وصال نوش فرمایا کیم صفحہ المظفر ۱۳۲۳ھ کو جمعہ کا  
روز تھا حضور انور نے ہماری ظاہری آنکھوں سے پردہ فرمایا۔ جاہ عظمت

لے مطابق ، اپریل ۱۹۰۵ء ، ماہ چیت ۱۳۱۳ھ سرافٹ

ماہ چیت سراجی سمیت ۱۹۹۱ء بکری

میں مستور ہو گئے اور اس دائرہ قیود و عالم کو توڑ کر اس اقتدار سرمدی سے مل گئے جو مقصود حقیقیتی ہے۔ چنانچہ آپ کے وصال کی رہنمائی تاریخِ ہولی، راز فرید الدین یکتا، سے:

### ماشیت صادق مسلاً معشوق سے

حضرتو انور کے وصال کے زمانہ میں لوگوں نے عجیب عجیب تصرفات مشاہدہ کیے۔ شیخ محمد شفیع صاحب دارالشیعہ مراٹاپوری (جینکنامام پشتہر لالہ بدھ مولالہ تھا) ناقل ہیں:

میں قریب بزرگانہ وصال حضور انور کی خدمتِ عالی میں حاضر تھا میں نے حضور انور کے کرم سے ایک عجیب بات مشاہدہ کی جس کا نقشہ اب تک میری تلگا ہوں کے سامنے ہے کہ حضور انور بالکل طفیل نوزادہ معلوم ہوتے تھے اور میں اس واقعہ کو حیرت سے مشاہدہ کر رہا تھا۔ تجھکو خیال پیدا ہوا کہ یہ کر شر و کھانے کا شاید یہ سبب ہے کہ ہم جس شانِ مخصوصیت سے دنیا میں آئے اور دنیا میں رہے دیکھو لو اسی طرح بے لوثِ مخصوصیت کی حالت میں دنیا سے جاتے ہیں۔ اور حضرت فضیحت شاہ قدس سرہ نے مواليتنا سید عبد العظی  
صاحب قبلہ دارالشیعہ بہاری اور دیگر بزرگوں سے ذکر فرمایا کہ حضور انور نے اسی سال ماہ فریج ہیں مجھے خصت کرتے وقت اپنی صورت لے رکھ دیت اور وکھانی اور فرمایا تھا: "اپ تم مجھے اسی صورت میں دیکھو گے"۔  
شیخ ذریز علی صاحب قدس اعلیٰ متوفی مسول ضلع بارہ بکی مکھنے میں کہ حضور کی تجھیز دیکھنے کے وقت جو لوگ موجود تھے ان سے پوچھا جائے کہ تھارے دل میں آشاد مسٹرت تھے یا رنج و غم کی مالت تھی۔

کیونکہ اس وقت ایک عامّت ظاہر ہو رہی تھی ہر شخص کے چہرہ سے دل انبساط کا پتہ چلتا تھا۔ میں نے ایک بزرگ سے پوچھا:

"یہ کیا معااملہ ہے یہ تحریک و غم کا وقت ہے؟" ابتو نے فرمایا:

"یہ وقتِ ماشیت و مسشوّق کے وصال کا ہے اسی نے عامّت ہے"

بعد وصال یہ بحث بھی چڑھ گئی کہ حضور انور کا مزار بسارک کہاں ہونا پا جائے۔

بعض کی رائے تھی کہ اپنے والد بادجس سید ناصر بان علی شاہ صاحب کے قریب  
دن ہوں اور فتح پور مصلح بارہ بُکل کے اصحاب کی خواہش ہے کہ فتح پور میں لے جائنا  
چاہئے حضرت فضیحت شاہ صاحب قبلہ نکھلتے ہیں کہ اس وقت فتح پور افغانستان کی  
وصیت کے موافق ہیں اور سید معرفت شاہ صاحب قبلہ اور حاجی منصور شاہ  
صاحب اور دیگر فقراۓ وارثی آمادہ ہو گئے کہ جس مقام پر وصال ہوا ہے  
وہیں تحریر و تدقیق ہو گی اور سامانِ عمل کی فراہمی بھی شروع کر دی گئی اور زمین  
بھی کھود دی جائے گی۔ اس وقت کچھ لوگ مانع ہوئے کہ مزارِ سنتی سے باہر  
بننا چاہئے۔ سید معرفت شاہ نے اور میں نے یہکہ زبان ہو کر کہا: اول اس  
کھدمتی ہوئی زمین میں ہم دفن ہو جائیں گے اس وقت دوسرا قبر تاریخ ہو گی:  
اس پر دو لوگ دوسرا نکری کرنے لگے اور ہم لوگ تحریر و تلقین میں  
مصروف ہوئے۔ نماز کل متعدد جماعتیں ہو گیں، مرتبہ مکان کے اندر اور  
چار مرتبہ مکان کے باہر اس طرح گیارہ مرتبہ نماز ادا کی گئی۔

لوگوں کا رحم میں نہتستے تھا اور ایسی محییت و بے خودی کا عالمِ عام  
طور پر طاری تھا کہ سمعتِ کعبہ کی تحریر نہ ہو سکی اور چاروں طرف نماز ادا کی گئی  
حضرت افون کارڈہ ارشاد پورا ہوا کہ چاہے کسی طرف ادمی ہوگر نماز کعبہ کی طرف  
ہو گی۔ فَإِنَّمَا تَوْلُوْنَ فِتْنَةً وَجْهَ اللَّهِِ إِسَّمْ أَيْمَانَكُوكَ سے ردِ خذہ بیار ک  
کی تاریخِ نکلنگی ہے۔ ہر عبدِ العلی صاحب وارثی خدا نما کی خداداد جو دتی طبیع  
کا نتیجہ ہے۔ قبلِ تدقیق قبر اطہر میں عطر گلاب اور سہاگ اور موستیا چھڑکا گیا۔  
سید معرفت شاہ صاحب اور رحیم شاہ صاحب حاجی منصور شاہ صاحب  
اور فخر محمد شاہ صاحب اور نواب عبدالکوہ خاں صاحب ریئیں و مخصوص  
اور طھا کر تیچم سنگھ صاحب ربیع ملاؤی نے عمل دیا۔ بعدِ م شاہ صاحب اور  
حافظ احمد شاہ صاحب، شیخ مظلہ علی صاحب قدوالی اور میاں عبدِ الصمد  
صاحب مولوی نے قبر شریعت میں آتارا اور اپر سے حاجی فضیل شاہ صاحب  
و دیگر مریدین نے ہاتھوں ہاتھ اندر کمک پہنچایا۔

مولوی عبدِ العلی صاحب خدا نما نے اسی شب میں یہ خواب دیکھا تھا کہ

موضع قبر کی خاک پاک جس کے پاس ہوگی اس کی بحثات ہو جائے گی۔  
 چنانچہ ان کا بیان ہے : میں نے اس خواب کی تعریف کیا تھیم خود مشاہدہ کر کر  
 لوگ خود بخود اُسی خاک کو دامن میں بھر بھر کے لیے جاتے ہیں لیکن یہ مشکل تام  
 ہمیکو تصور می سی ناک دستیاب ہوتی۔ عز خدا کے حضور افراد کو اسی احرام کی  
 چادر میں جو دیانتِ ظاہری میں آٹکا بلوس تھا قبر شریعت میں رکھا گیا اور تمدنیں  
 عمل میں آئی۔ جب حضور کی تجسس و تکفین کے بعد لوگ رخصت ہوئے تو اس قدر  
 گزیر اُکا اور گرام عقاکہ خدیبیان سے باہر ہے۔ آہ تے

سالاریت فلمہ سفر کر گیا قائلہ کو زیر وزیر کیا  
 ۲۴ محرم ۱۳۲۳ھ کو ہندوستان میں ایک سخت زلزلہ آیا تھا جس نے  
 عام پریشانی پیدا کر دی تھی۔ اور بعض مقامات پر تین چار روز تک خفیف زلزلے  
 محسوس ہوتے رہے۔

مولوی محمد سرفراز خاں صاحب محقق دارثی سابق میجر درگاہ انجیر شریعت  
 تحریر فرماتے ہیں کہ میں مراد آباد محلہ نئی بستی میں تھا اور منشی عیقوب علی صاحب  
 کے مکان میں رہتا تھا۔ ایک روز صحیح کو بہت زور کا زلزلہ محسوس ہوا اس وقت  
 مجھے ایک بات یاد آگئی جو مجھ سے ایک مدرسی روایش مارشادہ صاحب نے  
 ۱۸۹۰ء میں بتمام شہر ماندہ بطور پیشین گولی فرمائی تھی کہ حضرت حاجی صاحب  
 قبلہ کا ادیا اللہ میں بہت بڑا مرتبہ ہے ان کا جس روز وصال ہو گا ایسا زلزلہ میں  
 میں آنکھا جو کبھی ہندوستان میں نہ آیا ہو گا۔ اور یہ شعر بندہ میں کا ٹڑھا سے :  
 یہ شد عجست نہ رہی پر تھی دو لے اور جگ بے  
 المرض وہ حضور انور کی حیاتِ ظاہری کا دوفر جو بصر و جوہ ایک حقیقت  
 و معرفت کا دور تھا اور جس نے عالم روحاںیت کا پر حیم بلند کر دیا  
 اور اپنی گلی میں شاہراہ طریقت کا مشاہدہ کر دیا۔ آخر ہماری نگاہوں سے نہیں  
 ہو گیا۔ خدا نے واحد کل ایک تخلی تھی جو شکل انسان میں خاہ بر جو انی اور عالم کو  
 مثل آمینہ حرمت زدہ و شدید بنا کر اور ذات و صفات کے کر کے دکھا کر اس  
 زدہ ذات میں پہنچا ہو گئی جو روحاںی سر باندیوں کا منبع و مرکز ہے۔ اُس

تجھی ذات الٰہی نے جو روشنی دنیا میں دکھائی اور جو روح عالم میں پہنچ دی  
وہ اظہر من الشس ہے۔

آہ وہ مقدس ذات جو محیت و استغراق تو حید میں یکتا تھی جواز خود رنجی  
کے عالم میں ماسومی اللہ کو فراموش کر جکھی تھی۔ جس کو خود اپنی بخوبی تھی سے:

معشوق ہوں یا عاشق معاشق نا ہوں،  
معلوم نہیں مجھکو کہ میں کون ہوں کیا ہوں  
ہوں شاہزادیہ کے رخسار کا پردہ  
یا خود رہی میں شاہزاد ہوں کہ پردہ میں چھپا ہوں  
انداز ہیں سب عاشق و معشوق کے مجھ میں  
سر زیگر دل ہوں سبھی نازد ادا ہوں  
اے مخصوصی شاہزادین مری سبلوہ گری میں  
ہر زنگ میں، میں مظہر انداز اندھا ہوں

وہی ذات محدود الصفات اپنے شمار صفات برتر سے ہم کو حیرت  
میں ڈال کر اس ذات سے مل گئی جس کی تجلی تھی۔ اگرچہ اب بھی اس کے فیضون  
برکات میں کمی نہیں اور بغیر ایت آولیٰ اللہ لا یَعْلُمُ بِوَتَّ  
وہ ذات با برکات ہمارے حالات سے باخبر اور مثلِ حیات ظاہری ہماری  
دلگیر ہے۔

لیکن ایں دیدہ دیدار طلب را چہ علاج  
اب وہ مقدس اور بزرگ صورت ہماری نگاہوں سے اوپلے ہے۔

امات اللہ و ایات الیہ راجحون:

اب اسے کہاں پاؤں ڈھونڈنے کہاں جاؤں  
مش چھپا لیا اس نے صورت آشنا ہو کر  
آہ اب وہ پیارا سماں ہماری آنکھوں سے ہناں ہے جو نیزم دارث میں  
وحدت و کثرت کے مشاہدے نظر آتے تھے۔ آہ وہ حضور انور کا دعا شامان

وہ رعبِ حسن و جمال وہ تجھی نگاہیں۔ وہ زیرِ لبِ قبسم وہ طرزِ نشست  
وہ بونے غافیِ محمدی وہ خونے مرتفعوی وہ منیض و عطا وہ عقدہ کشائی وہ  
شفقت و محبت وہ تخلیقی وہ شانِ یادِ انسی وہ باتِ بات میں رموز و نکات وہ اشارہ  
و شاہدات وہ مشاہدہ راز و نیاز وہ کریمانہ اندازاب عالمِ خیال میں بھی  
نہیں۔

وہ حضور انور کا تجھی نگاہیں کئے ہوئے بیٹھا وہ دہانِ مبارک پرست  
اطہرِ حکمر زیرِ لبِ قبسم فریانا، وہ گلستانیاں وہ نہ ربانیاں وہ شانِ کرم  
وہ فیضِ اتم۔ وہ حاجتمندوں کا مجتمع وہ مقر بین بارگاہ کی چل پل جو اس  
بارگاہِ عالی میں ہر وقت نظر آتی تھی اس کا بہ شایبہ بھی نظر نہیں آتا، وہ شوا  
کی قصیدہ خوانی، وہ حضور انور کی بجزِ سیانی وہ اربابِ ذوق و شوق کا جانکھ  
وہ دلِ گرفتہ عشق کا بھر مٹ وہ پروانوں کی طرح اس شمع و لایت پر جان  
شاری وہ انگ وہ جوش وہ دلوے وہ کیفیاتِ نلبی وہ سوز و گذازاب کسی  
اپنی رات کے خواب کی طرح خیال میں ہیں جنکا کچھ حصہ یاد ہے اور کچھ بخواہ ہوا  
ہے۔ اب وہ شمعِ محفلِ قدس میں روشن ہے۔ اب وہ پھولِ گلشن فردوس  
کی زینت ہے، وہ حسنِ عالم افسر و زاب جمای غیرت میں مستور ہے اور ہماری  
نگاہوں سے دور ہے۔

ایک دن بتھا کہ وہ نور کی صورت ہماری نگاہوں کے سامنے تھی  
وہ پیارا سماں ہمارے پیشِ نظر تھا۔ اب وہی محفل ہے مگر وہ رونقِ محفل نہیں  
ہے۔ وہی بنتی ہے مگر وہ چرا غہستی نہیں ہے۔ وہی آفتاب و ماہتاب ہیں  
مگر وہ روز و شب نہیں ہے۔ وہی ذکر و نکر ہے مگر وہ جرشِ مسرت نہیں  
وہی خیال وہ اہنگ ہے مگر وہ داروئے دلِ عنانک نہیں ہے۔ آہ وہی زمین  
کا بستر ہے، دہی خاکِ پاک ہے دہی فقر ہے جوز بانِ عالی سے کہ رہی ہے ہے:

سدت من بودم از من تاخته  
بر سرِ منبہ تو مسد ساختے

اب چراغ لیکر بھی طحون ڈینی تراس حسن دلخیب کی چلک نظر نہیں آ سکتی۔ اب وہ ذات عالم اجسام میں اپنے مشاہدات کی نیزگیاں دکھی کراس پر وہ نور میں جلوہ گر ہو گئی جہاں سے انوار و برکات کے پیشے جاری ہوتے ہیں۔ اب وہ ذات مکر زن نور ہے اب وہ عالم غنا صرمی نہیں بل سکتی اب بھی وہ ذات محمود اصفات ہماری کشفیں و مدد و کار ہے گروہ پہلی سب سب اس بات نظر نہیں آ سکتی۔

اب ہم ہیں اور ہماری تہائی و بکیسی، بکیسی و تہائی ہے اور بے سر و سامانی بے سر و سامانی ہے اور تکنا نے دیدارِ خواب ہی میں وہ جمال پر انوارِ نظر آجائے تو عین بیدارِ بختی ہے۔

از حضرت مولانا ہے:

بن گئی محفل کی محفل اک طسم بے خودی  
چل گیا آخرِ فشوں نرگسِ جادوئے دوست  
رہ گئی ناکام دیراں میسری پشم اشتیاق  
کامیاب نور تھا کس درجِ حسن رُوئے دوست  
ہو کچے اب ہم گرفتار ان فرقت کو نصیب  
اہ وہ خوشبو کر قصی پر وہ گیسوئے دوست  
کیا انواری منظر تھا کیا مبارک اور نکھری ہوئی محفل تھی، جو آنافِ اما  
عالم ہم بے مثال کی طرح ہمکو عجائب ثباتِ تدرست کا شاہدہ کر لگئی اور وہ ذات  
اس عین ذات سے مل گئی جو مرزا جیسی صفات ہے ہے:

جیعت در پشم زون صحبت یار آخر شد  
رُوئے مغل سیر نمیدیم دیسا رآخر شد  
تیسرے دن حضور پر نور کا قل شہرا اور پھول اٹھانے کی رسم ادا کئی  
درودِ خزانی و قرآن خوانی ہوئی ہے:

از حق بود صلواتہ نامت بود سلام

۲۰۳

بر حضرت مسیح بر آل او مدام  
سید معروف شاہ صاحب متبادہ داری ثانے سلام عرض  
کیا جو حسب ذیل ہے ۷۰

السلام اے مؤمن و غنوار ما  
السلام اے ولیبِ رولدار ما  
السلام اے مردم چنانِ من  
خوب شدہ اے دیدۂ گریانِ من  
السلام اے یوسفٰ کنانِ من  
السلام اے ولیبِ جاناںِ من  
السلام اے جانِ ما جاناںِ ما  
السلام اے دینِ ما ایمانِ ما  
السلام اے مظہرِ انوارِ حق  
السلام اے مصدِ اسرارِ حق  
السلام اے وجہِ تکیہِ وسے تو  
السلام اے روحِ جامِ بوسے تو  
السلام اے مسدِ صدق و صفا  
السلام اے منزدِ علم و حسا  
السلام اے جانِ من قربانِ تو  
ہر دو عالم تابع فخرِ ماںِ تو  
السلام اے چشم پر شرم و حیا  
سوے زندان مے برداشت دوتا  
السلام اے منزدِ ما کوئے تو  
میکشد آن خجہِ ابر وے تو

السلام لے اب رحمتِ اسلام  
 السلام لے بخیر شفقتِ اسلام  
 اسلام لے قوتِ اور اک مَا  
 اسلام لے مریم و تریاک مَا  
 اسلام لے چردِ قومِ مارا دوا  
 خاک پا یت بہرے ما خاک شفا  
 اسلام لے توستِ بازوئے مَا  
 دل شدہ از دستِ دا زنگوئے مَا  
 اسلام لے ماہِ تابانِ اسلام  
 اسلام لے شاہِ خوبیں اسلام  
 اسلام لے دارشِ عالم پناہ  
 اسلام لے بیکیں رائکیے گاہ  
 اسلام لے چارہ بیچار گاہ  
 اسلام لے مرہسم دل خستگاہ  
 اسلام لے نورِ چشم آرزو  
 خاک درجستہ نشاں دم کو بکو  
 فرقت تو کرد عالم راتباہ  
 شدن ضیب خاد مای روی سیاہ  
 گشت ویران خشاں آباد مَا  
 رحم کنُ برناں دنسے یاد مَا  
 یاد باد آں حالت دیلو انگاہ  
 یاد باد آں خدمت دلداد گاہ  
 یاد باد آں محفلِ شعر د سخن  
 یاد باد آں مجلسِ ارباب فن

یاد باد آں دعوت شیرا زما  
 یاد باد آں عنیظ تو آں ناز ما  
 یاد باد آں خنده و آں طنطه  
 یاد باد آں لغنه و آں زمزه  
 یاد باد آں شیوه جانان تو  
 یاد باد آں طرز و رنگ گفتگو  
 ما کجا تو تو کچ کرست کجا  
 اللہ اللہ نسبت شاه و گدا  
 باد شاه آبروئے ما توئی  
 جان ما هسم گفتگوئے ما توئی  
 درنگن آتش بہ ملک جان ما  
 زود کن از قید عنم مارا رها  
 داشابنیں جمال خویشتن  
 رحم کن بر ما بحق پختن ،  
 قصہ معشرت غلگیں لے صبا  
 دارسان در حضت سلطان ما  
 کن فنا در ذات خود مارا تام  
 ختم شد ایں قصہ اکنوں والسلام

## تہت بالخیر

## قطعہ تاریخ کتاب

مالکِ روز بجز ار زاق و خلاق مجین  
 بر کمال قدر شش پیدا است اطباق زمین  
 غافل از نسب و کرم الوصت خیر الازمین  
 با عنانی زوال الجلالی یا معین وستین  
 کے شود یارب ادا زنبدۀ خواه و همیں ،  
 تاجد اگر د دزایش راز ہائے کفر دین  
 فاتح پیغمبر ایں دارث فلیم برین  
 شاہی باز ادچ دیں شاہین سراج لقین  
 ساقی تئین و کوثر حامی دین میں  
 آیت دالیل تغییر است زلف غیرین  
 آیت انا فتحت رایت فتح میں  
 تاج از شلنگ الارجحۃ اللعائین  
 باعث ایجاد تو را دلین د آخرین  
 واقف از حقیقت کا شف اسرار دین  
 شد عیان از آیت ش تو قبحتم المرسلین  
 مردہ جان بخش طبعتم فا خلوہ خالدین  
 صد سلام در حست اللہ علیہم اجمعین !!  
 میکن اوصاف خاصان الالعائین  
 حاجی دارث علم معتبر خیر الوارثین

محمد بے حد مرخدنے پاک رب العالمین  
 بر صنائعت اوست شاہد نمازین السما  
 واحد و بی شش اسم ذات اللہ اصمد  
 انت ربی انت جسی انت لی نعم النصیر  
 شکر احسانات دانعامات بے پیمان تو  
 منتخب بہرہ ایت کرد ذات انبیاء  
 با شخصوص آک سرور عالم محمد مصطفی  
 ببل شاخ بتوت قمری سرور شرف  
 مصطفی رومے مجید ش مظہر ذات صمد  
 سورہ و دالشنس تفسیر باض بصع رو  
 باعث ایجاد عالم مظہر تو رحمة  
 درازل حکم قضایا تمارک اندس نہاد  
 صاحب لین و مصلحتی علی خلقی عظیم  
 مقصد اقصائے رحمت غایت القصری خود  
 در اطاع اللہ مشرطت من طبع الرسول  
 میرسد از غیب بہر عاشقان مصطفی  
 بر روان مصطفی وآل واصحاب رسول  
 بعد محمد ولدت والائے جیبیب بکر یا  
 آں رئیس الالقیتا عالی نب و لا حب

نقش بنده کاف و لزی از خامہ تدریک شد  
 قطب دیں و عنوث دوران شرایع اولیا  
 رتبه الفقر فخری یافت در حبیت بنی  
 بقعه پر نور دیوه هست پسون با غارم  
 خوش قلم فرمود با تحقیق احوال شرایع  
 هست از تالیین مکتب مولوی فضل حسین  
 صورت زیبا و شکل غیرت ماہ مبدیں  
 مقدار اے ایل عرفان پیش رائے کاملین  
 شد فنا فی اللہ از عشق امام المرسلین  
 از هزار پاک سالار و امیر العارفین  
 کس نه دیده واقعات از پیام باطن آنچین  
 حیث شد زین وار فنا فی داغ خلد بیس  
 گفت ذاکر سال تاریخ کتاب مستطاب  
 بنی اسرار سالار گرد و صالحین

۱۳۲۶

### نایابی:

سید ذاکر حسین وارثی حافظ میوپل بورڈ اٹادہ

